إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام مبارک فرجام کتاب فیض اکتساب

الموسوم بہ

کشف الحاجۃ

(یعنی ترجمہ اردو)

مالابد منہ

جس میں زبدۃ الفقہا عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

مسائل ضروریہ دینیات کے بزبان فارسی درج فرمائے اور جناب مولوی

نورالدین صاحب چاٹگامی نے سلیس عام فہم اردو میں ترجمہ کر کے

اسلام ہند پر احسان کیا

باہتمام اضعف بندگان رب العالمین حافظ فیاض الدین

ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھپ کر مطبوع ہوئی

ما شاء الله لا قوة الا بالله
الحمد لله والمنة کہ دریں ایام مبارک فرجام کتاب لاجواب الموسوم بہ
کشف الحجاب
۱۳۴۳ھ
۱۹۲۴ع
حسب فرمائش برادر مکرم جناب شیخ ریاض الدین صاحب تاجر کتب باہتمام حافظ فیاض الدین
مطبع العلائی واقع رکابگنج لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد اور صلوٰۃ کے فقیر عصیاں آگین محمد نور الدین ولد محمد اشرف غفر اللہ ولوالدیہ متوطن
اسلام آباد عرف چاٹگام حضرات اہل دین کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔
کہ یہ عاصی پرمعاصی علوم تحصیل کرنیکے قصد سے اوائل عمر میں حسب تقدیر ملک ہندوستان میں
گیا تھا پھر ایک مدت طویل کے بعد طرف وطن مالوف آبائی کے رجوع کرتے وقت ۱۲۸۸ھ ہجری
قدسی میں جب دار الامارۃ کلکتہ کے اندر پہنچا تب بعض احباب وطنی نے فرمایش کی کہ رسالہ
معتبرہ مالابدمنہ تصنیف عالم حقانی مقبول حضرت سبحانی جامع علوم معقول ومنقول قدوۃ العلما
زبدۃ الفقہا مفسر کلام اللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کا اردو زبان میں ترجمہ
کرے تا عوام کو نفع عام پہنچے۔ بس اس عاجز گنہگار نے نسخہ متبرکہ کا ترجمہ کرنا وسیلہ نجات
سمجھ کر ارشاد احباب کا جس کا بجالاکر بہ مقام وقت طلب تمام اس کو خوب سا واضح کر دیا اور
زوائد لابدی بھی جا بجا لکھدیے کیونکہ غرض ترجمہ کرنے سے سمجھنا عوام کا ہے نہ خواص کا
اور نام اس ترجمہ کا کشف الحاجۃ رکھا۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ رسالہ مذکورہ تو کتاب اور ایک
خاتمہ پر مشتمل ہے اول کتاب الایمان اسمیں ایک فصل ہے نماز کے اہتمام کے بیان
میں دوم کتاب الطہارۃ اسمیں دس فصلیں ہیں فصل پہلی وضو کے بیان میں فصل دوسری
وضو توڑنیوالی چیزوں کے بیان میں فصل تیسری غسل کے بیان میں فصل چوتھی غسل واجب کرنیوالی
چیزوں کے بیان میں فصل پانچویں نجاست کے بیان میں فصل چھٹی نجاست حکمی سے
طہارت کرنیکے بیان میں فصل ساتویں نجاست حقیقی سے طہارت کرنیکے بیانمیں فصل آٹھویں
پانی جاری اور پانی کثیر کے بیان میں فصل نویں کنوئیں کے بیان میں فصل دسویں تیمم کرنیکے بیان
میں سوم کتاب الصلوٰۃ اسمیں پندرہ فصلیں ہیں فصل پہلی نماز کے وقتوں کے بیانمیں فصل دوسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

کتاب الایمان کتاب ایمان کے بیان میں۔ حمد اور تعریف خاص اُس خدا کیلئے ہے کہ آپ
ہی پاک ذات کے ساتھہ موجود ہے اور تمام شے اسکے پیدا کرنیکے سبب سے ہوئی اور وجود اور بقا میں
اُسکی محتاج ہیں اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور وہ اکیلا ہے ذات اور صفات میں اور کاروبار میں اور
کسی شخص کو اسکے ساتھہ کسی کام میں ساجھا نہیں اور نہ وجود اُسکا مانند وجود اشیاء کے اور نہ حیات
اُسکی مانند حیات اشیاء کے اور نہ علم اُسکا مانند علم مخلوق کے اور نہ سننا اور نہ دیکھنا اور ارادہ اور

رت اور کلام اسکا مانند سننے اور دیکھنے اور قدرت اور ارادے اور کلام مخلوقات کے
ل حق تعالی کی اُن صفات کے ساتھہ مخلوقات کی اُن صفات کو شرکت اسمی ہے
حقیقی اور شرکت اسمی کے یہ معنی ہیں جسطرح حق تعالی کو عالم کہتے ہیں اسیطرح مثلاً زید کو بھی عالم
کہتے ہیں لاکن اس عالم حقیقی کے علم کے کمال کے ساتھہ کیا نسبت ہے اس مشت خاک
کے علم کو قس علیہ صفات البواقی اور تمام صفتیں اور سب کاروبار حق تعالی کے بے مانند اور
بے مثل ہیں یعنی جو اسکی ذات میں ہیں دوسرے کی ذات میں نہیں مثلاً اسکی صفاتوں میں
سے ایک صفت علم کی یہ ہو کہ یہ صفت خاص اسکی ذات کے لئے قدیم ہے اور آگاہی
یعنی وہ آگاہی شامل ہے سب کو کہ سارے معلومات ازلی اور ابدی کو اُنکے مناسب
حوال اور مخالف احوال کے سمیت ایک شامل ایک آن میں جان لیا اور خاص خاص وقتوں میں
احوال ہر ایک کے گذرتے جاتے ہیں وہ بھی ایک آن میں معلوم کر لیا کہ زید مثلاً فلانے
قت میں زندہ ہے اور فلانے وقت میں مُردہ اور اسیطرح عمرو اور خالد اور بکر وغیرہم کو بھی جانا
جس طرح سے اسکے علم کی صفت شامل ہے سب کو اسیطرح اسکا کلام بھی شامل ہے
سارے کلام کو کہ تمام کتابیں آتاری ہوئی تفصیل اُس کلام کی ہیں اور پیدا کرنا اور وجود میں لانا یہ
صفت بھی خاص اُس باری تعالی کی ذات کے لئے ہے اور کسی ممکن کو طاقت نہیں کہ ایک ممکن
دوسرے ممکن کو پیدا کر سکے پس سارے ممکن خواہ جوہر ہوں خواہ عرض خواہ بندہ کے کاروبار
اختیاری سب کے سب مخلوق اس خالق کے ہیں بندہ خالق نہیں نہ اپنے کام کا نہ کسی اور چیز
لاکن اُس خالق نے ظاہری اسباب اور وسیلہ کو پردہ کر رکھا اپنے کام کا یعنی ظاہر
ں کہتے ہیں کہ مثلاً زید نے یہ کام کیا اور حقیقت میں کرنیوالا اسکا حق تعالی ہے نہ زید۔ پر زید کو
بیچ میں پردہ ڈالا بلکہ ظاہری اسباب کو دلیل کر دیا اپنے کام کے ثابت کرنے پر چنانچہ پتھر کے
ہلنے سے سارے عقلمند ہلانیوالے کیطرف توجہ دوڑاتے ہیں اور جانتے ہیں نہ پتھر کی ذات
ں لیاقت اس حرکت کی نہیں بیشک اُسکے لئے حرکت دینے والا کوئی اور ہے اسی طرح

وہ عقلا کہ جنکی آنکھیں شریعت کے سرمے سے روشن ہوئی ہیں وہ جانتے ہیں کہ بندے کے افعال اختیاریہ کا خالق حق تعالیٰ ہے بندہ نہیں اسلئے کہ بندہ ممکن ہے اور ایک ممکن اپنے مانند دوسرا ممکن پیدا نہیں کرسکتا ہے خواہ وہ دوسرا ممکن کوئی فعل ہو افعال میں سے خواہ عرض ہو اعراض میں سے ہاں بندہ کے اختیاری کاموں کے درمیان اور تپھر کی حرکت کے درمیان اسقدر فرق ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے بندے کو صورت قدرت اور صورت ارادے کی بخشی ہے نہ عین قدرت اور عین ارادہ پس جب بندہ ارادہ اور قصد کسی کام کا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُس کام کو پیدا کردیتا ہے اور ظاہر میں لاتا ہے اسلئے کہ عادت حق تعالیٰ کی یوں جاری ہے کہ جسوقت بندہ کام کا ارادہ کرے آپ اُس کو پیدا کردیوے پس بسبب اس صورت ارادہ اور صورت قدرت کے بندے کو کاسب کہتے ہیں اور تعریف اور بُرائی اور ثواب اور عذاب یہ سب اُسپر ثابت ہوتے ہیں اور تپھر کو حق تعالیٰ نے اسقدر صورت ارادہ اور صورت قدرت کی نہیں دی اسلئے اُسکو کاسب بھی نہیں کہتے ہیں اور نہ وہ مستحق ثواب و عذاب کا ہوتا ہے بلکہ وہ مجبور محض ہے پس تپھر اور بندگان ذی حرکت کے فرق پر ایمان لانا واجب ہے اور انکار کرنا اُس فرق کا کفر ہے اور خلاف شرع اور خلاف ظاہر عقل کے اور خدا کے سوا کسی کو خالق اشیاء کا جاننا بھی کفر ہے اسیواسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری اُمت کے اندر فرقہ قدریہ مجوس ہیں **ف** فرقۂ قدریہ ایک فرقہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی اُمت میں سے ہے وہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے فعل کے قادر مطلق ہیں یعنی خالق اپنے افعال کے اور حق تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا ہے اور نہ کوئی چیز اُسکے وجود میں حلول کرتی ہے **ف** حلول کہتے ہیں ایک چیز کے ہر جز میں دوسری چیز کے ہر جز کا داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ساری اشیاء کو احاطہ ذاتی کے ساتھ یعنی جو احاطہ مناسب اُسکی ذات کو ہے لاکن گھیرنا اسکا اسطرح پر نہیں ہے کہ ہماری ناقص سمجھ کے لایق ہووے اور اللہ تعالیٰ قرب اور معیت اشیاء کے ساتھ رکھتا ہے اور اُسکا قرب بھی اسطور پر نہیں کہ ہم لوگ سمجھیں کس واسطے کہ جو چیز ہمارے دریافت کے

لایق ہے وہ چیز حق تعالیٰ کی پاک جناب کے شایاں نہیں ہے اور جو چیز کشف اور شہود سے
صاحبان کشف معلوم کرتے ہیں حق تعالیٰ کی ذات اُس سے بھی پاک ہے پس ایمان غیب پر لانا
چاہیئے اور جو چیز صاحبان کشف کو کشف سے ظاہر اور واضح ہوتی ہے وہ شبہ اور مثال ہوتی ہے نہ
ذات پس اسکو نیچے کلمہ لا الٰہ کے چاہیئے داخل کرنا اور دین کے بزرگوں نے اسطرح پر فرمایا کہ
ایمان لاتے ہیں ہم کہ حق تعالیٰ گھیرنے والا سارے اشیا کا ہے اور قریب سب کے لاکن معنی احاطہ
اور قرب اور معیت کے ہم نہیں جانتے ہیں کہ کیا ہیں ف تفصیل اس اجمال کی یوں ہے
کہ جو چیز کشف اور شہود سے صاحبان کشف معلوم کرتے ہیں اور اُس شے معلوم کو ذات باری کی
سمجھتے ہیں فی الحقیقت وہ ذات اُسکی نہیں اسکی ذات اس شے معلوم سے منزہ ہے بلکہ ذات پاک
حق تعالیٰ کی نوروں کے پردے کے پرے ہے رسائی وہاں تک نہیں اور جو چیز کشف
سے ظاہر ہوتی ہے وہ محض شبہ ہے نہ ذات پس اس شبہ کو نیچے کلمہ لا الٰہ کے چاہیئے داخل
کرنا ہرگز اس شبہ کو ذات نہ چاہیئے سمجھنا کیونکہ دین کے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ذات باری
نے بیشک سب کو گھیرا ہے اور سب کے ساتھ قریب ہے لاکن معنی قرب اور احاطہ کی ہم نہیں جانتے
ہیں کہ کیا ہیں یعنی اُسکی حقیقت ہم کسیطرح دریافت نہیں کر سکتے ہیں نہ کشف سے اور نہ عقل سے
اور جسطرح معنی قرب اور احاطے کے معلوم نہیں اسیطرح معنی ان لفظوں کے بھی معلوم نہیں
کہ حدیثوں اور آیتوں میں وہ الفاظ وارد ہیں یعنی سیدھا ہونا اسکا عرش پر اور سمانا اسکا مومن
کے دل میں اور اُترنا اُسکا آخر شب میں دنیا کے آسمان پر اور اسیطرح لفظ ید اور وجہ کہ آیات
قرآن کے اُن پر ناطق ہیں ان کے معنی بھی نہیں معلوم لاکن ایمان اُن سب پر چاہیئے لانا
اور اُن کو ظاہری معنوں پر عمل نہ چاہیئے کرنا اور اُن الفاظ کی تاویل میں نہ چاہیئے آنا بلکہ ان کی
تاویل علم الٰہی پر سپرد چاہیئے کرنا ایسا نہو کہ ناحق کو حق جانے کیونکہ خدا کی صفتوں اور کاروباروں میں
بشر کو بلکہ فرشتوں کو بھی حیرانی اور نادانی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں پس بسبب نہ سمجھنے کے انکار
کرنا آیتوں کا کفر ہے اور تاویل کرنی اسکی جہل مرکب ف یعنی انکار کر بیٹھنا اسطرح پر کہ خدا کے لئے

نہ بدن ہے اور نہ وجہ اور استوا اور احاطہ بلکہ مراد ہاتھ سے قدرت ہے اور مراد وجہ سے ذات
اور مراد استوی سے استیلا اور مراد احاطہ سے احاطۂ علمی نہ احاطۂ ذاتی پس اسطرح کا انکار کرنا کفر ہے
اور اسطرح پر تاویل کر کے مراد اپنی طرف سے مقرر کر لینا بڑی نادانی ہے بیت دور بینانِ بارگاہِ
الست * بیخبر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست۔ اور ایک قسم دوسری قرب اور معیت حق تعالیٰ کی ہے کہ
پہلی قسم کے ساتھ شراکت اسمی کے سوا اور کچھ ساجھا نہیں اور یہ دوسری قسم خاص بندوں کو
نصیب ہے یعنی فرشتے اور انبیا اور اولیا کو اور عوام مومن بھی اس قسم قرب سے بے نصیب نہیں اور یہ
قرب بیحد بے نہایت رکھتا ہے اسکے طے ہونیکی کوئی حد مقرر نہیں چنانچہ حضرت مولوی روم فرماتے
ہیں بیت اے برادر بے نہایت درگہیست * ہرچہ بروے میرسی بروے مایست۔ خواہ بھلائی
خواہ برائی جو ظاہر میں آوے خواہ کفر خواہ ایمان خواہ تابعداری خواہ نافرمانی جو بندے سے ظاہر
ہووے سب حق تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ ہے پر حق تعالیٰ کفر اور نادانی سے راضی نہیں
بلکہ ان پر عذاب مقرر رکھا اور تابعداری اور ایمان لانے پر ثواب دینے کا وعدہ فرمایا کوئی یہ نہ سمجھے
کہ خدا کا ارادہ اور رضامندی ایک چیز ہے بلکہ ارادہ اور چیز ہے اور رضامندی اور چیز ہے۔

نعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور ہزار ہزار درود بیشمار تصدق اوپر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ اگر وے لوگ نہ بھیجے
جاتے تو کوئی شخص راہ ہدایت کی نہ دیکھتا اور دین کے علموں میں نہ پہنچتا سارے انبیا برحق ہیں اول
ان کے آدم علیہ السلام ہیں اور آخر ان کے اور بہتر ان کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معراج پیغمبر علیہ السلام
کی اور ان کا تشریف لیجانا رات کو مکہ شریف سے بیت المقدس کی مسجد میں اور وہاں سے ساتویں
آسمان پر اور سدرۃ المنتہیٰ پر جانا برحق ہے اور کتابیں آسمانی جو نبیوں پر اتری ہیں توریت حضرت
موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر اور زبور حضرت داؤد پر اور قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
اور صحائف حضرت ابراہیم اور ان کے عزیزوں پر علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام حق ہیں سارے انبیا اور خدا کی سا

کتابوں پر ایمان چاہیے لانا لاکن ایمان لانے میں نبیوں اور کتابوں کی گنتی کا لحاظ نہ چاہیے رکھنا
کس واسطے کہ گنتی انبیا اور کتابوں کی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہوئی اور تمام انبیا صغیرہ اور کبیرہ
گناہوں سے پاک ہیں اور جو امور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہوئے اُن
پر ایمان چاہیے لانا اور چاہیے ایمان لانا اس بات پر کہ بیشک فرشتے بندے خدا کے ہیں اور پاک ہیں
گناہوں سے اور نہ مرد ہیں اور نہ عورت اور نہ محتاج طرف کھانے اور پینے کے لگاہ نہ کہنے والے وحی کے
ہیں اور اُٹھانیوالے عرش کے اور جس کام پر حکم کئے گئے اُسی پر قایم ہیں اور انبیا اور فرشتے باوجود
اسکے کہ ساری مخلوق سے بہتر ہیں اور مقرب درگاہ آلہی کے لاکن وہ سب خود اپنی ذات سے
کچھ علم اور قدرت نہیں رکھتے ہیں بلکہ اس مقدمہ میں جیسے اور مخلوق ہیں ویسے وہ ہیں ہاں مگر
جسقدر علم اور قدرت خدا نے اُنہیں دی ہے اسقدر جانتے ہیں اور اسقدر کا اختیار رکھتے ہیں
اور وہ لوگ خدا کی ذات اور صفات پر ایمان رکھتے ہیں مانند سارے مسلمانوں کے اور خدا کی کنہہ
معلوم کرنیکے باب میں عاجزی اور قصور کے قائل ہیں اور بندگی کے حقوق بجا لانے میں بقدر
طاقت کے کوشش کرتے ہیں اور خدا نے اس بندگی پر جو اُنکو توفیق دی اُسکے شکر گزار ہیں
خدا کے خاص بندوں کو خدا کی صفتوں میں شریک ٹھیرانا یا اُنکو اُسکی بندگی میں شریک جاننا
کفر ہے جسطرح اور کفار نبیوں کے انکار سے کافر ہوئے اسیطرح نصاری حضرت عیسیٰ کو خدا کا
بیٹا کہکر کافر ہوئے اور عرب کے مشرکوں نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا اور علم غیب کا جاننا ان
پر مسلم رکھا وہ بھی کافر ہوئے اور فرشتوں کو خدا کی صفتوں میں شریک نہ چاہیے کرنا اور غیر انبیا کو
اعنی مثل ولی وغیرہ کو انبیا کی صفات میں شریک نہ چاہیے کرنا اور عصمت انبیا اور فرشتوں کے سوا اوروں
کیلئے ثابت نہ چاہیے کرنا خواہ وہ صحابہ ہوویں خواہ اہلبیت خواہ اولیا اور تابعداری نبیوں کے قول اور
فعل کی چاہیے کرنا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی خبر دی اُسپر ایمان چاہیے لانا اور جو
فرمایا اُسپر عمل چاہیے کرنا اور جس چیز سے منع کیا ہے اُس سے باز چاہیے رہنا اور جس شخص
کی بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل سے سر کے بال برابر خلاف ہو اُسکو ترک چاہیے کرنا

اور پیغمبر خدا نے خبر دی کہ منکر اور نکیر کا سوال کرنا قبر میں حق ہے اور عذاب قبر حق ہے خاصکر کافروں
کو اور بعض مسلمان گنہگاروں کو بھی ہوتا ہے اور بعد موت کے قیامت کے دن اُٹھنا حق ہے
اور صور کا پھونکنا مارنے اور جلانے کیلئے حق ہے اور اول صور میں پھٹ جانا آسمانوں کا اور
گر پڑنا ستاروں کا اور اڑنا پہاڑوں کا اور فنا ہونا زمین کا اور دوسرے صور میں نکل آنا مردوں کا
قبروں سے اور پھر پیدا ہونا عالم کا بعد فنا کے حق ہے اور حساب دن قیامت کا اور گواہی دینی
اعضا کی اور تولنا عملوں کا ترازو میں اور رکھنا پلصراط کا دوزخ کی پیٹھ پر تلوار سے زیادہ تیز اور
بال سے باریک زیادہ ہے حق ہے اور اس پلصراط پر بعض مانند بجلی اور بعض مانند گھوڑے
تیز رو کے اور بعض آہستہ چلے جاینگے اور بعض کٹ کر دوزخ میں گر ینگے اور شفاعت انبیا اور
اولیا اور نیک آدمیوں کی حق ہے اور حوض کوثر حق ہے پانی اسکا سفید زیادہ دودھ سے اور میٹھا
زیادہ شہد سے ہے اور اسکے پاس کوزے ہوویںگے مانند ستاروں کے جو شخص سے ایکبار پیویگا
اسکے بعد پیاسا نہوگا اور حق تعالیٰ مختار ہے اگر چاہے گناہ کبیرہ کو بغیر توبہ کے بخشدیوے اور
اگر چاہے صغیرہ پر عذاب کرے اور جو شخص صدق دل سے توبہ کرتا ہے گناہ اُس کا حق تعالیٰ
موافق وعدے کے بیشک بخشدیتا ہے اور کفار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہینگے. اور
گنہگار مسلمان اگر دوزخ میں پڑیں گے تو آخر کار خواہ جلدی خواہ دیر سے بیشک نکلیں گے
اور بہشت میں داخل ہوینگے اور بعد اسکے ہمیشہ بہشت میں رہینگے اور مسلمان گناہ کبیرہ کرنے
سے کافر نہیں ہوتا ہے اور نہ ایمان سے باہر ہوتا ہے اور جو اقسام دوزخ کے عذاب کی ہیں یعنی سانپ
اور بچھو اور زنجیریں اور طوق اور آگ اور گرم پانی اور کانٹے اور پیپ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اِن عذابوں کا ذکر فرمایا اور قرآن اُن پر ناطق ہے سب حق ہے اور جو اقسام بہشت کی نعمتوں
کے ہیں یعنی کھانا پینا اور حور اور مکانات مصفا اور غیر اُسکے یہ بھی حق ہیں اور بہشت کی نعمتوں میں سے
سب سے عمدہ نعمت خدا کا دیدار ہے کہ سارے مسلمان حق تعالیٰ کو بہشت میں بغیر حجاب کے دیکھیں گے
لاکن نہ کوئی کیفیت اور نہ کوئی مثال ہوگی ف تحقیق اسکی یوں ہے کہ دنیا میں جب ہم کوئی چیز

دیکھتے ہیں تو اُسکے ساتھ دوسری چیز بھی دکھائی دیتی ہے اس سبب سے مقابلہ اور طرف اور دوسرے خصوصیات عقل کی نظر میں یہ سارے لحاظ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں سب چیزیں محو ہو جائینگی اور حق تعالیٰ کے ساتھ دوسری کوئی چیز اصلا نہ دکھائی دیگی اس سبب سے لحاظ جہت اور مقابلہ اور دوسرے خصوصیات کا عقل کی نظر سے ساقط ہوگا یہ خلاصہ ہے تفسیر عزیزیہ کا بیان ایمان۔ اور ایمان عبادت ہے تصدیق کرنا دل سے، رغبت کے ساتھ اور اقرار زبان کے ساتھ لیکن اقرار زبانی ضرورت کے وقت ساقط ہوتا ہے ف تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ دل سے سچے اعتقاد سے رسول اور احکام شرع کو حق جاننا اور اُن احکام پر رغبت کرنا اور زبان سے بھی اقرار کرنا اسکا نام ایمان ہے اور جو فقط اقرار زبانی ہو اور تصدیق قلبی نہو تو اُسکو ایمان نہیں کہتے ہیں اور جو دل میں یقین ہو اور زبانی اقرار موقوف ہو ضرورت کیلئے تو اُسکو ایمان کہتے ہیں مثلاً کسی شخص کو کافر زور سے کلمہ کفر کا کہلاوے اور وہ نہ کہے تو یقیناً مارا جائے تو اس صورت ناچاری میں اگر اقرار زبانی موقوف ہو جاوے تو بھی ایمان باقی رہیگا اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عادل تھے کوئی فاسق نہ تہا اگر کسی سے بھی کوئی گناہ ظاہر ہوا پس وہ تائب ہوا اور بخشا گیا اور بہت آیتیں قرآن کی اور بہت حدیثیں صحابیوں کی تعریف سے بھری ہیں اور قرآن میں یہ بھی ہے کہ وہ سب آپسمیں پیار اور ملاپ رکھتے تھے اور کافروں کے مقابلہ اور اُنکی سزا دینے پر بڑے سخت تھے جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صحابہ آپس میں بغض اور دشمنی رکھتے تھے وہ شخص قرآن کا منکر ہے اور جو شخص اُن کے ساتھ بغض اور خفگی رکھتا ہے قرآن میں اُسکو کافر کہتا آیا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تا کہ غصے میں ڈالے بسبب اُنکے کافروں کو صحابہ یاد رکھنے والے قرآن کے اور روایت کرنیوالے فرقان کے تھے پس جو شخص منکر صحابہ کا ہوگا اُسکو قرآن پر اور قرآن کے سوا جو چیزیں ایمان کی ہیں یہ ساری ہم سب لوگوں کو صحابیوں کے وسیلہ سے پہنچیں پس اگر اُسنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ فاسق یا کافر کہا تو روایت اُن کی اُسکے نزدیک ہرگز قابل سند کے نہو نگی جب روایات اُنکی قابل سند کے نہوئیں تو قرآن کا اُترنا رسول علیہ السلام پر اور اسکا برحق ہونا

کس طرح پر ثابت ہوگا اور اجماع صحابہ اور آیتوں سے ثابت ہوا کہ ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ سارے اصحاب سے افضل ہیں بعد اُسکے عمرؓ رضی اللہ عنہ اور سارے صحابہ نے ابوبکرؓ کو افضل جان کر اُنکی خلافت پر بیعت کی اور ابوبکرؓ کے حکم سے عمرؓ کی خلافت پر بیعت کی اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ کی افضلیت پر اجماع ہوا اور عمرؓ کے بعد تین دن صحابہؓ نے آپس میں مشورہ کیا پھر عثمانؓ کو افضل جانکر انکی خلافت پر اجماع کیا اور بیعت کی اور عثمانؓ کے پیچھے تمام صحابہ مہاجرین اور انصار نے جو مدینے میں تھے سب نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بیعت کی جس نے علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ قضیہ کیا وہ خطا پر تہا لاکن بدگمانی کسی صحابہ پر نہ چاہیے کرنی اور اُنکی آپس کی لڑائی اور قضیہ کو نیک محل پر قیاس چاہیے کرنا اور ہر ایک صحابہ کے ساتھ اعتقاد اور محبت چاہیے رکھنی یہی عقیدہ اہل حق کا ہے یعنی اہل سنت اور جماعت کا **فصل در اہتمام نماز** یعنی نماز کی کوشش کرنیکے بیان میں **اول** عقیدہ درست کرنا چاہیے اور عقیدہ درست کرنیکے بعد بدنی عبادتوں میں سب سے عمدہ عبادت نماز ہے صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ پیوند درمیان بندۂ مومن اور درمیان کفر کے ترک نماز ہے یعنی ترک نماز کفر میں پہنچاتا ہے اور احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی بریدہؓ سے اور بریدہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عہد درمیان ہمارے اور درمیان آدمی کے نماز ہے جو شخص نماز ترک کریگا کافر ہوگا اور ابن ماجہؒ نے ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابی الدرداءؓ نے کہا کہ وصیت کی مجھکو میرے دوست پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک خدا کے ساتھ نہ کر تو اگرچہ مارا جائے یا جلایا جاوے اور نافرمانی ماں باپ کی مت کر تو اگرچہ حکم کریں کہ الگ ہو جا اپنی عورت اور اولاد اور مال سے اور نماز فرض قصداً ترک مت کر کہ جو شخص نماز فرض قصداً ترک کرتا ہے ذمہ خدا کا اُس سے چھوٹ جاتا ہے **ف** یعنی کسی حال پر حق تعالیٰ اُس کی حمایت نہیں کرتا ہے اور احمدؒ اور دارمی اور بیہقی نے روایت کی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اور عمرو نے آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ جو شخص نماز پر محافظت کریگا اُسکو نور اور حجت اور خلاصی ہوگی دن قیامت کے اور جو شخص محافظت نہ کریگا نہ اُسکو نور نہ دلیل نہ خلاصی ہوگی اور ہو ویگا وہ شخص فرعون اور ہامان اور قارون

رابی بن خلف کے ساتھ اور ترمذی نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی چیز کو نہیں جانتے تھے کہ اسکا چھوڑنا سبب کفر کا ہووے
نماز کو یعنی نماز چھوڑنے سے جانتے تھے کہ ترک کرنیوالا اس کا کافر ہوا بسبب ان حدیثوں کے
امام احمد حنبلؒ قصداً ایک نماز ترک کرنیوالے کو کافر جانتے ہیں اور امام شافعیؒ اسکو حکم
قتل کا کرتے ہیں نہ حکم کفر کا اور نزدیک امام اعظمؒ کے اس شخص کو ہمیشہ قید رکھنا واجب ہے، جبتک
توبہ نہ کرے واللہ اعلم۔ پس جاننا چاہئے کہ نماز کے لئے شرائط اور ارکان ہیں۔
چنانچہ عنقریب ذکر کئے جاوینگے اور نماز کے شرائط میں سے ہے پاک کرنا بدن کا نجاست حقیقی اور
حکمی سے اور پاک کرنا مکان اور کپڑے کا پس چاہئے کہ پہلے مسائل طہارت کے سیکھیں۔
کتاب الطہارۃ اسمیں دس فصلیں ہیں فصل پہلی وضو کے بیان میں جان تو کہ وضو
میں چار چیزیں فرض ہیں پہلے دہونا منہ کا ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک
اور دونوں کانوں تک دوسرے دہونا دونوں ہاتھہ کا دونوں کہنی سمیت تیسرے مسح کرنا
چوتھائی حصہ سر کا چوتھے دہونا دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت اگر ڈاڑہی گھنی ہووے تو پہنچانا
پانی کا ڈاڑہی کے بالوں کے نیچے ضرور نہیں اگر ان چار اعضا سے ناخن کے برابر بھی سوکھا رہجاوے
وضو درست نہوگا اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمہم اللہ کے نیت اور ترتیب بھی
وضو میں فرض ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے ایک عضو سوکھنے کے قبل دوسرے کا دہونا
بھی فرض ہے اور نزدیک احمدؒ رحمۃ اللہ کے بسم اللہ کہنی اور پانی منہ اور ناک میں ڈالنا بھی فرض
ہے اور احمدؒ اور مالک رحمہم اللہ کے نزدیک تمام سر کا مسح کرنا بھی فرض ہے پس احتیاط وہ ہے
یہ سب افعال ادا کئے جاویں اور یہ سب افعال نزدیک امام اعظمؒ کے سنت ہیں۔
مسئلہ سنت وضو میں یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھہ پہونچوں تک تین بار دہووے اور بسم اللہ
الرحمن الرحیم کہے اور تین بار پانی تمام منہ میں ڈالے اور مسواک کرے اور تین بار پانی ناک میں
ڈالے اور ناک جھاڑے اور تین بار تمام منہ دہووے اور تین تین بار دونوں ہاتھہ کہنیوں

سنت دھووے اور مسح تمام سر کا ایک مرتبہ کرے اور دونوں کانوں کو بھی سر کے ساتھ مسح کرے اسکے لئے نیا پانی لینا شرط نہیں اور اگر پاؤں میں موزہ ہووے اور پورے وضو کے بعد موزہ پہنا گیا ہے تو مقیم کو چاہیئے کہ اگر حدث کے وقت سے ایک رات اور ایک دن تک موزہ پاؤں سے نہ نکالے اس موزہ پہ مسح کرتا رہے اور مسافر کو چاہیئے کہ حدث کے وقت سے تین رات اور تین دن تک موزہ پاؤں سے نہ نکالا اور مسح موزہ پر کرتا رہے حرف حدث کے وقت سے مسح کی مدت مقرر کرنیکی مثال یوں ہے کہ ایک مقیم نے مثلاً فجر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا اور اس کا وضو اس دن کے مغرب تک رہا جب مغرب کی نماز پڑھ چکا تب وضو ٹوٹا تو اس مقیم کے مسح کی مدت اس مغرب سے لیکر دوسرے دن کی مغرب تک شمار ہے یعنی جو صبح کا وضو کر کے موزہ پہنا تھا اور اسی وضو سے اس دن کی مغرب پڑھی تھی تو اس کا حساب نہ ہوگا اور موزہ پھٹا ہو اسطرح پر کہ چلتے میں انگلی کے برابر پاؤں ظاہر ہوتا ہے تو مسح کرنا اس موزہ پر درست نہ ہوگا اگر ایک شخص باوضو ہے اسنے ایک موزے کو پاؤں سے اس حد تک نکالا کہ اکثر حصہ قدم کا اپنی جگہ سے موزے کی پنڈلی میں آیا یا موزے کے مسح کی مدت تمام ہوئی تو ان دونوں صورتوں میں موزے نکالکر دونوں پاؤں کو دھووے اور دوہرانا تمام وضو کا ضرور نہیں نزدیک مالک رحمتہ اللہ کے اعادہ وضو کا ضرور ہے اور ہاتھ کی تین انگلی کے برابر موزے کا مسح کرنا فرض ہے پاؤں کی پیٹھ پر اور سنت مسح میں یہ ہے کہ پانچوں انگلیاں ہاتھ کی پاؤں کی انگلیوں کے سروں سے پنڈلی تک کھینچے اور یہ نزدیک امام احمدؒ کے فرض ہے اور اس میں احتیاط ہے اور پورے وضو کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ... گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے کہ وہ ایک ہے اس کا شریک کوئی نہیں اور گواہی

دیتا ہوں میں اس بات کی کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے کہ وہ ایک ہے اس کا شریک کوئی نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندے اسکے ہیں اور رسول اس کے بار خدایا کردے تو مجھکو توبہ کرنیوالوں میں اور کردے تو مجھکو پاک لوگوں میں پاکی بولتا ہوں میں تیری اے اللہ اور مشغول ہوں تیری تعریف میں گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں معبود مگر تو اور بخشش مانگتا ہوں میں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور دو رکعت نماز پڑھے تحیۃ الوضو کی **فصل دوسری** وضو توڑنیوالی چیزوں کے بیان میں جو چیز آگے یا پیچھے کی راہ سے نکل آوے وہ چیز وضو توڑنیوالی ہے اور نجاست سائلہ مثل لہو یا پیپ کے بدن سے نکل کے اگر اس مکان تک بہے کہ جسکا دہونا غسل اور وضو میں لازم ہوتا ہے تو وضو ٹوٹ جاویگا ف جان تو کہ نجاست بدن کے اندر سے نکل کے بعد اسکے بہنا بھی شرط ہے اسلئے کہ اگر نجاست بدن سے نکلے اور نہ بہے تو اس صورت میں وہ نجاست وضو نہ توڑے گی مثلاً لہو کہ زخم کے سرے پر آگیا اور نہ بہا تو یہ لہو وضو نہ توڑے گا اور دوسری شرط اسمیں یہ ہے کہ بہنا اس نجاست کا ایسے مکان پر ہووے کہ جس کا دہونا فرض ہوتا ہے خواہ غسل کی حالت میں خواہ وضو کی حالت میں تب وضو توڑنیوالی ہوگی اور اگر نجاست بدن سے نکلکر بہے لاکن اس مکان پر نہ پہنچے کہ جسکا دہونا فرض ہوتا غسل یا وضو میں بلکہ اس مکان پر پہنچے کہ جسکا دہونا فرض نہیں ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی وہ نجاست باہر آنیوالی وضو نہ توڑے گی مثلاً آنکھ میں خون نکل آیا لاکن آنکھ کے باہر نہ بہا تو اس خون کے نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اسلئے کہ اندر آنکھ کے دہونا نہ غسل میں فرض ہے اور نہ وضو میں اور قے منہ بھر کر نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے خواہ وہ قے کھانا ہو خواہ پت خواہ لہو جما ہوا سوا بلغم کے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر بلغم پیٹ سے منہ بھر کر نکلے تو وضو ٹوٹ جاوے اور اگر لہو تھوک سمیت نکل آوے اور تھوک کا رنگ سرخ کر دیوے تو وہ لہو وضو توڑیگا اور اگر تھوک کا رنگ زرد کر دیوے تو نہ توڑیگا اور اگر تھوڑی تھوڑی قے

کئی بار کی پس ایک متلی کے سبب کی ہے تو ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ سب قے جمع کیجائے **ف** اگر جمع کرنیکے بعد منہ بھر ہے تو اس سے وضو ٹوٹے گا اور اگر اس قدر نہیں تو نہ ٹوٹے گا اور نزدیک امام محمدؒ کے یہ ہے کہ اگر مجلس متحدہ ہے یعنی ایک مجلس ہے تو وہ سب قے جمع کیجاوے **ف** یعنی نزدیک امام محمدؒ کے اتحاد مجلس کا معتبر ہے نہ اتحاد سبب کا پس اگر ایک مجلس میں چند بار قے کی ہے تو اسکو بعد جمع کرنیکے دیکھا چاہیے کہ اگر وہ منہ بھر ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر اسقدر نہیں تو نہ ٹوٹے گا اور نیند سے خواہ چت سو جاوے خواہ کروٹ پر خواہ تکیہ لگا کر کسی چیز پر اسطرح پر کہ اگر تکیہ نکالا جاوے تو گر پڑے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جاگتا کھڑا یا بیٹھے بغیر تکئے کے رکوع یا سجدہ میں ناقض وضو کا نہیں لیکن رکوع سنت کے طور پر ہونا شرط ہے **ف** یعنی اسمیں پیٹ ران سے دور رہے اور دونوں بازو زمین سے دور رہیں اگر ایسا نہ ہووے بلکہ اسکے برعکس ہووے تو اس رکوع اور سجدہ میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بالغ نمازی کے قہقہے کی ہنسی وضو توڑتی ہے رکوع اور سجدہ والی نماز میں۔ اور دیوانگی اور مستی اور بیہوشی سے ہر حال میں وضو ٹوٹتا ہے یعنی حالت نماز میں بھی اور اس کے غیر میں بھی اور مباشرت فاحشہ وضو توڑتی ہے **ف** مباشرت فاحشہ اسکو کہتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں ننگے ہوویں اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے لگ جاوے پر دخول نہووے اور اپنے عضو مخصوص یا کسی عورت کو ہاتھ لگانے سے نزدیک امام اعظمؒ کے وضو نہیں ٹوٹتا اور نزدیک دوسرے اماموں کے ٹوٹتا ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے سے نزدیک امام احمدؒ کے وضو ٹوٹتا ہے اور بچنا ان سب سے بہتر ہے

فصل تیسری غسل کے بیان میں

فرض غسل میں تین ہیں ایک تو تمام بدن کا دھونا اور دوسرا غرغرہ کرنا تیسرا ناک میں پانی ڈالنا اور سنت غسل میں یہ ہے کہ اول ہاتھ دھووے بعد اسکے وضو کرے لیکن اگر پانی جمنے کی جگہہ میں نہاوے تو پانوں بعد نہانیکے دھوئے اور تین بار سارے بدن کو دھووے اور عورت پر فرض ہے پانی پہونچانا گندھے ہوئے بالونکی جڑ میں اور کھولنا بالوں کا ضرور نہیں اور اگر مرد کے

سر پر بال ہوویں تو کھونا اُن کا اور سر سے جڑ تک دھونا اُن کا فرض ہے۔

فصل چوتھی غسل واجب کرنیوالی چیزوں کے بیان میں۔ تین چیزیں غسل واجب کرنے والی ہیں ایک اُنہیں سے وطی ہے۔ واجب کرتی ہے غسل فاعل اور مفعول پر خواہ قُبُل میں خواہ دُبر میں اگرچہ منی نہ نکلے دوسرے انہیں سے نکلنا منی کا کود کر شہوت کے ساتھ جاگتے میں وہ نکلے خواہ نیند میں اور خواب دیکھنے سے غسل واجب نہیں ہوتا بغیر انزال کے اور اگر منی شہوت کے ساتھ کود کر خارج ہووے تو غسل واجب ہوگا لاکن منی جسوقت اپنے مکان سے جدا ہووے اُسوقت شہوت ہونا شرط ہے پس اگر منی اپنے مکان سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی اور اسنے سر ذکر کا پکڑ لیا شہوت رُک گئی بعد چھوڑ دینے نکل پڑی تو اس صورت میں بھی غسل واجب ہوگا اور اگر بدون شہوت کے منی اپنے مکان سے جدا ہووے اور نکل پڑے تو امام اعظم رح کے نزدیک غسل واجب نہوگا تیسرے اُنہیں سے حیض اور نفاس ہے جب موقوف ہوئیں یہ دونوں تب غسل واجب ہووے **مسئلہ** کمتر مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت اس کی دس دن پس اس مدت کے اندر جس رنگ کا لہو ہو خالص سپید کے سوا وہ لہو حیض کا ہے اور اکثر مدت نفاس کی چالیس روز ہے اور اس سے کمتر کی مدت نہیں پس اس چالیس روز کے درمیان جس رنگ کا لہو ہوگا سوا خالص سفید کے وہ لہو نفاس میں شمار ہوگا اور حیض کے دنوں میں جو خون تین دن سے کم ہو یا دس دن سے زیادہ خون حیض کا نہیں بلکہ بیماری ہے نماز اور روزے کا مانع نہیں ہوتا اور اسی طرح حالت نفاس میں جو خون چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی ان دونوں کو مانع نہیں ہونے کا اور اگر کسی عورت کو اپنی عادت سے زیادہ ہو جائے تو دس روز تک مرض نہ کہا جائیگا اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو جتنے دن زیادہ عادت سے بڑھیں گے سو اتنے دن مرض کے ہیں اور جو عادت تھی سو قایم رہیگی **ف** مثلاً کسی عورت کو عادت حیض کی چھ روز کی تھی اُسنے

خلاف عادت کے دس دن تک لہو دیکھا اس صورت میں عادت سے بڑھکر جو چار دن لہو دیکھا وہ
بھی گنتی میں حیض کے ہوئے اور اگر مثلاً تیرہ دن لہو دیکھا تو اس صورت میں عادت کے بعد جو
سات دن بڑھے وہ استحاضہ میں شمار ہونگے نہ حیض میں اور عادت جو اوس کی تھی سو قائم رہی
اور اول حیض والی کو جو لہو دس دن سے سوا ہو سو وہ بیماری کہلاویگی ف مثلاً ایک نو برس کی
عورت نے پہلی بار چودہ روز تک لہو دیکھا پس دس دن حیض کے ٹھیرے اور چار دن استحاضہ
کے اور طہر کی مدت پندرہ دن سے کم نہیں ہوتی اور جو طہر اس سے کم ہو اور وہ طہر حیض کے اندر
پایا جائے تو وہ بھی حیض میں گنا جائیگا نہ طہر میں ف مثلاً کسی عورت کو ہر چاند میں حیض کی
عادت دس دن کی تھی جب اس کی عادت آپہونچی تب اس نے ایکدن خون دیکھا بعد اس کے
آٹھ دن تک پاک رہی پھر دسویں دن لہو دیکھا اس صورت میں جو بیچ میں آٹھ دن پاک رہی
وہ بھی حیض میں شمار ہونگے اس لئے کہ طہر تخلل کم ہے پندرہ دن سے اور دوسری صورت
یہ ہے کہ اگر اس عورت نے ایکدن خون دیکھا بعد اسکے چودہ روز پاک رہی پھر پندرہویں دن
خون دیکھا تو اس صورت میں اول کے دس دن حیض میں شمار ہونگے اور اخیر کے چھ روز پاکی
میں یہ دونوں موافق مذہب امام ابی یوسفؒ کے ہیں اور اکثر علماء کا فتویٰ اسی پر ہے اور
حیض و نفاس سے نماز معاف ہوجاتی ہے اور روزے کو بھی وہ دونوں مانع ہوتے ہیں پر
اسکا قضا کرنا ہوتا ہے یعنی روزیکا اور وطی حیض اور نفاس میں حرام ہے نہ استحاضہ میں اور حیض
اگر دس دن کے آگے موقوف ہوجائے تو عورت کے نہائے بدون وطی درست نہ ہوگی
مگر اس صورت میں درست ہوگی کہ بعد موقوف ہونے حیض کے وقت ایک نماز کا گزر جائے اور دس دن
گزرنے کے بعد موقوف ہو تو بغیر غسل کے بھی وطی درست ہے اور اکثر اماموں کے نزدیک اس صورت
میں بھی بغیر غسل کے وطی درست نہیں مسئلہ بے وضو کے قرآن چھونا درست نہیں اور بغیر ہاتھ لگائے
پڑھنا درست ہے اور ناپاک اور حیض اور نفاس والی کو نہ چھونا درست ہے نہ پڑھنا اور انکو مسجد
میں جانا اور کعبے کا طواف کرنا بھی درست نہیں۔ **فصل پانچویں** نجاسات کے بیان میں

پیشاب جانور ماکول اللحم اور گھوڑے کا اور بیٹ چڑیا غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے جو چوتھائی
کپڑے سے کم میں بھر جاوے تو معاف ہے نماز اس کپڑے پر جائز ہوگی لیکن اگر تھوڑے پانی میں گر یگی
تو پانی پلید کر دے گی اور بیٹ چڑیا ماکول اللحم کا پاک ہے سوائے مرغ اور بط کے **ف** ماکول
اللحم کہتے ہیں اُن جانوروں کو کہ جن کا گوشت حلال ہے اور غیر ماکول اللحم اونکو کہتے ہیں کہ جن کا
گوشت حرام ہے آدمی کا پیشاب اگرچہ طفل ہو اور گدہے اور تمام حیوان غیر ماکول کا پیشاب اور
گوہ آدمی کا اور گوبر اور لید وغیرہ چار پایوں کا نجاست غلیظہ ہے اور جانور کا بہنے والا لہو بھی نجاست
غلیظہ ہے اور شراب اور منی بھی۔ اور نجاست غلیظہ دو قسم کی ہے ایک پتلی دوسری گاڑھی پتلی میں
روپیہ کی مقدار یعنی ہتیلی کے غار برابر اور گاڑھی میں ساڑھے چار ماشے کے انداز معاف
ہے لیکن تھوڑے پانی کو اسقدر بھی ناپاک کرتی ہے اور جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جانور
ماکول کا اور پسینا ان سب کا اور پسینا گدہے اور خچر کا پاک ہے اور جھوٹا بلی اور چوہے
اور گھر میں رہنے والے جانوروں کا اور ہچگیر چڑیوں کا مکروہ ہے اور جھوٹا کتے اور
اور پھاڑنے والے چوپائے اور سوا ان کے اور حرام گوشت والے جانوروں
کا نجس ہے اور پیشاب کی چھینٹیں اگر سوئی کے سر کے مانند پڑ جاویں تو معاف ہیں

فصل چھٹی نجاست حکمی سے پاکی حاصل کرنیکے بیان میں۔ جان تو کہ نجاست حکمی
سے پاکی حاصل نہیں ہوتی ہے مگر پانی سے خواہ وہ پانی مینہ سے اُترا ہو یا زمین سے نکلا مانند
پانی دریا اور کنوئیں اور چشمے کے مطلب یہ ہے کہ درخت یا پھل کے پانی سے جیسا پانی تربوز
ویکلے کا اس سے پاکی حاصل نہیں ہوتی اور اگر پانی میں کوئی پاک چیز گر جاوے مانند مٹی و پتھر
زعفران کے تو وضو اس سے درست ہے مگر جب اس پانی کو گاڑھا کر دے یا جز اس کا پانی کے برابر
یا پانی سے زیادہ مل جاوے چنانچہ آدہ سیر گلاب آدہ سیر پانی میں ملگیا یا پانی کا نام باقی
نرہا مثلاً نام اس کا شوربا یا سرکہ یا گلاب وغیرہ ہوگیا تو ان صورتوں میں وضو اور غسل اس
پانی سے بالاتفاق جائز نہ ہوگا اور نجس کپڑے وغیرہ کا اس سے دھونا جائز ہے امام اعظم کے

نزدیک اور نزدیک امام شافعیؒ اور محمدؒ وغیرہما کے جائز نہیں

فصل ساتویں

نجاست حقیقی سے پاکی حاصل کرنیکے بیانمیں - جو منی گاڑھی خشک کپڑے پر لگ جاوے تو کھرچنے سے کپڑا پاک ہوتا ہے اور تلوار وغیرہ مسح کرنے سے پاک ہوتی ہیں اور نجس زمین اگر خشک ہو جائے اور اثر نجاست کا اس سے اُٹھ جائے تو نماز اسپر درست ہو جائیگی نہ تیمم اور یہی حکم ہے اینٹ کے فرش اور درخت اور دیوار اور گھاس غیر کٹی ہوئی کا یعنی یہ چیزیں بھی پاک ہو جاتی ہیں جب نجاست خشک ہو کر اثر سمیت جاتی رہے اور کاٹی ہوئی گھاس بغیر دھونے کے پاک نہیں ہوتی ہے اور جس چیز میں نجاست نظر آنے والی ہو اوس نجاست کا جسم دھو جانے سے وہ چیز نزدیک امام اعظمؒ کے پاک ہو جاتی ہے اور نزدیک بعض کے نجاست کا جسم دور ہونے کے بعد اس چیز کو تین دفعہ چاہیئے دھونا اور ہر بار چاہیئے نچوڑنا اگر ہو سکے اور نہ ہو سکے تو چاہیئے خشک کرنا قطرے ٹپکنے تک اور نجاست غیر دکھائی دینے والی کو تین بار سے سات بار تک چاہیئے دھونا اور ہر بار چاہیئے نچوڑنا اور گوبر اگر جل کر راکھ ہو نزدیک امام محمدؒ کے پاک ہو جاتا ہے نہ نزدیک ابی یوسفؒ کے اور گدھا اگر نمک کی کھان میں گر کر نمک ہو جائے تو نزدیک امام محمدؒ کے پاک ہوتا ہے اور کھال مردار کی سنوارنے سے پاک ہو جاتی ہے

فصل آٹھویں

پانی جاری اور پانی کثیر کے بیان میں ان دونوں پانی میں نجاست پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ پانی نجاست غیر مرئی پر بہنے سے ناپاک ہوتا ہے مگر جسوقت نجاست کا رنگ یا مزہ یا بو اس میں ظاہر ہو تو نجس ہوگا اگر کتا جاری پانی کی نہر میں بیٹھ جائے یا کوئی مردار اس میں گر جائے یا قریب پرنالے کے نجاست پڑی ہو اور مینھ کا پانی اس چھت کے پرنالے سے بہ رہا ہو ان صورتوں میں اگر اکثر پانی کتے اور نجاست کا ملا ہوا بہ رہا ہے تو نجس ہوگا اور اگر ایسا نہیں تو پاک ہے اور تھوڑا سا پانی تھوڑی سی نجاست گرنے سے پلید ہوتا ہے اور پانی قلتین کا کہ پانچ مشک پانی ہوتا ہے اور ہر مشک مقدار سو رطل کے ہے نزدیک اکثر امام کے آب کثیر ہے فقط وزن ایک رطل کا چھتیس ۳۶ روپے برابر ہوتا ہے دہلی کے سکہ سے چنانچہ صدقہ فطر کی فصل میں بیان اوس کا آویگا - پس ایک رطل پر حساب کر لینا چاہیئے اور رطلوں کو اور نزدیک

امام اعظمؒ آب کثیر اسکو کہتے ہیں کہ ایک طرف کے پانی ہلانے سے دوسری طرف کا پانی نہ ہلے اور پیچھے علما
نے اس طور پہ اندازہ کیا کہ جب پانی کا چار دن طرف دس دس گز ہووے وہ آب کثیر ہے **فصل نویں**
کنوئیں کے بیان میں اگر کوئی جانور کنوئیں میں گر کر مرجاوے پس اگر پھول گیا یا ریزہ ریزہ ہوا تو تمام پانی اس کنوئیں کا
نکالنا ضرور ہے اور اگر نہ پھولا اور نہ ریزہ ریزہ ہوا پس اس صورت میں اگر جانور بڑا ہو مثل بلی کے یا اوس سے
بھی بڑا ہو تو بھی سارا پانی نکالنا چاہیے اور اگر تین جانور اوسط مرنے کے گر جائیں جب بھی یہی حکم ہے
اور اگر جانور چھوٹا ہے مانند چوہے اور گوریہ کے تو بیس ڈول کھینچنا چاہیے تیس تک اور کبوتر اور اس کے
مانند کے مرنے سے چالیس ڈول نکالنا واجب ہے ساٹھ تک مستحب اور تین گوریہ کا ایک کبوتر کا حکم ہے
واللہ اعلم **فصل دسویں** تیمم کے بیان میں اگر مصلی پانی پر قادر نہ ہووے اس سبب سے کہ پانی کوس کے فرق ما
پر ہے اور کوس چار ہزار قدم کا ہے یا اسکے پاس پانی موجود ہے لیکن بیماری پیدا ہونیکی یا صحت میں دیر لگنے کی یا
مرض کی زیادتی کا خوف کرتا ہے یا پانی کے گھاٹ پر دشمن یا پھاڑ کھانیوالا جانور بیٹھا ہے یا پاس پانی ہے پہ
ڈرتا ہے کہ اگر اوس پانی سے وضو کرے تو آپ پیاسا رہ جائے یا کنواں پاس ہے پر ڈول اور رسی میسر نہیں ان
سب صورتوں میں اسے جائز ہے کہ وضو اور غسل کے عوض تیمم کرے زمین کی جنس پر خواہ مٹی ہو خواہ
بالو خواہ چونہ خواہ گچ خواہ پتھر خواہ کوئلہ خواہ مرمر بشرطیکہ یہہ چیزیں پاک ہوویں۔ اول نیت
تیمم کی کرکے پھر دونوں ہاتھ زمین پہ مار کے ایک مرتبہ تمام منہ پہ ملے اور پھر زمین پر مارے
دونوں ہاتھوں کی کہنیوں سمیت ملے یہ تین چیزیں تیمم میں فرض ہیں اگر ناخن کے برابر بھی
ہاتھ یا منہ سے کوئی عضو باقی رہیگا تو تیمم درست نہ ہوگا۔ پس اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو اوسے ہلاوے
اور خلال اونگلیوں میں کرے اور وقت سے قبل تیمم کرلینا درست ہے۔ اور ایک تیمم
سے کئی نمازیں فرض اور نفل پڑہنی جائز ہیں اور جب پانی پر قادر ہوگا۔ تب تیمم
اس کا باطل ہوگا اور نماز کے اندر اگر قادر ہوا تو نماز اوس کی ٹوٹ گئی اور اگر کوئی نمازی کہ
سارا بدن اور کپڑا اس کا ناپاک ہے اور بے چارہ پانی کے استعمال پہ قدرت نہیں
رکھتا ہے تو اس کو اس ناپاکی سمیت نماز پڑہنی جائز ہے۔ بشرطیکہ ستر ڈھانکنے کی

قدر کپڑا پاک اسے میسر نہو **مسئلہ** اگر وضو کے اعضا میں سے ایک عضو میں مرض ہو کہ پانی پہونچانے میں اس عضو پر ضرر ہوتا ہے یا مرض بڑھتا ہی تو اوسکو جائز ہے کہ اس عضو پر مسح کرے اور دوسرے اعضا کو دہووے اور اگر وضو کے اعضا میں سے اکثر اعضا میں زخم یا مرض ہو کہ دہونا اُن اعضا کا ضرر کرتا ہے تو اس صورت میں تیمم کرے۔

کتاب الصلوٰۃ

اسمیں پندرہ فصلیں ہیں **فصل پہلی** نماز کے وقتوں کے بیان میں۔ وقت آنیسے نماز فرض ہوتی ہے مسلمان عاقل بالغ پر اور جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہوا سپر **مسئلہ** نماز کا وقت اگر تحریمہ کی قدر باقی رہ جاے اور اسوقت میں کوئی کافر مسلمان ہو جاوے یا لڑکا بلوغ کو پہونچے یا دیوانہ ہوش میں آوے تو اسپر نماز اسوقت کی فرض ہوگی ف دوسرے وقت اُس نماز کی قضا اوسپر لازم ہوگی اور اگر نماز کے اخیر وقت میں عورت کا حیض یا نفاس موقوف ہو تو اس صورت میں اگر اسقدر وقت باقی رہے کہ اسمیں نہانا اور تحریمہ کرنا ہو سکتا ہے تو اسوقت کی نماز اسپر فرض ہوگی اور اگر وقت میں اسقدر وسعت نہیں ہے تو نماز اس وقت کی اسپر فرض نہ ہوگی فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے نکلنے سے شروع ہوتا ہی اور آفتاب کا کنارہ نظر آنے تک باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت بعد دوپہر کے شروع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جبتک سایہ ہر چیز کا برابر اُن چیزوں کے ہوتا ہی۔ سایہ اصلی کی سوا یعنی اُس برابر ہونے میں سایہ اصلی کو حساب میں نہیں شمار کرتے ہیں۔ یہ قول امام ابی یوسف اور امام محمدؒ اور باقی علماء کا ہی اور امام اعظمؒ کی ایک روایت بھی اس قول کے موافق ہے اور دوسری روایت مفتیٰ بہ امام اعظمؒ سے یہ ہے کہ جب تک سایہ ہر چیز کا دوچند اس کے ہووے سوا سایۂ اصلی کے تب تلک ظہر کا وقت نمازی کے ہاتھ سے نہ جائیگا اور سایۂ اصلی کہ وہ ڈیڑھ قدم کا ہوتا ہے ساون میں اور اس کے قبل اور بعد ایک قدم بڑھتا جاتا ہے چار تک بعد اس کے دو دو قدم اور قدم ساتواں حصہ ہوتا ہے ہر چیز کا ف اور جب وقت ظہر کا تمام ہوتا ہی خواہ اول قول کے

موافق خواہ ثانی قول کے موافق تب وقت عصر کا شروع ہوتا ہے اور آفتاب کی زردی نہ آنے
تک کامل وقت رہتا ہے اور بعد اوس کے وقت کراہت کا ہے سورج ڈوبنے تک اور اسوقت مکروہ
ہیں اس دن کی عصر ساتھ کراہت تحریمی کے جائز ہے دوسری نماز فرض اور نفل جائز نہیں اور
بعد غروب سورج کے مغرب کا وقت آجاتا ہے سرخی ڈوبنے تک وقت اوسکا رہتا ہے نزدیک
اکثر علما کے اور نزدیک امام اعظم کے دو قول ہیں ایک قول موافق انہیں اکثر کے ہے اور دوسرا
قول اُنکا یہ ہے کہ سپیدی ڈوبنے تک وقت مغرب کا رہتا ہے اور ستارے ظاہر ہونے کے پیچھے
نماز مغرب کی پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے اور مغرب کے وقت تمام ہونے کے بعد وقت عشا کا
شروع ہوتا ہے خواہ اول قول کے بعد ہو خواہ ثانی قول کے بعد آدھی رات تک رہا کرتا ہے
نزدیک جمہور کے اور نزدیک امام اعظمؒ کے صبح صادق کے نکلنے تک رہتا ہے اور دیر کرنی
نماز ظہر کی گرمی میں اور دیر کرنی نماز عشا کی تہائی رات تک مستحب ہے اور اوجالا کرنا فجر کے وقت
اوس حد تک کہ قرأت مسنون کیساتھ نماز اسمیں ادا کرسکے اور بعد ادا کرنے کے اگر فساد ظاہر ہووے
خواہ وضو خواہ نماز میں پھر ساتھ قرأت مسنون کے یعنی ساٹھ چالیس آیت سے نماز ادا کرسکے یہ
مستحب ہے اور دوسری نمازوں میں نزدیک حنفیہ کے جلدی کرنی بہت بہتر ہے مگر جس حال میں
منتظر جماعت کے لئے ہووے تو جلدی نکرے اور سورج نکلتے وقت اور دوپہر کو اور سورج
ڈوبتے وقت مطلق نماز منع ہے اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی بھی بہت منع ہے لاکن نماز عصر
اس دن کی آفتاب کے ڈوبتے وقت جائز ہے بشرطیکہ غروب شروع ہونیکے قبل نیت باندھ
لی ہو اور جب فجر کا وقت شروع ہو تو اسوقت میں فجر کی سنت اور نماز قضا کے سوا
و نفلیں پڑھنی مکروہ ہیں اور بعد عصر اور قبل غروب کے بھی یہی حکم ہے مسئلہ ادا اور قضا نماز کے واسطے اذان اور
تکبیر کہنی سنت ہے اور صفت اذان کی مشہور ہے یعنی اذان کہنے کیوقت منہ قبلے کی طرف کرے اور اپنی دونوں انگلیاں
شہادت کی دونوں کان میں رکھے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے تب منہ دا ہنی
طرف پھیرے اور جب حی علی الفلاح کہے تب بائیں طرف اور فجر کے وقت حی علی الفلاح

کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہے اور اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کے کہے اور مسافر کو اذان ترک کرنی مکروہ ہے اور جو شخص گھر میں نماز پڑھتا ہے اذان شہر کی اوسکو کفایت ہے

فصل دوسری نماز کی شرطوں کے بیان میں

شرطیں نماز کی چھ ہیں پہلی شرط پاک ہونا بدن نمازی کا نجاست حقیقی اور حکمی سے چنانچہ اوپر گذر چکا بیان اُن دونوں کا دوسری شرط پاک ہونا کپڑے کا تیسری شرط پاک ہونا جائے نماز کا چوتھی شرط مُنہ کرنا قبلہ کی طرف پانچویں شرط ستر ڈھانکنا مرد اور لونڈی کو ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک مگر لونڈی کو پیٹ اور پیٹھ کا ڈھانکنا زیادہ ہے مرد سے اور اور آزاد عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے مُنہ اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کی ہتھیلی کے سوا مسئلہ جو اعضا کہ ڈھانکنا ان کا فرض ہے خواہ مرد خواہ عورت کو چوتھائی حصہ اگر ان میں سے کھل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو بال عورت کے سر سے لٹکتے رہتے ہیں وہ علیحدہ اعضا میں شمار ہیں اُنکی بھی چوتھائی کھلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مسئلہ کتاب نوازل میں لکھا ہے کہ عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے ابن ہمام نے کہا کہ اس تقدیر پر اگر عورت قرآن آواز سے پڑھیگی تو نماز فاسد ہوگی مسئلہ جسکو ستر ڈھانکنے کیلئے کپڑا میسر نہ ہو تو اس کو بغیر کپڑے کے بھی نماز پڑھنی جائز ہے مسئلہ اگر نمازی کو جہت کعبے کی معلوم نہ ہو تو جسطرف اس کا دل گواہی دے اسی طرف سوچ کر نماز پڑھے اور بغیر سوچ کئے اُسکی نماز درست نہوگی مسئلہ جو شخص قبلہ کی طرف مُنہ نہ کر سکے دشمن کے ڈر سے خواہ مرض کے سبب سے تو اسکو درست ہے کہ جدھر اُسے طاقت ہو اُدھر نماز پڑھے مسئلہ نفل نماز شہر کے باہر سواری پر درست ہے سواری جسطرف چاہے اُس جانب جاوے مضائقہ نہیں مسئلہ چھٹی شرط ان شرائط میں سے نیت کرنی نماز کی ہے پس نفل اور سنت اور تراویح کے لئے مطلق نیت درست ہے ف مثلاً دل میں یوں قصد کرے کہ نماز فجر کی ادا کرتا ہوں اور نام نہ لے سنت یا نفل کا تو بھی درست ہوگی اور فرض اور وتر کے واسطے تحریمہ کے وقت نیت کا تعین کرنا اور سمجھنا چاہیے کہ ظہر کی نماز پڑھتا ہوں یا عصر کی

یہ فرض ہے اور مقتدی پر فرض ہے اقتدا کی نیت کرنی امام کے پیچھے اور رکعتوں کے شمار کی نیت
فرض نہیں ہے **ف** یہ چھ فرض نماز سے خارج ہیں کسواسطے کہ طہارت بدن وغیرہ اور چیزیں ہیں اور نماز
اور چیز ایک دوسرے میں داخل نہیں ہاں یہ چھ چیزیں نماز کی شرط ہیں کہ بدون اسکے نماز صحیح
نہیں ہوتی ہے اور جو چیز شرط ہوتی ہے وہ باہر ہوتی ہے مشروط سے

فصل تیسری نماز کے ارکان کے بیان میں

ف یعنی اُن فرضوں کے بیان میں جو نماز میں داخل ہیں سات فرض ہیں
اندر نماز کے ایک اُن میں سے تحریمہ باندھنا لاکن تحریمہ کیلئے پاکی بدنی اور ستر عورت اور منہ طرف قبلہ
کے ہونا شرط ہے جسطرح باقی ارکان میں بھی شرط ہے **ف** باقی ارکان سے قیام اور قرأت اور
رکوع اور سجدہ اور قعدۂ اخیرہ اور دوسرا فرض ان میں سے قعدہ اخیرہ کرنا فجر میں دو
رکعت کے بعد اور ظہر اور عصر اور عشا میں چار چار کے بعد اور مغرب اور وتر میں تین تین کے
بعد اور نفل میں دو کے بعد اور تیسرا فرض نزدیک امام اعظمؒ کے نماز سے خارج ہونا کسی کام کے
ساتھ اس کی فرضیت امام اعظمؒ کے سوا اوروں کے نزدیک نہیں اور چوتھا فرض کھڑا ہونا ہر رکعت
میں پانچواں فرض رکوع کرنا۔ چھٹا فرض سجدہ کرنا۔ ساتواں فرض قرأت پڑھنی۔ لاکن قرأت
نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے فرض اور نفل کی ہر رکعتوں میں فرض ہے اور نزدیک
امام اعظمؒ کے پانچوں وقتوں میں دو دو رکعت کے اندر فرض ہے اور وتر کی تینوں رکعتوں
اور نفل کی ہر رکعت میں اور قومہ اور جلسہ اور قرار پکڑنا رکوع اور سجدے میں یہ سب فرض ہیں
نزدیک ابی یوسفؒ کے اور اکثر علما کے نزدیک فرض نہیں **ف** رکوع کے بعد سیدھے کھڑے
ہونے کا نام قومہ ہے اور دونوں سجدے کے بیچ میں بیٹھنے کا نام جلسہ اور امام اعظمؒ کے
نزدیک قرأت ایک آیت کی فرض ہے اور ابی یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک تین آیت چھوٹی یا
ایک آیت بڑی تین آیت کے برابر ہو اور نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے سورۂ فاتحہ پڑھنی فرض ہے
اور بسم اللہ بھی اس میں شامل ہے اسلئے کہ بسم اللہ فاتحہ کی آیتوں میں سے ایک آیت
ہے ان دونوں کے نزدیک اور سجدے میں پیشانی اور ناک رکھنی فرض ہے اور ضرور میں دونوں کے

ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک سجدے میں ماتھا اور ناک اور ہتھیلی
دونوں ہاتھ کی اور دونوں گھٹنے اور انگلیاں دونوں پاؤں کی رکھنی فرض ہے اور نماز کے ارکان
میں ترتیب نگاہ رکھنی فرض ہے **ف** یعنی جو رکن ہر رکعت میں مکرر نہیں آتا ہے مثلاً رکوع اس میں
ترتیب نگاہ رکھنی فرض ہے پس اگر کوئی شخص فراموشی سے پہلے رکوع میں گیا پھر جب یاد آیا رکوع سے
سیدھا ہو کر سورۃ پڑھی اب اوسپر فرض ہوا کہ پھر رکوع کرے اور اگر رکوع نہ کیا تو نماز اوس کی
فاسد ہوئی کس واسطے کہ ترتیب فوت ہوئی رکن غیر مکرر میں اور اگر کسی نے ایک رکعت میں
ایک سجدہ کیا اور دوسرا سجدہ بھول گیا پھر دوسری رکعت میں اس سجدے کی قضا کی اور سجدہ
سہو کر لیا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی **ف** اس صورت میں وجہ فوت نہونیکی یہ ہے کہ
سجدہ عین رکن غیر مکرر میں سے نہیں بلکہ رکن مکرر میں سے ہے کسواسطے کہ سجدہ ہر رکعت میں مکرر
آتا ہے اور جو رکن مکرر آتا ہے اوس میں ترتیب فرض نہیں بلکہ واجب ہے اور واجب ترک ہونے
سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے ہاں سجدہ سہو کا واجب ہوتا ہے پس ترتیب خلاف کرنیکے بعد جب
سجدہ سہو کا وہ بجا لایا تب اوس کی نماز کامل ہوگئی اور اگر سجدہ سہو کا نہ کرتا تب بھی نماز جائز ہو جاتی
پر نقصان کیساتھ اور ابن ہمام نے حاکم کی کتاب کافی سے نقل کی ہے کہ کسی شخص نے نماز شروع کی
اور قرأت اور رکوع دونوں کر لئے اور سجدہ نہ کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی اور سجدہ کیا رکوع
نہ کیا تو یہ تمام ایک رکعت ہوئی **ف** ان دونوں صورتوں میں ایک رکعت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ
پہلی صورت میں سجدہ ترک کیا اور دوسری صورت میں رکوع پس پہلی صورت کا رکوع اور پچھلی
صورت کا سجدہ ملکر ایک رکعت پوری ہوئی اور اسیطرح پر اگر اول رکوع کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی
اور رکوع اور سجدے کئے تو بھی ایک رکعت ہوئی اور اسیطرح اگر پہلا سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی
اور رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا۔ بعد اسکے کھڑے ہو کر قرأت پڑھی اور سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا یہ سب ایک رکعت ہوئی
اور اسیطرح پر اگر پہلی میں رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا اور دوسری میں بھی رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا اور تیسری میں سجدہ
کیا اور رکوع نہ کیا یہ سب بھی ایک رکعت ہوئی **ف** جو ان ساری صورتوں کی قیاس کر لینا چاہیے پہلی صورتوں کی بنا پر

اور قعدہ اولیٰ کرنا اوراس میں اور آخری قعدہ میں التحیات پڑہنی فرض ہی نزدیک امام احمدؒ کے نہ اونکے غیر کے نزدیک مگر نزدیک امام اعظمؒ کے یہ تینوں واجب ہیں اور آخری قعدے میں التحیات کے بعد درود پڑہنا فرض ہی نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے اور سلام پھیرنا بھی فرض ہی نزدیک امام مالک اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمہم اللہ کے نہ نزدیک امام اعظمؒ کے بلکہ اونکے نزدیک واجب ہے اور رکوع اور سجدے میں سر جھکاتے وقت اور ان دونوں سے سر اوٹھاتے وقت تکبیریں کہنی اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ ایک مرتبہ کہنا اور سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰے ایک بار کہنا اور رکوع سے سیدہے ہوتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور دونوں سجدے کے بیچ میں بیٹھکر رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کہنا یہ سارے امور فرض ہیں امام احمدؒ کے نزدیک نہ اون کے غیر کے نزدیک لیکن اگر بھول کر یہ سارے امور یا اون میں سے کوئی امر ترک کریگا تو نماز فاسد نہوگی امام احمدؒ رحمتہ اللہ کے نزدیک بھی اور قرأت پڑہنی مقتدی پر فرض ہے نزدیک امام شافعیؒ کے نہ اون کے غیر کے نزدیک بلکہ نزدیک امام اعظمؒ کے مقتدی پر حرام ہے قرأت پڑہنی ف سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ پاک ہے پروردگار میرا بڑا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰے پاک ہے پروردگار میرا بلند سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قبول کیا اللہ نے واسطے اس کے جس نے تعریف کی اس کی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اے رب میرے بخش مجھکو **فصل چوتھی** نماز کے واجبوں کے بیان میں امام اعظمؒ کے نزدیک پندرہ چیزیں واجب ہیں ایک تو الحمد پڑہنی دوسرے الحمد کے ساتھ پوری سورۃ یا ایک آیت بڑی یا تین آیت چھوٹی نفل اور وتر کی ہر رکعت میں اور فرض کی دو رکعت میں ملانی **تیسرے** اگر چار رکعت فرض ہو تو پہلی دو رکعت میں قرأت مقرر کرنی **چوتھے** قیام اور رکوع اور سجدے میں ترتیب کی نظر کرنی **ف** یعنی ہر فرض اور واجب کو اس کے مقام پر ادا کرنا **پانچویں** رکوع اور سجدے میں ایک تسبیح کے قدر قرار پکڑنا **چھٹے** سیدھا کھڑا ہونا رکوع کے بعد **ساتویں** سیدھا بیٹھنا دونوں سجدے کے بیچ فتاویٰ قاضی میں لکھا ہے کہ اگر نمازی رکوع سے سجدے میں گیا بدون قومہ کرنیکے تو نماز اسکی ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک جائز ہوگی پر سجدہ سہو کا اسپر واجب ہوگا۔

اٹھویں قعدۂ اولیٰ **نویں** التحیات پڑھنی اس میں **دسویں** پے درپے ارکان ادا کرنے پس اگر ایک رکعت میں دو رکوع کئے یا تین سجدے کئے یا پہلے التحیات کے بعد درود پڑھا اور تیسری رکعت کے قیام میں دیر لگی تو ان تینوں صورتوں میں سجدہ سہو کا لازم آویگا **ف** وجہ سجدۂ سہو لازم آنیکی یہ ہے کہ پہلی صورت میں دوسرے رکوع کا سبب سجدہ کرنے میں دیر لگی اور دوسری صورت میں تیسرے سجدے کے سبب کھڑے ہونے میں دیر لگی اور تیسری صورت میں درود پڑھنے کے باعث تیسری رکعت کے قیام میں دیر لگی پس ان صورتوں میں ارکان کیلئے پے درپے ادا ہونے میں خلل واقع ہوا اسلئے سجدۂ سہو لازم آیا **گیارہویں** التحیات پڑھنی آخری قعدے میں **بارہویں** قرأت پکار کے پڑھنی امام کو دو رکعت میں فجر اور مغرب اور عشا اور جمعہ اور دونوں عید کے دن اور آہستہ پڑھنی ظہر اور عصر اور دنکی نفلوں میں **تیرہویں** باہر ہونا نماز سے لفظ سلام کہکر **چودہویں** دعائے قنوت پڑھنی وتر میں **پندرہویں** دونوں عید کی نماز میں چھ تکبیریں کہنی اور امام اعظمؒ کے نزدیک فرض اور چیز ہیں اور واجب اور چیز فرض ترک کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے اور واجب کے بھول کر ترک کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے پس اگر کسی نے بھول کر واجب ترک کیا پھر اس نے سجدۂ سہو کر لیا تو نماز درست ہوئی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو واجب ہے کہ نماز پھر پڑھے اور اگر واجب قصداً ترک کیا تو اس صورت میں بھی اعادہ نماز کا واجب ہے **ف** اور جو پھر کے نماز نہ پڑھی فرض اتر گیا پر واجب کے ترک سے گناہ سر پر رہا اور اماموں کے نزدیک فرض اور واجب ایک چیز ہے **ف** یعنی وہ لوگ اسی فرض کو فرض بھی کہتے ہیں اور واجب بھی جن چیزوں کو امام اعظمؒ واجب کہتے ہیں اونکے نزدیک بعضے ان میں سے فرض ہیں اور بعضے سنت مگر وہ لوگ فرماتے ہیں کہ سجدۂ سہو بعضے فرض کے ترک کرنیسے بھی لازم آتا ہے اور بعضے سنت کے ترک سے بھی **ف** مراد ان فرضوں اور سنتوں سے وہ فرض اور سنتیں ہیں کہ جنکو امام اعظمؒ واجب کہتے ہیں اور وہ لوگ ان میں سے بعض کو فرض ٹھہراتے ہیں اور بعض کو سنت واللہ اعلم بالصواب **فصل پانچویں** سجدہ سہو کے بیان میں **مسئلہ** سجدہ سہو کا طریق یہ ہے کہ آخری قعدے میں التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیرے

دو سجدے کرے بعد اس کے التحیات اور درود اور دعا پڑھکر دونوں طرف سلام پھیرے اور اگر سلام پھیرنے کے قبل سجدہ سہو کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر ایک نماز میں کئی واجب بھول کر چھوڑ دے تو ایک بار سجدہ سہو کر لینا کفایت کرتا ہے اور اگر امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق کو چاہیئے کہ اسمیں امام کی تابعداری بجالاوے اگرچہ جسوقت امام نے سہو کیا تہا اسوقت اُس سہو میں وہ شریک نہ تھا۔ اور اگر مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی نماز پڑھنے میں سہو کیا تو پھر سجدہ کر لیوے **ف** مسبوق اسکو کہتے ہیں کہ جس کی کچھ نماز ہاتھ سے گئی ہو یعنی امام جب ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ چکے تب وہ آکر مل جاوے **مسئلہ** پانچوں وقت کی نمازوں میں جماعت فرض ہے نزدیک امام احمدؒ کے لیکن نماز منفرد کی بھی درست رکھتے ہیں اور داؤد رحمتہ اللہ کے نزدیک نماز منفرد کی اصلا درست نہیں اور شافعی رحمتہ اللہ کے نزدیک جماعت کفایہ ہے **ف** یعنی محلہ کی مسجد میں اگر بعضے لوگ جماعت قایم کریں تو اور ونکے ذمے سے جماعت کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہ فرضیت فرض کی اور ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے قریب واجب کے اور جماعت تمام ہو جانیکا احتمال ہو تو تکبیر کی سنت باوجود اس کے کہ سب سنتوں سے تاکید اُسکی زیادہ ہے اُسکو بھی چھوڑ دیوے اور شہر کے لوگ ترک جماعت کی عادت کریں تو اُن سے لڑائی چاہیئے کرنی جب تک کہ جماعت قائم نہ کریں **مسئلہ** صرف عورتوں کی جماعت ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور اماموں کے نزدیک درست ہے **مسئلہ** امامت کیلئے سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جو اچھی قرأت جانتا ہو اور وہ ایسا ہو کہ نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مکروہات اور مفسدات اور مستحبات سے واقف ہو بعد قاری کے عالم بہتر ہے اور وہ عالم ایسا ہو کہ نماز صحیح ہونے کے قدر قرآن پڑھنا جانتا ہو اور اکثر علما کے نزدیک قاری سے عالم بہتر ہے۔

فائدہ یعنی نرے قاری سے البتہ عالم بہتر ہے اور جو قاری واقف ہو نماز کے احکام سے تو ویسا قاری بیشک اور بے شبہ نرے عالم سے بہتر ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے

پر امی کے پیچھے نماز جائز ہوگی اور پڑھے ہوئے بالغ مرد کو لڑکے اور عورت اور امی کے پیچھے بھی
درست نہیں اور فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے بھی درست نہیں اور
کسی امی نے ایک قاری اور ایک امی کی امامت کی تو نماز تینوں کی باطل ہوئی اور بے وضو
کے پیچھے نماز درست نہیں اور نماز امام کی فاسد ہونے سے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہوتی
ہے اور کھڑے ہونے والے کی نماز بیٹھنے والے کے پیچھے اور وضو کرنیوالے کی نماز تیمم کرنے
والے کے پیچھے درست ہے اور رکوع اور سجدہ کرنے والے کی نماز اشارے سے پڑھنے
والے کے پیچھے درست نہیں مسئلہ اگر ایک مقتدی ہو تو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا
ہو جائے اور دو مقتدی یا زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوویں اور اگر کسی
نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو نماز اوس کی مکروہ ہوگی اور نزدیک امام احمدؒ کے
نماز اوسکی درست نہ ہوگی اور اگر مقتدی امام سے آگے بڑھ جائیگا تو نماز اوس کی باطل ہوگی۔
اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ نماز مرد کی اپنے گھر میں پڑھنے سے ثواب ایک نماز کا رکھتی ہے اور نماز مرد کی
محلے کی مسجد میں ثواب پچیس نماز کا اور نماز مرد کی جمعہ مسجد میں ثواب پانسو نماز کا اور نماز مرد کی
میری مسجد میں یعنی مدینے کی مسجد میں ثواب پچاس ہزار نماز کا اور نماز مرد کی خانہ کعبہ مین ثواب ایک
لاکھ نماز کا رکھتی ہے فصل چھٹی سنت کے طریق پر نماز پڑھنے کے بیان مین طریق سنت کا
یہ ہے کہ فرضوں مین اذان اور تکبیر کہی جاوے اور نزدیک حی علی الصلوٰۃ کے امام کھڑا ہووے
اور نزدیک قد قامت کے تکبیر تحریمہ کر کے نیت کرے اور دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک
اٹھاوے اور مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے اور داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے
رکھے نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور عورت دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھا کر سینے پر داہنا ہاتھ
بائیں ہاتھ پر رکھے بعد اسکے امام اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا سبحانک اللّٰھم وبحمدک
وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک آہستہ پڑھے پاک ہے تو یا اللہ

اور پاکی بیان کرتا ہوں ساتھ تعریف تیری کے اور بابرکت ہے نام تیرا اور بلند ہے بزرگی تیری اور
نہیں کوئی معبود سوا تیرے بعد اس کے امام اور اکیلا نمازی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ آہستہ پڑھے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ
اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے
مہربان کے اور مسبوق کو جسقدر امام کے ساتھ نماز نہیں ملی اس کے ادا کرنیکے شروع میں اعوذ
باللہ اور بسم اللہ پڑھنی چاہئے نہ مقتدی کو ف یعنی مقتدی امام کے پیچھے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
نہ پڑھے اسواسطے کہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ تابع قرأت کے ہیں اور قرأت پڑھنی مقتدی کو
نہیں ہے بلکہ فقط امام کو ہے اور مسبوق کو قرأت پڑھنی ہوتی ہے جسقدر میں امام کیساتھ اسکو نہیں ملی
بعد اسکے امام اور اکیلا نمازی الحمد پڑھے پھر امام اور مقتدی اور اکیلا نمازی آمین کہے آہستہ پس امام
اور اکیلا پڑھنے والا سورۃ ملادیں اور سنت یہ ہے کہ مقیم چین کی حالت میں فجر اور ظہر کی نماز میں
طوال مفصل پڑھے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر اور عشا میں اوساط مفصل پڑھے بروج
سے لم یکن تک اور مغرب میں قصار مفصل لم یکن سے آخر قرآن تک ف سورۂ حجرات سے بروج تک
کی سورتوں کو طوال مفصل کہتے ہیں اور بروج سے لم یکن تک سورتوں کو اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر
قرآن تک کی سورتوں کو قصار مفصل لیکن اس طور پر لازم کرنا سنت نہیں کہ کبھی پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی
اور کبھی مغرب کی نماز میں سورۂ طور اور سورۂ نجم اور سورۃ المرسلات پڑھی اور اگر سب
مقتدی یکبار رہویں اور لمبی قرأت کی خواہش رکھتے ہوں تو امام کو جائز ہے کہ قرأت دراز
پڑھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فجر کی ایک رکعت میں سورۂ بقر پڑھی اور پیغمبر صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی دو رکعت میں سورۂ اعراف پڑھی۔ اور عثمان رضی اللہ
عنہ فجر کی نماز میں اکثر سورۂ یوسف پڑھتے تھے لیکن امام کو مقتدیوں کے احوال پر
نظر رکھنی ضرور ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک بار عشا کی نماز میں سورۂ بقر

پڑھی ایک مقتدی نے پیغمبر علیہ السلام کے نزدیک شکایت کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے معاذ مگر تو فتنہ اور بلا اور گناہ میں ڈالنے والا ہے یعنی قرأت اس قدر دراز پڑھتے ہو کہ لوگ
نماز چھوڑتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں مثل سبح اسم اور والشمس اور ان کے مانند
پڑھا کر غرض یہ ہے کہ مقتدیوں کے احوال پر نظر رکھنی بہت ہی ضرور ہے اور جمعہ کے دن
صبح کی نماز میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ الم سجدہ اور سورۂ دہر پڑھی اور مقتدی چپ
ہو کر امام کی قرأت کی طرف متوجہ رہے اور نفل نمازوں میں رغبت اور خوف کی آیات میں
دعا مانگنی اور معافی چاہنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا اور بہشت کا سوال کرنا سنت ہے جب
قرأت سے فراغت ہو تو اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جاوے اور رکوع میں جانیکے اور رکوع
سے سر اوٹھانیکے وقت دونوں ہاتھ اوٹھانا نزدیک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سنت نہیں
لیکن اکثر فقہا اور محدثین اسکو سنت ثابت کرتے ہیں اور رکوع میں دونوں گھٹنوں کو
دونوں ہاتھ سے مضبوط پکڑے اور انگلیوں کو کھلی رکھے اور سر اور پیٹھ کو چوتڑ کے ساتھ برابر
کرے اور جس قدر قرأت میں دیر کی اس کے مناسب رکوع میں بھی دیر کرے سبحان ربی
العظیم تین یا پانچ یا سات بار کہے یعنی رعایت طاق کی رکھے اور ادنی مرتبہ تین بار پڑھے اور
مقتدی امام کے بعد رکوع اور سجدے میں جاوے اور مقتدی کو امام کے آگے رکوع
اور سجدے میں جانا حرام ہے پہلے امام سر اٹھاوے بعد اسکے مقتدی اور سر اٹھاتے
وقت نزدیک امام اعظمؒ کے امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور مقتدی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ
اور اکیلا پڑھنے والا دونوں کہے اور نزدیک امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے امام بھی
دونوں کہے بعد اس کے تکبیر کہتے ہوئے سب سجدے میں جاویں پہلے دونوں گھٹنے
رکھیں بعد اسکے دونوں ہاتھ پھر ناک اور ماتھا دونوں ہاتھ کے بیچ میں رکھیں اور
انگلیاں دونوں ہاتھ کی ملا کر کعبہ کی طرف رکھیں اور بازو کو بغل سے اور پیٹ کو ران سے اور
پنڈلی اور بانہوں کو زمین سے دور رکھیں اور عورتیں ان سب کو ملا کر رکھیں قیام اور رکوع کی مناسب

سجدے میں دیر کرے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین یا پانچ یا سات بار پڑھے اور بہتر یہی کہ تین
بار پڑھے آہستہ اور اطمینان کیساتھ بعد اسکے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا سر اوٹھاوے اور قرار کے ساتھ
بیٹھکر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاہْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ
یا اللہ بخش مجھکو اور رحم کر مجھ پر اور راہ دکھا مجھکو اور روزی دے مجھکو اور بلند کر مرتبہ میرا اور
غنی کر مجھکو روایت کی اس کو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بعد اس کے
اللہ اکبر کہکے پھر سجدہ کرے مانند پہلے کے اور اسیطرح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پیچھے
تکبیر کہتا ہوا اُٹھے اول مُنہ بعد اس کے دونوں ہاتھ بعد اسکے دونوں گھٹنے اُٹھا کر کھڑا ہووے
اور دوسری رکعت پہلی کی طرح پر پڑھے لاکن اسمیں ثنا اور اعوذ نہ پڑھے اور جب دوسری رکعت
تمام کرے تب بایاں پائوں بچھاوے اور اسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا رکھے اور انگلیاں دونو
پائوں کی قبلے کی طرف رکھے اور دونوں ہاتھ کو دونوں زانو پر رکھے اور داہنے ہاتھ کی
خنصر اور بنصر کو بند کرے اور بیچ کی انگلی اور ابہام کو ملاکر حلقہ کرے اور شہادت کی انگلی
کھلی رکھے اور التحیات پڑھے اور اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ۔ پڑھنے کے وقت اشارہ کرے یہ اشارہ کرنا چاروں امام کی روایتوں سے
ثابت ہے لاکن مشہور مذہب امام اعظمؒ کا وہ ہے کہ اشارہ نہ کرے ف مختار یہ ہے کہ
اشارہ کرے اس سے کہ بہت فقہا اور محدثین سے ثابت ہوا اور انگلیاں ہاتھ کی کعبہ کی طرف
متوجہ رکھے اور پہلے قعدے میں تشہد سے زیادہ نہ پڑھے اور پیچھے تشہد کے اللہ اکبر کہتا
ہوا تیسری رکعت کیلئے اُٹھے اور اس اُٹھنے میں دونوں ہاتھ اُٹھانا بہت عالموں کے نزدیک
سنت ہے نہ نزدیک ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کے اور تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط الحمد
بسم اللہ سمیت پڑھے آہستہ جب چاروں رکعت سے فارغ ہو تب قعدہ آخیر
کرے جسطرح پر قعدہ اولی کیا تھا اور اسمیں بعد تشہد کے درود پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
یا اللہ رحمت خاص بھیج حضرت محمدؐ پر اور پر اولاد حضرت محمدؐ کے جیسے کہ رحمت بھیجی تونے
اوپر ابراہیمؑ اور اوپر اولاد ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے یا اللہ برکت اتار اوپر
محمدؐ کے اور اوپر اولاد محمدؐ کے جیسے کہ برکت اتاری تونے اوپر ابراہیمؑ کے اور اوپر اولاد
ابراہیم کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے بعد درود کے جو دعا مشابہ ساتھ الفاظ قرآن کے
ہووے پڑھے اور جو دعائیں حدیث سے نقل کی گئیں وہ بہتر ہیں خصوصاً یہ دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ
بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ
مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ یا اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے دوزخ کے
عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ
سے۔ کانے دجال کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے زندگانی اور موت کا فتنہ
سے یا اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے گناہ اور قرض سے اور عورت دونوں جلسے
میں بائیں چوتڑ پر بیٹھے اور دونوں پاؤں داہنی طرف سے نکال دیوے اور جب دعا پڑھ چکے تب سلام
پھیرے دونوں طرف اکیلا نمازی نیت فرشتوں کی کرے ف یعنی دل میں قصد کرے کہ میں فرشتوں
پر سلام علیک کرتا ہوں اور امام نیت مقتدیوں اور فرشتوں کی کرے اور مقتدی نیت امام
اور تمام مقتدیوں اور فرشتوں کی اور چاہیے کہ نماز حضور دل اور تواضع کیساتھ پڑھے اور سجدے
کی جگہ نظر رکھے اور بعد سلام کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ
تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار اور کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ایک بار پڑھے کوئی معبود نہیں ہے مگر ایک اللہ کوئی اسکا
شریک نہیں ہے اسکے لئے بادشاہت ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فصل ساتویں

نماز کے حدث کے بیان میں اگر نماز میں حدث لاحق ہووے تو وضو کرے

اور وہ بھی پر نماز بنا کرے ف یعنی وضو اگر آپ سے ٹوٹ جائے تو وضو کرے اور اس لفظ کے بعد نماز
پوری کرے یعنی جس مقام میں حدث ہوا اسی مقام سے پڑھے اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اس کو پھر
شروع سے نماز پڑھنی بہتر ہے اور اگر امام ہو تو خلیفہ پکڑے بعد اوسکے وضو کرکے مقتدیوں
میں داخل ہوجائے اور اگر مقتدی ہو تو وضو کرکے پھر اوس مکان میں آوے جہاں سے
گیا تھا اور اس عرصہ میں جو کچھ امام پڑھ چکا ہو اول اوس کو ادا کرے بغیر قرأت کے پھر امام
کے ساتھ شریک ہوجاوے اور اگر امام نماز سے فارغ ہو تو مقتدی مختار ہے اگر چاہے پہلے مکان
میں پھر آوے اور اگر چاہے جس مکان میں وضو کیا اسی مکان میں نماز پوری کرے اور اگر
قصداً حدث کرے گا تو نماز فاسد ہوگی بنا کرنی درست نہ ہوگی اور اگر نماز میں باولا ہوا یا
احتلام ہوا یا کھلکھلا کے ہنسا یا نجاست منع کرنیوالی نماز کی اوس پر پڑی یا کوئی زخم لہو بہنے
والا اس کو پہونچا یا وضو ٹوٹنے کے گمان پر مسجد سے نکل آیا۔ پیچھے اوس کے ظاہر ہوا
کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا یا مسجد کے سوا کسی اور جگہ میں نماز پڑھتا تھا اس جگہ وضو ٹوٹنے
کے گمان سے صف سے الگ ہوا بعد اس کے معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا
ان صورتوں میں نماز فاسد ہوگی بنا جائز نہ ہوگی اور اگر مسجد یا صف سے باہر نہیں ہوا
تو بنا کرے اور اگر قعدۂ اخیر میں التحیات کے بعد حدث لاحق ہوا تو وضو کر لیوے اور سلام
پھیرے اور اگر التحیات کے بعد قصداً حدث کیا تو نزدیک امام اعظمؒ کے نماز اس کی تمام
ہوئی ف وجہ تمام ہونیکی یہ ہے کہ نمازی کو کسی فعل کے ساتھ نماز سے نکلنا فرض ہے۔
نزدیک امام اعظمؒ کے پس قصداً حدث کرنا بعد تشہد کے یہ بھی ایک فعل ہے اور اگر التحیات
کے بعد تیمم کرنے والا پانی پر قادر ہوا یا امی نے کوئی سورۃ سیکھی یا ننگا کپڑے پر قادر ہوا
اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہوا یا مدت مسح موزے کی تمام ہوئی
موزہ تھوڑے عمل کے ساتھ پاؤں سے نکالا یا صاحب ترتیب کو قضا یاد آئی ف آگے
فصل میں ذکر صاحب ترتیب کا آتا ہے یا قاری نے امی کو خلیفہ پکڑا یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آیا

یا جمعے کی نماز میں التحیات کے بعد عصر کا وقت داخل ہوا یا صاحب عذر کو مثل سلسل البول وغیرہ
والے کو عذر جاتا رہا یا زخم اچھا ہو کر اس کی پٹی گر پڑی ان صورتوں میں نزدیک امام اعظمؒ کے
نماز باطل ہوئی اس سبب سے کہ مصلی کا باہر ہونا نماز سے اپنے اختیاری فعل کیساتھ فرض تھا اور وہ فعل
نہیں پایا گیا ان صورتوں میں کیونکہ یہ امور مذکورہ اسکے اختیار کے نہیں پس اگر کوئی امر
انہیں میں سے التحیات کے بعد حادث ہو جائے تو گویا کہ بیچ نماز میں ہوا اسلئے نماز اسکی
باطل ہوئی اور نزدیک صاحبین کے باطل نہیں ہوئی ف اس باعث سے کہ انکے نزدیک نماز سے فعل
اختیاری کیساتھ باہر ہونا فرض نہیں ہے پس التحیات کے بعد اگر کوئی امر انہیں میں سے حادث ہو جائیگا
تو نماز سے خارج ہونا ثابت ہوگا مسئلہ اگر امام کو حدث ہوا اس نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو مسبوق نماز
پوری کر کے پھر مدرک کو خلیفہ کرے تا مدرک قوم کیساتھ سلام پھیرے مسبوق بعد اسکے کھڑا ہو کر
اپنی نماز تمام کرے ف مدرک اسکو کہتے ہیں کہ جس نے تمام نماز امام کیساتھ پڑھی مسئلہ اگر
رکوع یا سجدے میں حدث لاحق ہو وضو کے بعد جب بنا کریگا تب اس رکوع اور سجدے کو پھر ادا کرے
اور اگر رکوع اور سجدے میں یاد آیا کہ پہلی رکعت میں سے ایک سجدہ یا سجدۂ تلاوت کا فوت ہوا
تھا اس سجدے کو قضا کرے لیکن دوہرانا اس سجدے کا مستحب ہے واجب نہیں اور اگر
امام کو حدث ہوا اور مقتدی ایک مرد ہے تو وہی مرد خلیفہ ہوگا بدوں تعین کرنے کے اور اگر مقتدی
ایک عورت ہے تو نماز دونوں کی فاسد ہوگی اور اگر مقتدی ایک لڑکا ہے تو اس صورت میں بھی
یہی حکم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نماز امام کی فاسد نہوگی اگر عورت یا لڑکے کو خلیفہ نہ
کیا ہو مسئلہ اگر امام قرأت سے بند ہو جائے تو اسکو خلیفہ کرنا درست ہے اگر قرأت نماز جائز
ہونیکی قدر نہ پڑھی ہو مسئلہ اگر کوئی شخص امام کو نماز میں پاوے تو جس رکن میں پایا اس
رکن میں داخل ہو جائے اگر رکوع میں پایا تو رکعت ملی اور اگر رکوع میں نہ پایا تو رکعت نہ
ملی پس جسوقت امام اپنی نماز سے فراغت کرے تو اسوقت مسبوق جسقدر نماز اسکی فوت
ہوئی اسکو پڑھ لیوے اور مسبوق کی نماز قرأت کے حق میں اول نماز کا حکم رکھتی ہے اور بیٹھنے کے حق میں آخر نماز

لم ف یعنی مثلاً اگر ایک رکعت فجر یا دو رکعت مغرب کی یا تین رکعت عشا کی امام کیساتھ ملے تو
امام کے سلام سے پھیرنیکے بعد کھڑا ہو کر ثنا اور اعوذ باللہ پڑھے جسطرح اول نماز میں پڑھتے ہیں بعد
سکے الحمد اور سورۃ کیساتھ ایک رکعت پڑھکر قعدہ آخیرہ کرکے سلام پھیرے اور اگر مثلاً ایک
رکعت مغرب کی ملی تو دوسری رکعت میں ثنا اور اعوذ باللہ کے بعد الحمد سورۃ سمیت پڑھکر قعدہ
اولی کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور الحمد سورۃ سمیت پڑھ کے قعدہ آخر کرے اور سلام پھیرے مسئلہ
مسبوق کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں نزدیک ابوحنیفہؒ کے مگر شافعیؒ اسکو جائز رکھتے ہیں۔
ف یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق جب اپنی نوتی نماز کو قضا پڑھتا ہو تو اس وقت
اگر کسی نے اسکے پیچھے اقتدا کیا تو اوس مقتدی کی نماز درست نہ ہوگی نزدیک ابوحنیفہؒ کے اور
نزدیک شافعی رحمتہ اللہ کے جائز ہوگی مسئلہ اگر نمازی دو رکعت کے بعد بھول کر تیسری رکعت
کیوسطے اٹھا اور قعدہ اولی نہ کیا تو جبتک کہ بیٹھنے کے قریب ہو تو بیٹھ جاوے اس صورت میں
سجدہ سہو واجب نہوگا اور اگر کھڑے ہونے کے قریب ہوگیا تو کھڑا ہو جائے نہ بیٹھے۔ بیٹھیگا تو
نماز فاسد ہوگی اور بعض کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی ہے پر سجدہ سہو کرنا ہوگا اور اگر چار
رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا تو جبتک پانچویں رکعت کیواسطے سجدہ نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور
قعدہ اخیرہ کرکے سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کیلئے سجدہ کیا تو
فرض اسکی باطل ہوئی اب اگر چاہے چھٹی رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے اور چاہے
چھٹی رکعت نہ پڑھے اسجگہ قعدہ اخیرہ کرے اور سلام پھیرے اس صورت میں چار رکعت نفل
ہونگی اور ایک رکعت باطل ہوگی **فصل آٹھویں** وقتیہ نماز کی قضا پڑھنے کے بیان میں۔ اگر نماز کا وقت
فوت ہو جائے تو قضا پڑھے اذان اور تکبیر کے ساتھ مانند ادا کے پس اگر قضا جماعت کیساتھ
پڑھی جائے تو مغرب اور عشا اور فجر کی نماز میں قرأت پکار کے پڑھنی واجب ہے اور اگر اکیلا پڑھتا
ہو تو ہستہ پڑھے مسئلہ قضا اور وقتیہ نماز میں ترتیب فرض ہے اور فرض ترتیں بھی نزدیک
امام اعظمؒ کے پس باوجود قضا یاد ہونیکے اگر نماز وقتیہ پڑھے گا تو نماز وقتیہ فاسد ہوگی پھر اگر

فائتہ کی نماز پڑھی دوسری وقتیہ کی ادا کرنے کے آگے تو پہلے وقتیہ کی فرضیت باطل ہو گی
اور اگر فائتہ کی قضا پڑھنے کے آگے پانچ نماز وقتیہ ادا کی تو یہ سب وقتیہ فاسد ہوئیں ساتھ
فساد موقوف کے پس اگر بعد اسکے وقتیہ چھٹی پہلے ادا کرنے فائتہ کے پڑھی تو یہ سب وقتیہ
صحیح ہوئیں نزدیک امام اعظمؒ کے نہ نزدیک صاحبینؒ کے ف تفصیل اس اجمال کی یوں ہے
کہ جو شخص صاحب ترتیب ہووے اسکو قضا اور وقتیہ میں نماز ترتیب کیساتھ پڑھنی فرض
ہے صاحب ترتیب اسکو کہتے ہیں کہ جس شخص کی نماز چھ سے کم قضا ہو خواہ ایک ہو خواہ
دو خواہ تین خواہ چار خواہ پانچ اور جو پوری چھ ہوئیں تو وہ صاحب ترتیب نہ رہا پس جب
تک صاحب ترتیب ہے تب تک اسپر فرض ہے کہ اول قضا نماز پڑھ لیوے اسکے بعد وقتیہ پڑھے
اور اگر قضا یاد رکھ کے وقتیہ پڑھے گا تو وقتیہ فاسد ہوگی مثلاً ایک نماز فوت ہوئی اوس کی
اوسکو یاد رکھکر ایک وقتیہ پڑھی تو یہ وقتیہ فاسد ہوگئی لاکن فساد اس کا موقوفی ہے یعنی اگر اس
وقتیہ کے پیچھے یک لخت اور چھ وقتیہ پڑھتا گیا اور اس فوتی کو اونکے بیچ میں نہ پڑھا تو یہ
سب وقتیہ صحیح ہوئیں اور فساد وقتیہ اولی کا بھی اوٹھ گیا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ
فوتی کو یاد رکھکر ایک وقتیہ پڑھی پھر دوسرے وقت میں وقتیہ سے پہلے اوس فوتی کو پڑھا
تو اسصورت میں وقتیہ کی فرضیت باطل ہوئی یعنی فرض نہ رہی نفل ہوگئی **مسئلہ** اگر عشا بھولکر
بے وضو پڑھ لے اور سنت اور وتر کو وضو کے ساتھ پڑھے تو عشا کے ساتھ سنت
پھر پڑھے اور وتر نہ پڑھے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے وتر بھی پڑھے **مسئلہ**
ترتیب ساقط ہوتی ہے تین چیز کے سبب ایک تو وقتیہ نماز کے وقت تنگ ہونیکے سبب دوسرے بھولنے
کے سبب تیسرے جسوقت اسکے ذمہ چھ یا زیادہ چھ سے نماز فائتہ ہوئیں خواہ نئی ہوئیں خواہ پرانی اسکا سبب
ف مثلاً کسی نے چھ نمازیں قضا کیں اب ساتویں نماز ان چھ کے یاد رکھنے پر اس نے
پڑھ لی تو بھی درست ہے پس جسوقت فوتی نمازیں ادا کر چکے گا تو ترتیب پھر عود
کریگی اور اگر چھ یا زیادہ چھ سے فوت ہوئیں اور کئی نمازیں ان میں سے قضا پڑھیں

یہانتک کہ کم چھ سے باقی رہیں تو نزدیک بعض کے اسصورت ہیں ترتیب رجوع کریگی اور فتویٰ اس قول پر ہی کہ ترتیب رجوع نہ کریگی جبتک تمام ادا نہو گی **فصل نویں** نماز فاسد کرنیوالی اور مکروہ کرنیوالی چیزوں کے بیانمیں۔ کلام اگرچہ بھولکر ہو یا نیند میں نماز فاسد کرتا ہی اور اسی طرح سوال کرنا اس چیز کا کہ جو چیز آدمیوں سی بھی مانگنا ہو سکے **ف** مثلاً کہنا یا اللہ فلانی عورت کیساتھ میرا نکاح کردے اور نالہ کرنا اور درد سے آہ اور پریشانی سے اُف کہنا اور ساتھ آواز کے رونا درد یا مصیبت سے نہ بہشت اور دوزخ کے ذکر سے **ف** یعنی بہشت اور دوزخ کا ذکر سنکر رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہی اور کھنکھارنا بے عذر اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور خوشخبری کا جواب الحمد للہ کیساتھ دینا اور بُری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کیساتھ اور خبر مستعجب کا جواب سبحان اللہ یا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیساتھ دینا یہ امور نماز کو فاسد کرتے ہیں اور اگر اپنے امام کے سوا اور کو بتادے تو نماز فاسد ہوتی ہی اور اپنے امام کو بتانیسے فاسد نہیں ہوتی ہے اور سلام کرنا قصداً اور جواب دینا سلام کا خواہ قصداً ہو خواہ سہواً یہ دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں نہ سلام سہواً اور قرآن دیکھکر پڑھنا اور کھانا پینا اور عمل کثیر یہ سب نماز کو فاسد کرتے ہیں۔ اور عمل کثیر وہ ہی کہ اوس کام میں دونوں ہاتھ لگانیکی حاجت ہو اور نزدیک بعض کے عمل کثیر وہ ہے کہ اوس کام کے کرنیوالے کو دیکھنے والا جانے کہ یہ شخص نماز میں نہیں اور بعض نے کہا کہ جس کام کو نمازی آپ کثیر سمجھے وہ عمل کثیر ہے اور اگر نجاست پر سجدہ کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اسکے تمام ہونیکے قبل دوسری شروع کی نئے تحریمہ سی تو پہلی نماز باطل ہوگی اور اگر اس پہلی نماز کو پھر نئے تحریمہ کیساتھ شروع کیا تو باطل نہ ہوگی اور جو کھانا کہ دانت میں لگا تھا اگر اُس کو زبان سے نکالکر کھالیا پس اگر وہ چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر چنے کے برابر ہی تو فاسد ہوگی اور اگر کسی مکتوب پر نظر کی اور معنی اوسکے دریافت کئے تو نماز نہ فاسد نہ ہوگی اور اگر زمین یا دکان پر نماز پڑھتا ہے اور اُسکے سامنے سے کوئی چلا گیا

تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ جانے والا عورت یا گدھا ہو یا کتا ہو لیکن اگر عقلمند چلا گیا تو جانیوالا
گنہگار ہوگا۔ مگر جسوقت کہ دکان بلند ہو اس طور پر کہ جانیوالے کا سر نمازی کے پاؤں
کے برابر ہو تو گناہگار نہ ہوگا اور سنت وہ ہے کہ نمازی میدان یا سر راہ میں ایک لکڑی
کھڑی کرے ایک ہاتھ کی لمبی اور ایک اونگلی کے برابر موٹی اور اپنے قریب داہنے یا بائیں ابرو
کے برابر کھڑی کرے اور سترہ سامنے رکھ دینا یا زمین پر خط کھینچنا فائدہ نہیں رکھتا ہے اور
امام کا سترہ قوم کو کفایت کرتا ہے اور اگر سترہ نہ ہو تو نمازی گزرنے والے کو اشارے سے
یا تسبیح کہکر گزرنے سے دفع کرے نہ دونوں سے ف یعنی یوں نہ کرے کہ اشارے بھی
اور تسبیح بھی کہے مسئلہ اگر دو تہ والے کپڑے پر نماز پڑھی اور اسکے استر کی تہ نجس تھی اس
صورت میں اگر دونوں تہ سِلی ہوئی ہیں تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر سِلی ہوئی نہیں ہیں تو صحیح
ہوگی اور بچھے ہوئے کپڑے پر نماز پڑھی اور ایک طرف اس کا نجس ہے تو نماز جائز ہوگی
پاک کی جانب ہلانے سے ناپاک کی جانب ہلے یا نہ ہلے اور اگر کپڑا پہننا ہے کہ ایک طرف اس کا
پہنکر نماز پڑھتا ہے اور جس طرف نجس ہے وہ زمین پر پڑا ہے اس صورت میں اگر مصلی کے ہلنے
سے نجس کی جانب ہلتا ہے تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر نہیں ہلتا ہے تو درست ہوگی۔
مسئلہ مکروہ ہے کپڑے یا بدن کیساتھ نماز میں کھیلنا اگر یہ عمل قلیل ہے اور اگر کثیر ہے تو نماز کو
فاسد کریگا اور مکروہ ہے کنکریاں سجدے کی جگہ سے ہٹانا مگر جس صورت میں کہ سجدہ
کرنا ممکن نہ ہو تو ایک بار یا دو بار ہٹاوے ف اگر تین بار ہٹاویگا تو نماز فاسد ہوگی۔
اور مکروہ ہے انگلیوں کو ملکر اور کھینچکر چٹخانا اور ہاتھ کمر پر رکھنا اور داہنی یا بائیں طرف منہ لانا
بدون سینہ پھیرنے کے کعبہ کیطرف سے اور سینہ پھر جاوے گا تو نماز فاسد ہوگی۔ اور مکروہ
ہے اقعاء یعنی دونوں زانو کھڑے کرکے اور دونوں ہاتھ زمین میں رکھ کے چوتڑ پر کتے
کی بیٹھک بیٹھنا اور دونوں باہوں کو سجدے میں زمین پر بچھانا اور سلام کا جواب
ہاتھ سے دینا اور فرض میں بعذر چار زانو بیٹھنا اور کپڑے کو مٹی لگنے کے احتیاط

سے سمیٹنا اور سدل ثواب یعنی کپڑے کو سر اور کندھو پر ڈالکر دونوں کنارے کو بدون ملانے
کے لٹکا دینا اور جمہائی لینی چاہیئے کہ جمہائی کو دفع کرے اور کھانسی کو جہاں تک ہو سکے
دفع کرے اور انگڑانا یعنی بدن کو سستی دفع کرنیکے لئے کھینچنا اور آنکھیں بند کرنی
نہ چاہیئے بلکہ چاہیئے کہ نظر سجدے کی جگہ رکھے اور سر کے بالوں کو سر پر پیٹ کے
گرہ دے کر نماز پڑہے بلکہ سنت یہ ہے کہ اگر سر پہ بال ہوویں تو بالونکو چھوڑ دیوے تا بال بھی سجدہ
کریں اور نماز ننگے سر پڑہنی درست نہیں مگر عاجزی اور انکساری کیلئے مضائقہ نہیں اور آیتوں
اور تسبیحوں کو ہاتھ سے شمار کرنا لیکن نزدیک صاحبینؒ کے یہ مکروہ نہیں اور امام اکیلا مسجد کے
طاق میں ہو اور ساری لوگ باہر ہوویں یا امام تنہا اونچے پہ ہو اور سارے لوگ نیچے اور
صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا ساتھ اس کے کہ صف میں جگہ ہے اور اگر صف میں جگہ
نہ ہو تو ایک آدمی کو صف سے کھینچکر اپنے ساتھ صف کر لیوے اور پہننا اس کپڑے کا کہ جس میں
تصویر آدمی یا جانور کی ہووے یا تصویر سر پر یا سامنے منہ کے داہنے یا بائیں ہاتھ کیطرف
ہووے اور اگر نیچے قدم یا پیچھے پیٹھ کے ہووے تو مضائقہ نہیں اور تصویر درخت اور اسکے
مانند کی اور اسیطرح تصویر سر کٹی ہوئی مضائقہ نہیں اور مارنا سانپ اور بچھو کا نماز میں
مکروہ نہیں اور مکروہ نہیں ہے کہ امام مسجد میں کھڑا ہووے اور سجدہ مسجد کے طاق میں کرے
اور مکروہ نہیں ہے نماز پڑہنی اس مرد کی پیٹھ کی طرف کہ بات کر رہا ہو اور کلام اللہ کی طرف یا
تلوار لٹکی ہوئی یا شمع یا چراغ کی طرف **فصل دسویں** بیمار کی نماز کے بیان میں اگر بیمار
کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھے یا مرض بڑہنے کا خوف ہو تو نماز بیٹھ کر پڑہے اور رکوع اور
سجدہ بجا لاوے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنیکی طاقت نہ ہو اور کھڑے ہونے کی طاقت
ہو تو نزدیک امام اعظمؒ کے فتویٰ یہ ہے کہ بیٹھکر نماز پڑہنی اس کیلئے بہتر ہے کھڑے
ہو کر پڑہنے سے پس بیٹھکر نماز پڑہے اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے اور
اشارہ سجدہ کا بہت جھک کر کرے رکوع کے اشارے سے اور اگر کھڑے ہو کر سر کے

اشارے سے نماز پڑھے گا تو بھی درست ہے اور نزدیک فقیر کے یہ ہے کہ کھڑے ہونے پر
طاقت ہوتے ہوئے کھڑا ہونا ترک نہ کرے اور اگر کھڑے ہونیپر اور رکوع اور سجدے پر طاقت
نہیں رکھتا ہے تو بیٹھکر اشارے سے پڑھے اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھے تو چت
لیٹے اور دونوں پاؤں کعبے کی طرف کرے یا کروٹ سے لیٹے اور منہ قبلہ کیجانب کرے سر کے
اشارے سے پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنا سر کے اشارے سے ممکن نہ ہو تو نماز موقوف رکھے
جب تک طاقت اشارے کی حاصل ہووے اور اگر اس عرصہ میں مرگیا تو گنہگار نہ ہوگا
اور اگر نماز کے بیچ میں بیمار ہو جائے تو موافق اپنی طاقت کے نماز کو تمام کرے اور اگر بیمار بیٹھکر
رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا پھر نماز کے اندر کھڑے ہونیپر قادر ہوا تو کھڑا ہو
جاوے اور اس نماز کو پوری کرے اور نزدیک امام محمدؒ کے نماز سرے سے شروع کرے
اور اگر بیمار نماز اشارے کیساتھ پڑھتا تھا اور نماز کے بیچ میں رکوع اور سجدے پر قادر ہوا تو اس
صورت میں بالاتفاق نماز سرے سے شروع کرے اور جو شخص بیہوش یا دیوانہ رہا ایک
رات اور ایک دن تک تو نماز اس ایک رات اور ایک دن کی قضا کرے اور اگر ایک رات
اور ایک دن سے ایک ساعت بھی زیادہ گزر گئی تو قضا واجب نہ ہوگی اور نزدیک امام محمدؒ
کے جب تک چھٹی نماز کا وقت نہ آویگا تب تک قضا واجب ہوگی **فصل گیارہوین**
مسافر کی نماز کے بیان میں جو کوس چار ہزار قدم کا کہلاتا ہے ویسے سولہ کوس
تین منزل چلنے کے قصد سے جو شخص اپنے گھر سے نکل کر شہر کی عمارتوں سے باہر ہووے
تو اوس شخص کو چاہیئے کہ چار رکعت والی فرض میں دو رکعت پڑھے اور اگر اس نے چار رکعت
پڑھی اس صورت میں اگر دو رکعت کے بعد بیٹھا تھا تو نماز ادا ہوئی مگر ہاں دو رکعت فرض ہوئی
اور دو رکعت نفل لیکن فرض اور نفل اکٹھا کرنے کے سبب گنہگار ہوا اگر بھول کر ایسا
کیا تو سجدۂ سہو کر لیوے کیونکہ سلام پھیرنے میں دیر لگی اور اگر دو رکعت کے بعد نہیں
بیٹھا تو فرض اسکا باطل ہوا چاروں رکعت نفل ہوئیں سجدۂ سہو کر لیوے مسافر

جبتک اپنے اصلی وطن میں داخل نہ ہوگا یا کسی شہر یا گانوں میں پندرہ یا زیادہ پندرہ دن
سے رہنے کا قصد نہ کرے گا تب تک اسکو حکم قصر کا رہیگا اور میدان میں نیت اقامت
کی معتبر نہیں اور جو کہ ہمیشہ میدان میں رہا کرتے ہیں اور کسی جگہ اقامت نہیں کرتے ہیں مگر دس
پانچ روز تو ان لوگوں کو حکم ہے کہ ہمیشہ نماز اقامت کی پڑہیں قصر نہ کریں ہاں جسوقت ایک بارگی
اڑتالیس کوس چلنے کا ارادہ کریں تو اسوقت قصر پڑہیں اور اگر وقتیہ میں مسافر نے مقیم کے پیچھے
اقتدا کیا تو چار رکعت والی نماز میں مسافر پر چار رکعت لازم ہوگی اور وقت کے بعد یعنی قضا میں مسافر
کو مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا درست نہیں اور مقیم کو مسافر کے پیچھے وقتیہ اور قضا دونوں میں اقتدا
کرنا درست ہے جب مسافر دو رکعت پڑہکر سلام پھیرے تو مقیم کھڑا ہوکر دو رکعت اور پڑہ لیوے
ف مسافر کو قضا پڑہنے میں مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نماز وقتیہ
میں امام کی تابعداری کے سبب مسافر پر فرض چار رکعت ہوجاتی ہے اور وقت کے بعد مسافر
کا فرض بدلتا نہیں اور مقیم کو مسافر کے پیچھے قضا میں بھی اقتدا درست ہے بشرطیکہ دونوں کا
فرض ایک ہو مثلاً عشا دونوں کی فوت ہوئی تو اس صورت میں مقیم کی اقتدا مسافر پر درست
ہوگی جب مسافر دو رکعت پڑہکر سلام پھیرے تو مقیم کھڑا ہوکر باقی پڑھ لیوے اور وطن کی
دو قسمیں ہیں ایک وطن اصلی دوسرے وطن اقامت اور وطن اصلی فقط وطن اصلی ہی سے
باطل ہوتا ہے اور وطن اقامت اور وطن اصلی و سفر کے سبب باطل ہوتا ہے ف مثلاً ایک
مسافر نے کسی شہر میں اقامت کی تھی پھر چند روز کے بعد وہاں سے کسی شہر میں جاکر مقیم ہوا یا
وطن اصلی یا اور کہیں سفر میں چلا گیا تو جو پہلی اقامت تھی وہ باطل ہوئی جب وہاں دوبارہ
آویگا تو بدون نیت اقامت کے مقیم نہ ہوگا اور گھر میں جو نماز قضا ہووے اسکو سفر میں چار
رکعت پڑہے اور سفر میں جو قضا ہووے اوسکو گھر میں دو رکعت **مسئلہ** سفر معصیت میں
یعنی مثلاً چوری یا قزاقی کے لئے جو سفر کرتے ہیں اوسمیں تینوں اماموں کے نزدیک قصر نماز میں
منع ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے قصر نماز میں واجب اور افطار روزے میں جائز

اور اقامت اور سفر میں نیت متبوع کی معتبر ہے نا تابع کی یعنی نیت امیر کی معتبر ہے نہ لشکر کی اور نیت مولی کی معتبر ہے نہ غلام کی اور نیت خاوند کی معتبر ہے نہ جورو کی **فصل بارہوین** جمعہ کی نماز کے بیان میں جمعہ کی صحت کیواسطے چھ چیزیں شرط ہیں جب وہ چھ پائی جائینگی تب جمعہ ادا ہوگا اور جمعہ پڑہنے والے کے ذمہ سے ظہر ساقط ہوگی۔ پہلی شرط شہر کا ہونا کہ جس میں حاکم اور قاضی ہوویں یا کنارہ شہر کا کہ بنایا گیا شہر کے لوگوں کی حاجت کیلئے مثلاً مردے دفنانے یا لشکر جمع کرنیکے لئے پس نزدیک امام اعظمؒ کے دیہاتوں میں جمعہ درست نہیں اور نزدیک شافعیؒ اور اکثر اماموں کے دیہاتوں میں درست ہے۔ شہر کے کنارے میں درست نہیں دوسری شرط حاضر ہونا بادشاہ یا اوس کے نائب کا تیسری شرط ظہر کا وقت ہونا۔ چوتھی شرط خطبہ پڑہنا۔ لیکن نزدیک امام اعظمؒ کے ایک تسبیح کے برابر کفایت کرتا ہے اور نزدیک صاحبین کے فرض وہ ہے کہ ذکر دراز ہو اور دو خطبے پڑہنا اس طور پر کہ شامل ہوویں حمد اور درود اور تلاوت قرآن اور مسلمانوں کی نصیحت پر اپنے نفس اور مسلمانوں کی استغفار پر سنت ہے اور ترک انکا مکروہ ہے پانچویں شرط جماعت اور وہ جماعت چالیس آدمی کی چاہیئے نزدیک شافعیؒ اور احمد رحمہما اللہ کے اور نزدیک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین آدمی سوا امام کے نزدیک ابی یوسفؒ کے دو آدمی سوا امام کے اگر نماز کے درمیان سے جماعت کے لوگ بھاگ جاویں تو امام اور باقی رہنے والوں کا جمعہ فوت ہوگا وہ لوگ ظہر سرے سے شروع کریں **ف** فوت ہونا جمعہ کا اس صورت میں ہی کہ تمام آدمی امام کے سجدہ کرنیکے قبل بھاگ جائیں اور اگر سارے نہ بھاگیں امام کے سوا تین آدمی رہجائیں یا امام کے سجدے کے بعد سب بھاگیں تو ان دونوں صورتوں میں جمعہ فوت نہوگا امام کو چاہیئے جمعہ تمام کرے چھٹی شرط اذن عام یعنی کسیکو نہ روکے **مسئلہ** جمعہ لڑکے اور غلام اور عورت اور مسافر اور بیمار پر واجب نہیں اور اسیطرح اندھے پر بھی نزدیک امام اعظمؒ کے اگرچہ اسکو لیجانے والا میسر ہووے اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کے اگر لیجانیوالا میسر ہے تو اندھے پر جمعہ واجب ہے اور اگر میسر نہیں تو نہیں اور نزدیک احمد رحمۃ اللہ علیہ کے

لام پر جمعہ واجب ہے مسئلہ غلام یا عورت یا بیمار یا مسافر نماز جمعہ کی ادا کریں تو ادا ہوگی اور ظہر اُن سے
ساقط ہوگی اور جو شخص شہر کے باہر رہتا ہے اگر اذان جمعہ کی سنتا ہے تو اسپر لازم ہے جمعہ میں حاضر ہونا
لام اور بیمار اور مسافر کو اگر جمعہ میں امام ٹھہراویں تو درست ہے اگر مسافروں کی جماعت نے شہر کے اندر نماز
معہ کی پڑھی اور مقیم ان میں کوئی نہ تھا تو نزدیک امام اعظمؒ کے جمعہ اونکا صحیح ہوگا اور نزدیک شافعیؒ اور
محمدؒ کے درست نہیں جبتک چالیس آدمی مقیم آزاد تندرست انمیں نہ ہوویں مسئلہ ایک بیعذر
نے اگر جمعہ کے آگے ظہر پڑھی تو ادا ہوگی کراہت تحریمہ کیساتھ پھر اگر وہ جمعہ کیواسطے چلا اور امام اتبک
رغ نہیں ہوا تو ظہر باطل ہوئی۔ پس اگر نماز جمعہ ملے تو بہتر اور اگر نہ ملے تو ظہر پھر پڑھے اور نزدیک
صاحبینؒ کے اگر نماز جمعہ ہاتھ نہ لگے تو ظہر باطل نہ ہوگی مسئلہ معذور اور قیدی کو جمعہ کے
ن نماز ظہر کی جماعت کیساتھ پڑھنی مکروہ ہے مسئلہ جس شخص نے امام کو جمعہ میں التحیات یا
جدہ سہو کے اندر پایا اور نماز میں داخل ہوا تو وہ شخص بعد سلام امام کے دو رکعت جمعہ کی
ام کرے اور نزدیک امام محمدؒ کے اگر دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا تو چار رکعت ظہر کی
سی تحریمہ پر تمام کرے مسئلہ جب جمعہ کے پہلے اذان کہی جاوے تب جانا اوسکی طرف واجب
وتا ہے اور اسوقت خرید و فروخت حرام ہوتا ہے اور جب امام منبر پر چڑھے خطبہ پڑھنے کو تب بات
نی اور نماز پڑھنی منع ہے جبتک خطبے سے فارغ نہ ہو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان
وسری اُس کے روبرو کہی جاوے اور لوگ امام کی طرف متوجہ رہیں اور جب خطبہ تمام ہو چکے
بیر کہے مسئلہ جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھنی سنت ہے اور ایک روایت
میں سبح اسم اور ہل اتاک پڑھنی سنت ہے مسئلہ ایک شہر میں جمعہ کئی جگہ درست ہے اور امام اعظمؒ
سے ایک روایت میں سوا ایک جگہ کے جائز نہیں اور امام ابی یوسفؒ سے روایت ہے کہ
شہر کے درمیان نہر جاری ہووے تو اُسکی دونوں طرف جمعہ پڑھنا درست ہے

فصل تیرہوین

واجب نمازوں کے بیان میں اکثر اماموں کے نزدیک پانچوں وقت کی فرض کی سوا اور کوئی نماز
واجب نہیں اور نزدیک امام اعظمؒ کے نماز وتر کی واجب ہے اور عید الفطر اور عید الضحےٰ کی

بھی اوروں کے نزدیک یہ تینوں سنت موکدہ ہیں **ف** نماز کے واجبات کی فصل میں
گزر چکا کہ امام اعظمؒ کے سوا اور اماموں کے نزدیک فرض اور واجب ایک چیز ہے اور وتر ہیں
تین رکعت ہی نزدیک امام اعظمؒ کے ایک سلام کیساتھ اور تینوں رکعت میں الحمد اور
سورۃ پڑہے اور تیسری رکعت میں قرأت کے بعد کانوں تک ہاتھ اوٹھا کر پھر باندھ لیوے پھر دعائے قنوت پڑھا کرے تمام
سال اور نزدیک شافعیؒ کے رمضان کے آخری پندرہ دنوں میں قنوت پڑہے اور نزدیک اکثر اماموں
کے رکوع کے بعد قومے میں پڑہنی سنت ہے اور قنوت فجر کی نماز میں پڑہنی بدعت ہے اور نزدیک
شافعیؒ کے سنت ہے اور مستحب ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا
ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑہے **مسئلہ** نماز عید کی شرائط وجوب اور
ادا کے مانند نماز جمعہ کے ہیں **ف** یعنی جن شرطوں سے نماز جمعہ کی واجب ہوتی ہے اور ادا ہوتی ہے
انہیں شرطوں سے نماز عید کی بھی واجب ہوتی ہے اور ادا ہوتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ عید میں خطبہ شرط
نہیں بلکہ سنت ہے کہ بعد نماز عید کے دو خطبہ پڑہے مانند جمعہ کے اور اُن میں مناسب اس دن
کے احکام صدقہ فطر یا احکام قربانی کے قاعدے اور تکبیر ایام تشریق کی بیان کرے **مسئلہ** عید الفطر
کے دن سنت وہ ہے کہ پہلے کچھ کھاوے اور صدقہ فطر کا دیوے اور مسواک اور غسل کرے اور اچھے کپڑے
پہنے اور خوشبو لگاوے اور تکبیر کہتا ہوا عیدگاہ میں جاوے لیکن تکبیر پکار کے نہ کہے اور جب
سورج بلند ہوا اس قدر کہ آنکھ اس کے دیکھنے میں جھلملاوے اسوقت دوپہر کے قبل تک
دونوں عید کی نماز کا وقت ہے اور جب نماز عید کی پڑہنے لگے تو تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں
تین تکبیر زوائد کی کہے اور ہر تکبیر کیساتھ دونوں ہاتھ اوٹھاوے اور تکبیروں کے بعد ثنا پڑہے اور
دوسری رکعت میں قرأت کے پیچھے رکوع سے پہلے تین تکبیر زوائد کی کہے اور ہر تکبیر کیساتھ
دونوں ہاتھ اوٹھاوے بعد اسکے تکبیر رکوع کی کہے یہ چھ تکبیریں اور تکبیر رکوع کی نماز عیدین میں
واجب ہیں اگر یہ فوت ہوئیں تو سجدۂ سہو لازم آویگا۔ اور اگر قصداً ترک کریگا تو نماز مکروہ تحریمی
ہوگی اور دونوں عید کی نماز اگر کسی نے امام کیساتھ نہ پائی تو اس کی قضا نہیں اور اگر کسی عذر سے

سبب نماز عید الفطر کی امام اور قوم سے فوت ہوجائے تو دوسرے دن اسکو ادا کریں نہ بعد اسکے
در عید الضحیٰ کی نماز بارہویں تک بھی جائز ہی اور نماز عید الضحیٰ کی مانند نماز عید الفطر کے ہے ۔ مگر
فرق اتنا ہی کہ عید الضحیٰ میں مستحب ہے کہ قبل نماز کے کچھ نہ کھاوے بلکہ بعد نماز کے اپنی قربانی
کے گوشت میں سے کھاوے اور قبل نماز کے کھانا بھی مکروہ نہیں اور قربانی کرنی قبل
نماز کے درست نہیں اور عید الضحیٰ میں تکبیر عید گاہ کی راہ میں پکار کے کہتا جاوے **مسئلہ**
ایام تشریق میں تکبیریں کہنی ہر فرض نماز کے بعد جب جماعت کیساتھ پڑھی جاوے مقیم پر شہر میں
واجب ہے اور نویں ذی الحجہ کی صبح سے دسویں کی عصر تک ایام تشریق کی میں نزدیک امام اعظم رح
کے اور نزدیک صاحبین رح کے تیرہویں کی عصر تک اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور اگر
مقیم کے پیچھے عورت یا مسافر اقتدا کریں تو اُن پر تکبیر کہنی واجب ہوگی تکبیر آواز بلند کیساتھ
کہے اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اللہ بہت
بڑا ہی سا اللہ بہت بڑا ہے اللہ نہیں کوئی معبود بندگی کے لائق سوائے اللہ کے اور اللہ بہت بڑا
ہے اور واسطے اللہ کے ہی ساری خوبی اور اگر امام ترک کرے تو بھی مقتدی ترک نہ کریں **فصل**
چودہویں نفلوں کے بیان میں فجر کی نماز کے قبل سنت دو رکعت ہی سورۂ کافرون اور قل
ہو اللہ اُس میں پڑھے اور نماز ظہر اور جمعہ سے قبل چار رکعتیں ہیں ۔ ساتھ ایک سلام کے اور بعد
ظہر کے دو رکعت ہیں اور بعد جمعہ کے چار رکعت اور نزدیک ابی یوسف رح کے بعد جمعہ کے چھ رکعتیں
ہیں اور مستحب یہ ہی کہ ظہر کے بعد چار رکعت پڑھے دو سلام کیساتھ اور نماز عصر کے قبل دو
رکعت یا چار رکعت پڑھنی مستحب ہی اور بعد نماز مغرب کے دو رکعت سنت ہے اور بعد اُسکے
چھ رکعتیں اور مستحب ہیں کہ اُن کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں اور ایک روایت میں نماز مغرب
کے بعد بیس رکعتیں پڑھنی آئی ہیں اور قبل عشا کے چار رکعت مستحب ہیں اور بعد عشا کے
دو رکعت سنت اور چار رکعت اور مستحب ہے اور بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی مستحب ہے
پہلی رکعت میں اذا زلزلت الارض اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھے ۔

نماز تہجد کی سنت موکدہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمائی اور اگر کبھی فوت
ہوجاتی تو بارہ رکعت اُن کو پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد کی حدیث میں چار رکعت سے
کم نہیں آئی اور بارہ رکعت سے زیادہ بھی ثابت نہیں ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھتے تھے سنت اسیطرح پر ہے جسکو اپنے نفس پر اعتماد ہو تو وہ وتر
تہجد کے بعد آخر رات کو پڑھے کہ یہ بہتر ہے اور اگر اعتماد نہ ہو تو سونیکے قبل پڑھ لیوے کہ اسمیں احتیاط
ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی وتر سمیت تہجد سات رکعت پڑھی اور کبھی نو رکعت اور کبھی گیارہ
رکعت اور کبھی تیرہ رکعت اور کبھی پندرہ رکعت اور کبھی دو دو رکعت اور کبھی چار چار رکعت اور
کبھی سب کی سب ایک سلام کیساتھ اور کبھی دو دو رکعت تازہ وضو اور مسواک کے ساتھ پڑھی
اور بعد ہر رکعت کے سوئے اور پھر جاگے اور تہجد میں قیام بہت دراز فرماتے تھے یہاں تک
کہ دونوں پاؤں مبارک سوج جاتے اور پھٹ جاتے اور کبھی چار رکعت پڑھی پہلی رکعت
میں سورۂ بقر دوسری میں سورۂ آل عمران تیسری میں سورۂ نسا چوتھی میں سورۂ مائدہ پڑھی
اور جسقدر قیام فرمایا اُسی قدر رکوع اور اوسی قدر قومہ اور اوسی قدر سجدہ اور اوسی قدر جلسہ
ادا فرمایا۔ اور کبھی ایک رکعت میں یہ چاروں سورتیں جمع فرماتے تھے اور حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ وتر کی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتے لیکن مستحب یہ ہے کہ ہر روز اس قدر
پڑھے کہ ہمیشہ پڑھ سکے ایک مہینے میں ایک ختم کرے یا دو ختم یا تین ختم اور اکثر صحابہ سات
رات میں ختم فرماتے تھے اور اول رات میں تین سورۃ پڑھتے تھے سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران
اور سورۂ نسا اور دوسری رات میں پانچ سورۃ پھر سات پھر نو پھر گیارہ پھر تیرہ آخر قرآن تک
اور اس ختم کو فمی بشوق نام رکھتے ہیں **ف** مراد ف سے سورۂ فاتحہ اور میم سے سورۂ مائدہ
اور ی سے سورۂ یونس اور ب سے سورۂ بنی اسرائیل اور ش سے سورۂ شعرا اور و او سے
سورۂ والصافات اور ق سے سورۂ ق ہے اور چاہیے کہ قرآن ترتیل کیساتھ پڑھے۔
ف ترتیل کے معنی آہستہ آہستہ اور صاف صاف پڑھنا اور حروف اور مد اور تشدید کو

بخوبی ادا کرنا اور وعدہ اور وعید کے مقام میں غور کرنا اور مستحب یہ ہی کہ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ
پڑھکر سورج نکلنے تک ذکر میں مشغول رہے جب سورج نکل چکے تب دو رکعت نفل پڑھے
ثواب ایک حج اور ایک عمرے کا پاویگا اور اگر چار رکعت پڑھیگا تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ
اس دن کے آخر تک اسکی مراد دینے کیلئے میں بس ہوں یعنی ساری پوری کروں گا۔
اور اس نماز کو اشراق کی نماز کہتے ہیں نماز چاشت کا بیان یوں ہے کہ جب سورج گرم ہو جاوے
تب دوپہر کے قبل چاشت کی نماز آٹھ رکعت پڑھنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کی گئی ہے اور دوپہر ڈھلنے کے بعد ظہر کے قبل چار رکعت نفل پڑھنی حدیث سے ثابت ہوئی
ف وظائف النبی میں لکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے نبوت سے آخر عمر تک یہ چار
رکعتیں ساتھ ایک سلام کے پڑھا کرتے تھے اور قرأت اسمیں لمبی پڑھا کرتے تھے اور جب
تازہ وضو کرے تب دو رکعت تحیۃ الوضو کی پڑھنی سنت ہی اور جسوقت مسجد میں داخل ہو اس
وقت دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھنی سنت ہی اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک ذکر الٰہی میں
مشغول رہنا سنت ہی **مسئلہ** نفل میں جماعت مکروہ ہے مگر رمضان میں سنت ہے کہ ہر
رات عشا کے بعد بیس رکعت جماعت سے پڑھے دس سلام کے ساتھ اور ہر رکعت میں دس
آیتیں پڑھے کہ تمام رمضان میں قرآن ختم ہو جاوے اور قوم کی سستی کے سبب اس سے
کم نہ کرے اور اگر قوم کو رغبت زیادہ سننے کی ہو تو تمام رمضان میں دو یا تین یا چار ختم کرے
اور ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کے انداز بیٹھے اور ذکر میں مشغول رہے اس بیٹھنے کا نام
ترویحہ ہے اور بعد تراویح کے وتر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اور رمضان کے سوا اور دنوں میں
وتر جماعت کے ساتھ پڑھنی مکروہ ہے۔ **نماز استخارہ کا بیان یوں ہے**
کہ اگر کوئی کام آگے آوے تو سنت ہے کہ استخارہ کرے اس طریق سے کہ پہلے وضو کرے
اور دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بعد اوسکے حمد اور درود پڑھکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ

فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ یا اللہ تحقیق میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے اس کام میں تیرے علم کی مدد کیساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی حاصل ہونیمیں تیری قدرت کے وسیلہ کیساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے مراد اپنی تیرے بڑے فضل سے پس بیشک تو قدرت رکھتا ہے ہر چیز پر اور میں نہیں قدرت رکھتا ہوں کسی چیز پر اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے چھپی باتوں کو یا اللہ جو تو جانتا ہے بیشک یہ کام بہتر ہے میرے لیے میرے دین اور میری دنیا اور میری زندگانی اور میرے انجام کار میں پس حکم کر اور موجود کر اسکو میرے لیے اور آسان کر اسکو میرے لیے پھر برکت ہووے میرے لیے اوسمیں اور جو تو جانتا ہے کہ بیشک یہ کام برا ہے میرے لئے میرے دین او میری دنیا اور زندگانی اور میرے انجام کار میں پس پھیر اس کو مجھ سے اور پھیر مجکو اس سے اور حکم کر اور موجود کر میرے لئے نیکی جہاں کہیں ہووے پھر راضی کر مجھکو ساتھ اس کے نماز توبہ کا بیان یوں ہے کہ اگر کوئی گناہ ظاہر ہووے تو چاہیئے کہ جلد وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے اور گناہ سے توبہ کرے اور جو گناہ کر چکا ہے اس پر پشیمان ہووے اور دل میں قصد کرے کہ آئندہ گناہ پھر اختیار نہیں کرینگے ہم۔ نماز حاجت کا بیان یوں ہے کہ اگر کسی کو کوئی حاجت آگے آوے تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور تعریف خدا کی کرکے اور درود رسولؐ پر بھیجکر یہ دعا پڑھے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا

إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ نہیں کوئی معبود مگر اللہ علیم والا بزرگ
پاک ہے اللہ مالک عرش بڑے کا تمام تعریف ہے اللہ کیلئے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے مانگتا
ہوں میں تجھ سے خصلتیں اچھی کرو اجب کرنیوالی ہوں تیری رحمت کی اور مانگتا ہوں تجھ سے
کاموں کو کہ لازم کرنیوالے ہوں تیری بخشش کو اور چاہتا ہوں لوٹ نیکی ہر نیکی سے اور
بچاؤ گناہ سے اور سلامتی ہر گناہ سے چھوڑ میرے سے کوئی گناہ مگر کہ بخشے تو اسکو اور نہ تو کوئی
غم مگر کہ دور کرے تو اسکو اور نہ چھوڑ تو کوئی قرض مگر کہ ادا کر دیوے تو اسکو اور نہ چھوڑ تو کوئی حاجت دنیا
اور آخرت کی حاجتوں سے کہ وہ تیرے نزدیک اچھی ہووے مگر جاری کردے تو اس کو اے
بہت مہربانوں کے صلوٰۃ التسبیح کا بیان یوں ہے کہ صلوٰۃ التسبیح تمام چھوٹے بڑے
گناہوں کی مغفرت کیلئے ہے خواہ وہ گناہ قطعاً ہو خواہ قصداً خواہ پردے میں خواہ ظاہر میں
حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سکھلائی طریقہ اس کا
یوں ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور
جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور دوسرے کے بعد بیٹھکر
دس بار پس ہر رکعت میں پچہتر بار کہ چاروں میں تین سو بار ہوتے ہیں پڑھے اور اگر ہوسکے
تو یہ نماز ہر روز پڑھا کرے نہیں تو ہفتے میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا برس میں ایک
بار یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ چار رکعت میں چار سورہ مسبحات میں سے
پڑھے اور مسبحات کی سات سورتیں ہیں سورہ بنی اسرائیل اور سورہ حدید اور سورہ حشر
اور سورہ صف اور سورہ جمعہ اور سورہ تغابن اور سورہ اعلیٰ **سورج گہن کا بیان یوں**
ہے کہ جب سورج گہن لگے تو سنت ہے کہ جمعہ پڑھانے والا امام دو رکعت نماز جماعت
کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے مثل اور نمازوں کے اور قرأت

بھی پڑھے لاکن آہستہ پڑھے اور نزدیک صاحبینؒ کے پکار کے پڑھے اور نماز کے پیچھے
ذکر میں مشغول رہے جب تک آفتاب صاف ہو جاوے اور اگر جماعت نہ ہو تو اکیلا پڑھے
خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار رکعت اور اسیطرح چاند کے گہن او تاریکی اور تند ہوا اور
زلزلہ اور اُن کے مانند میں پڑھے۔ **نماز استسقا کا بیان یوں ہے** ۔کہ پانی کے لئے
رسول علیہ السلام نے کبھی فقط دعا مانگی اور کبھی جمعہ کے خطبے میں دعا کی اور عمر رضی اللہ عنہ پانی
مانگنے کیلئے باہر گئے اور فقط استغفار کیا اسیواسطے امام اعظمؒ کے نزدیک پانی کی طلب میں
نماز پڑھنی سنت موکدہ نہیں ہے بلکہ کہا کہ عینیہ کے طلب دعا اور استغفار ہے اور اگر اکیلا نماز
پڑھے تو درست ہے لیکن صحیح روایت میں نبی علیہ السلام سے ثابت ہوا استسقا میں نماز جماعت
کے ساتھ پڑھنی اسیواسطے امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور باقی علماء نے کہا کہ امام مسلمانوں کی جماعت
کیساتھ عیدگاہ جاوے اور کفار ساتھ نہ ہوویں پس امام جماعت کیساتھ دو رکعت نماز پڑھے
اور قرأت پکار کے پڑھے اور نماز کے بعد مانند عید کے دو خطبے پڑھے اور استغفار کرے
اور دعا استسقا کی حدیث کی دعاؤں میں سے پڑھے اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيًّا مُرِيعًا
نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ رَائِثٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ
وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ ۔ اور مانند اس کے یا اللہ برسا ہم پر مینہ فریاد کو پہونچنے والا بہت ارزانی
کرنے والا نفع دینے والا نہ ضرر کرنے والا جلدی برسنے والا نہ دیر کرنے والا یا اللہ پانی دے
اپنے بندوں کو اور جانوروں کو تمام رحمت اپنی اور زندہ کر شہر مردہ اپنے کو اور امام چادر
اپنی پھیر اوے نہ قوم **ف** چادر پھیرانے کا طریق یوں ہے کہ دایاں سرا بائیں طرف
ہو جاوے اور بایاں سرا داہنی طرف اور اندر کا رُخ باہر اور باہر کا رُخ اندر **مسئلہ** نفل
اگر شروع کیا تو واجب ہوا پھر اگر فاسد کیا تو دو رکعت قضا کریوے اور نزدیک امام ابی یوسفؒ کے
اگر چار رکعت کی نیت کی اور پہلے قعدے میں آکے فاسد کیا تو چار رکعت قضا کرے اور
اسی طور پر اختلاف ہے اوس صورت میں کہ چار رکعت نفل پڑھی چاروں میں قرأت

ترک کی یا اخیر کی دو میں سے فقط ایک میں پڑہی **ف** پس ان دونوں صورتوں میں نزدیک امام اعظمؒ اور محمدؒ کے دو رکعت قضا کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور اگر پہلی دو رکعت

ترک کی اخیر کی دو میں سے فقط ایک میں پڑہی **ف** پس ان دونوں صورتوں میں نزدیک امام اعظمؒ و محمدؒ کے دو رکعت قضا کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور اگر پہلی دو رکعت

میں یا آخری دو رکعت میں قرأت کی یا پہلی دو میں سے ایک میں یا پچھلی دو میں سے ایک میں ترک کی تو ان چاروں صورتوں میں دو رکعت قضا کریگا بالاتفاق اور اگر پہلی دو رکعت میں سے ایک میں قرأت کی اور تین میں نہ کی یا پہلی دو میں سے ایک میں کی اور آخری دو میں سے ایک میں کی ان دونوں صورتوں میں نزدیک محمدؒ کے دو رکعت قضا کرے گا اور نزدیک شیخین کے یعنی امام اعظمؒ اور ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور قعدۂ اولی ترک کرنے سے نزدیک امام محمدؒ کے نماز باطل ہوتی ہے اور نزدیک شیخینؒ کے باطل نہیں ہوتی۔ لیکن سجدہ سہو کر لیوے اور اگر ایک عورت نے نذر کی کہ کل نماز نفل پڑہونگی میں یا روزہ رکھونگی پس حائض ہوئی تو اسپر قضا لازم آویگی **مسئلہ** نفل بدون عذر کے بیٹھکر پڑہنی بھی جائز ہے کھڑے ہونے کی طاقت ہوتے ساتھ اور اگر کھڑا ہوکر شروع کیا اور بیٹھ کے تمام کیا تو بھی درست ہے مگر مکروہ ہے لاکن عذر میں مکروہ نہیں اور عذر کے سبب دیوار میں تکیہ لگاکر نفل پڑہنی جائز ہے **مسئلہ** شہر کے باہر سواری پر نفل پڑہنی درست ہے اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے جسطرف سواری جاوے اگر سواری پر شروع کیا بعد اس کے زمین پر اترا تو اسی نماز کو رکوع اور سجدے کے ساتھ پوری کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے سرے سے شروع کرے اور اگر زمین پر شروع کیا اور بعد اس کے سوار ہوا تو نماز اسکی فاسد ہوئی اسصورت میں بنا کرے بالاتفاق

فصل پندرھویں سجدۂ تلاوت کے بیان میں۔ سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے جس نے آیت سجدہ پڑہی اُسپر یا جس نے سنی اوس پر اگرچہ قصد سننے کا نہیں رکھتا تھا اور امام کے پڑہنے سے مقتدی پر سجدہ واجب ہوتا ہے اور مقتدی کے پڑہنے سے کسی پر واجب نہیں ہوتا ہے

نہ مقتدی پر اور نہ امام پر ہاں جو شخص نماز میں داخل نہیں اُس نے سنا تو اس پر واجب ہوتا ہے **مسئلہ** اگر نماز کے خارج کسی نے آیت سجدے کی پڑہی اور نمازی نے سُن لی تو نمازی نماز کے بعد سجدہ کر لیوے اگر نماز کے اندر سجدہ کریگا تو درست نہ ہوگا لاکن نماز باطل نہ ہوگی۔ **مسئلہ** اگر امام نے آیت سجدے کی پڑہی اور ایک شخص نماز میں داخل نہ تہا اس نے آیت سُنی بعد اُسکے اس امام کے پیچھے اس نے اقتدا کیا۔ پس اگر امام کے سجدہ کرنے کے آگے اقتدا کیا ہے تو امام کے ساتھہ سجدہ کرے اگر امام کے سجدہ کرنیکے بعد اس رکعت میں داخل ہوا تو بعد نماز کے سجدہ کر لیوے مانند اس شخص کے کہ جس نے اقتدا نہیں کیا ہے اور جو سجدہ تلاوت کا نماز میں واجب ہوا نماز کے بعد اوسکی قضا نہیں **ف** یعنی واجب تہا ادا کرنا اس کا نماز میں اور اگر ادا نہ کیا تو بعد نماز کے اوسکو قضا نہ کرے کیونکہ منع ہے قضا کرنا نماز کے بعد لاکن وہ شخص گناہگار ہوا معاف ہو سکے اور چارہ نہیں **مسئلہ** اگر کسی نے آیت سجدے کی خارج نماز کے پڑہی اور سجدہ نہ کیا بعد اس کے نماز میں شروع کیا اور اُسی آیت کو پہر پڑہا تو ایک سجدہ کفایت کریگا اور اگر سجدہ کیا بعد اُسکے نماز میں شروع کیا اور پہر اُسی آیت کو پڑہا تو پہر سجدہ کرے۔

مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں ایک آیت سجدے کی کئی بار پڑہی تو ایک سجدہ کفایت کریگا۔ اور اگر دوسری آیت پڑہی یا مجلس بدل گئی تو دوسرا سجدہ کرے اور اگر مجلس پڑہنے والے کی واحد ہے اور سننے والے کی متعدد تو اور پڑہنے والے پر ایک سجدہ آویگا اور سننے والے پر متعدد۔ اور اگر مجلس سننے والے کی واحد ہے اور پڑہنے والے کی متعدد تو سننے والے پر ایک سجدہ ہے اور پڑہنے والے پر متعدد **مسئلہ** کیفیت سجدہ کرنیکی یہ ہے کہ نماز کی شرطوں کیساتھ یعنی طہارت بدن وغیرہ کے ساتھہ اللہ اکبر کہکر سجدے میں جاوے اور تسبیحات پڑہے پہر اللہ اکبر کہکر سجدے سے سر اوٹہا دے اور تحریمہ اور التحیات اور سلام سجدۂ تلاوت میں نہیں **مسئلہ** مکروہ ہے کہ تمام سورہ پڑہے اور آیت

٭ ہرگز سجدہ نہ کرے یعنی نہ نماز کے اندر نہ بعد نماز کے اور اگر دوسری رکعت میں داخل ہوا۔

سجدے کی چھوڑے اور اگر آیت سجدے کی پڑہے اور ساری سورہ چھوڑے تو مکروہ نہیں
مگر سجدے کی آیت کیساتہہ دو ایک آیت اور ملانی بہتر ہے اور بہتر وہ ہے کہ آیت سجدے
کی آہستہ پڑہے تاکہ سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہووے **کتاب الجنائز** جنازے
کے بیان ہیں۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھنا اور جس چیز میں وصیت کرنی واجب ہے اس وصیت
نامہ کو ساتہہ رکھنا مستحب ہے بلکہ جسوقت گمان موت کا غالب ہو اسوقت واجب ہے۔ حدیث
میں آیا کہ جو شخص ہر روز بیس مرتبہ موت کو یاد کریگا مرتبہ شہادت کا پاویگا **مسئلہ** جب
مسلمان مرنے کے قریب ہووے تو کلمہ شہادت کا اوسکے پاس پڑہا جاوے **ف** یعنی
پڑہ پڑہ کے اوسکو سنادیں کہ وہ سُنے اور سمجھے اوسکو نہ کہیں کہ تو بھی پڑھ اور سورہ یٰسین
اسکے سر کے پاس پڑھی جاوے اور جب چکے مُنہ بند کیا جاوے اور آنکھیں بھی اور دفنانے
میں جلدی کیجاوے **مسئلہ** جب نہلانا چاہیں تب عود جلاکے اول تختے کو تین بار خوشبو
کریں اور میت کا ستر چھپاکر اور سارے بدن سے کپڑے اُتار کے اس تختہ پر لاویں اول نجاست
حقیقی بدن سے پاک کی جاوے بعد اسکے بدون کلی کرانے اور ناک میں پانی ڈالنے
کے وضو کرادیا جاوے **ف** ۔ درمختار میں لکھا ہے کہ جب ناپاک یا حیض یا نفاس کی حالت
میں مرے تب مضمضہ اور استنشاق کرادیا جاویگا بالاتفاق اور ان کے سوا اوروں کو
یک ٹکڑا کپڑا تر کرکے ہونٹھ اور مُنہ اور حلق پاک کیا جاوے بعد اسکے اس پانی سے
نہلایا جاوے کہ جسمیں تہوڑی بیری کی پتی یا مانند اوسکے ڈال کے جوش کیا گیا ہو اور اوس کی
ڈاڑہی اور سر کے بالوں کو گل خیرو یا اوسکے مانند کیساتہہ دہو دیں اسکے بعد اول بائیں
کروٹ لٹاکر داہنی طرف دہو دیں پھر داہنی کروٹ لٹاکر بائیں طرف دہو دیں اور تکیہ لگاکے
بٹھاکر اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملیں اگر کچھہ نکلے تو اوسکو پاک کریں دوہرانا غسل کا ضرور نہیں
پیچھے اسکے کپڑے سے بدن خشک کرکے خوشبو سر اور ڈاڑہی پر اور کافور سجدے کی جگہ پر مل دیویں
اور کفن پہنادیں۔ مرد کو تین کپڑے سنت ہیں بقول ابوحنیفہؒ کے ایک کفنی کہ آدہی پنڈلی تک

ہووے دو چادر سر سے قدم تک اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تین
چادریں کفن کی دی گئیں پیراہن اوس میں نہ تہا اور دستار باندہنا بدعت ہے اور اگر تین کپڑے
میسر نہ ہوں تو وہ کفایت ہے اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایک چادر میں دفن کئے گئے جب سر
چہپاتے تہے تو پاؤں ننگے ہوتے تہے اور جب پاؤں چہپاتے تہے تو سر ننگا ہوتا تہا آخر پیغمبر
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمانے سے اس چادر کو سر کیطرف کہینچ لیا اور پاؤں پر گہاس
ڈال دی اور عورت کو دو کپڑے زیادہ دئے جاتے ہیں ایک دامنی کہ سر کے بال اس سے
لپیٹ کر سینے پر رکہتے ہیں **ف** وہ تین گز کا لمبا اور بغل سے زانو تک کا چوڑا ہوتا ہے
اور اگر پانچ کپڑے میسر نہ ہو ویں تو تین کفن کو کفایت کرتا ہے اور ضرورت کے وقت جو بہم
پہونچے اور مسلمان میت کو غسل دینا اور کفن گور کرنا اور جنازہ کی نماز پڑہنی اور دفنانا فرض
کفایہ ہے **ف** کفایہ اسکو کہتے ہیں کہ جو بعض لوگ ادا کریں تو سب چھوٹ جائیں اگر
کوئی ادا کرے تو سب گناہگار ہوں - اور بدون نہلانے اور کفنانے کے نماز جنازے
کی درست نہیں **ف** جب کفنانے کا قصد کریں تو پہلے لفافہ بچہا کر اسپر ازار بچہا دیں پہر
بخورات جلا کے تین بار کفنوں کو خوشبو کریں اور عطر لگا دیں پس میت کو کفنی پہنا کے ازار
اور لفافے پر لٹا کر منہ اور ڈاڑہی پر اسکے خوشبو ملکر ازار کو بائیں طرف سے لپٹیں پہر دا ہنی طرف
سے اور اسیطرح لفافہ کو لپیٹیں اور اگر عورت ہووے تو سینہ بند اسکا لفافہ اور ازار کے بیچ میں
رکہیں بعد اوس کے کفنی پہنا دیں اور اسکے پیچہے دامنی سر پر رکہکر بالوں کو
دو حصہ کر کے دامنی سے پیٹہ کے کندہے پر دونوں طرف سے کفنی پر
رکہیں بعد اوس کے اوّل ازار کو لپیٹیں تب سینہ بند کو پہر لفافے کو اور جنازے
کی امامت کے لئے بادشاہ اولےٰ ہے بعد اوس کے قاضی پہر محلے کا امام
پہر ولی اقرب یعنی سب اقربا میں سے جو شخص زیادہ قریب ہو جیسا باپ پہر
بیٹا پہر پوتا پہر دادا پہر بہائی پہر بہتیجا و علیٰ ہذا القیاس - لیکن میت کا

باب ماتم یکسلئے بہتر ہے اوسکے بیٹے سے اور نماز جنازے کی چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر
کے بعد سبحانک اللھم پڑھے آخر تک اور نزدیک امام اعظمؒ کے جنازے کی نماز میں الحمد پڑھنی
جائز نہیں اور اکثر عالم جائز رکھتے ہیں اور دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے اور تیسری کی بعد
میت اور سب مسلمانوں کے واسطے دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ
غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی
الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ
وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یا اللہ بخش تو ہمارے
زندوں اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں
اور ہماری عورتوں کو اور ہمارے حاضروں اور ہمارے غائبوں کو یا اللہ جس کو
زندہ رکھے تو ہم میں سے پس زندہ رکھ اس کو اسلام پر اور جس کو مارے تو ہم میں سے
پس مار تو اسکو ایمان پر یا اللہ نہ محروم کر تو ہم لوگوں کو اوس کے ثواب سے اور نہ گمراہ کر ہم
میں سے پس مار تو اسکو ایمان پر یا اللہ نہ محروم کر تو ہم لوگوں کو اوس کے ثواب سے اور نہ گمراہ
کر ہم لوگوں کو بعد اس کے اور لڑکے کے جنازے پر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ
لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا یا اللہ کر تو اس کو ہمارے لیے آگے
پہونچنے والا منزل میں اور اسباب تیار کرنے والا اور کردے تو اوس کو ہمارے لیے
اجر اور توشہ آخرت کا اور کردے تو اس ہمارے لئے شفاعت کرنیوالا اور مقبول ہو جائے
تیری جناب میں شفاعت اسکی۔ اور اگر لڑکی ہو تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ
اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً اور چوتھی تکبیر کے
بعد سلام پھیرے اور جو شخص امام کی تکبیر کے بعد حاضر ہو دے پس جسوقت امام دوسری تکبیر کہے اسوقت
امام کے ہمراہ تکبیر کہکر داخل نماز کے ہو جاوے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی تکبیر کو قضا کر لیوے اور
نزدیک ابی یوسفؒ کے اس شخص کو امام کی دوسری تکبیر کی انتظاری کرنی ضرور نہیں بلکہ اس شخص کے لئے امام کی تحریمہ

کے ساتھ نہ اس نے تکبیر تحریمہ کی نہ کہی بلکہ جب امام تکبیر کہہ چکا تب وہ تکبیر کہکر نماز میں داخل
ہوا **ف** پس جسطرح اس شخص کو دوسری تکبیر کی انتظاری کرنی ضرور نہیں اسیطرح جو شخص
بعد تکبیر کہنے امام کے حاضر ہووے اوسکو بھی تکبیر کہکر داخل ہونا چاہیئے انتظار کرنا دوسری
تکبیر کا ضرور نہیں اور نماز جنازے کی گھوڑے کی سواری پر پڑہنی درست نہیں اور نماز جنازہ کی
مسجد میں پڑہنی درست نہیں اور لڑکا پیدا ہوکر اگر آواز کرنے کے بعد مرگیا تو اوس پر
نماز پڑہی جاوے اور اگر آواز نہیں کی تو نماز نہ پڑہی جاوے ایک لڑکا ناسمجھ دار الحرب سے
پکڑا آیا بدوں ماں باپ کے یا اسکے ماں باپ کیساتھ پکڑا آیا اور اوسکے ماں باپ دونوں
میں سے ایک مسلمان ہے یا وہ لڑکا آپ عقلمند اور مسلمان ہے پس اگر وہ دار الاسلام میں
مرجاویگا تو اس پر نماز پڑہی جائیگی **ف** یعنی اسکی کئی صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے
کہ ایک لڑکا ناسمجھ دار الحرب سے اکیلا دار الاسلام میں پکڑا آیا بعد اس کے مرگیا
تو اس پر نماز پڑہی جائیگی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ ماں باپ کیساتھ پکڑا آیا
اور اس کے ماں باپ دونوں میں سے ایک مسلمان ہے پہر وہ لڑکا ناسمجھ دار الاسلام
میں مرگیا تو اس صورت میں بہی اوسپر نماز پڑہی جاوے گی تیسری صورت یہ ہے
اگر ماں باپ کیساتھ پکڑا آیا اور ماں باپ دونوں اوس کے کافر ہیں
لیکن وہ لڑکا آپ عقلمند ہے اور مسلمان پہر وہ دار الاسلام میں مرگیا تو اس صورت میں
بہی اس پر نماز پڑہی جاویگی اور سنت یہ ہے کہ جنازے کو چار آدمی اوٹہاویں اور جلدی چلیں لیکن
نہ دوڑیں اور ہمراہی جنازے کے پیچھے چلیں اور جب تک جنازہ زمین پر رکہا نہ جائے تب تک
نہ بیٹہیں اور سنت یہ ہے کہ قبر بغلی کیا وے اور میت کو قبلہ کیطرف سے قبر میں داخل کیا جاوے اور وقت
رکہنے کے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہا جاوے اور منہ کعبہ کیطرف کیا جاوے اور قبر عورت
کی وقت دفنانے کے پردہ کی جاوے اور کچی اینٹ یا بانس قبر میں رکہکر اوسپر مٹی ڈالی جاوے اور قبر مانند
کوہان اونٹ کے کیجاوے اور پکی اینٹ اور لکڑی رکہنی اور چونہ اور گچ قبر میں کرنا مکروہ ہے اور یہ جو دنیا

قبروں پر مکانات بنایا کرتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور جو کچھ اس قسم کے کام کیا کرتے ہیں یہ سب کام
حرام ہیں یا مکروہ اور بغیر پڑھے نماز جنازے کے اگر میت دفن کیا جاوے تو اوسکی قبر پر نماز جنازے
کی پڑھی جاوے تین دن تک اور بعد تین دن کے قبر پر نماز پڑھنی درست نہیں نزدیک
امام اعظمؒ کے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب سات برس کے بعد
اُحد کے شہیدوں پر نماز جنازے کی پڑھی شاید کہ یہ پڑھنا خاص شہیدوں کیلئے تھا اسلئے کہ بدن
انکا ریزہ ریزہ نہیں ہوتا ہے **فصل پہلی** شہید کے بیان میں جو شخص اہل حرب یا اہل بغی یا قزاق
کے ہاتھ سے مارا گیا یا لڑائی کی جگہ میں مرا ہوا ملا اور اسپر قتل کا نشان موجود ہے یا اسکو کسی
مسلمان نے ظلم سے مارا اور اس کے مارنے سے اس مسلمان پر دیت واجب نہ ہوئی اور وہ
شخص جو مارا گیا وہ نابالغ تھا یا دیوانہ یا ناپاک یا عورت حائض یا نفاس والی نہ ہووے اور وہ
شخص مرنے کے آگے کھانے یا پینے یا علاج کرنے یا خرید و فروخت یا وصیت کرنے سے
فائدہ حاصل کرنے والا نہ ہوا ہو اور بعد زخمی ہونیکے ایک نماز کا وقت اسپر نہ گذرا ہو تب وہ
شخص شہید کہلاویگا اسکو غسل نہ چاہئے دینا اور اسکے بدن کے کپڑے کیساتھ اسکو دفن
چاہئے کرنا لیکن اسپر نماز چاہئے پڑھنی اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جاویں گو وہ شخص ظلم سے مارا گیا ہو
اگرچہ ثواب شہادت کا پاویگا لیکن شہید نہ کہلاویگا بلکہ غسل اور کفن دیا جاوے گا اور اسپر
نماز پڑھی جاویگی **ف** تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو
مارا لیکن ظلم سے نہیں مارا بلکہ خطا سے مارا یعنی تیر چھوڑا شکار پر اور وہ تیر لگ گیا کسی
مسلمان پر تو اس صورت میں اس قاتل پر دیت واجب ہوگی اور وہ مقتول شہید نہ کہلاویگا اور اسیطرح
نابالغ یا دیوانہ یا ناپاک عورت حائض یا نفاس والی یہ لوگ اگرچہ اہل حرب یا اہل بغی یا قزاق
کے ہاتھ سے مارے جاوینگے شہید نہ کہلاوینگے اگرچہ ثواب شہادت کے دیے جاوینگے اور اسی
طرح جس شخص کو لڑائی کی جگہ سے زخمی اٹھا لائے بعد اٹھا لانیکے اس نے کچھ کھایا پیا یا کچھ بیچا
یا مول لیا یا وصیت کی یا ایک وقت فرض نماز کا اسپر گذر گیا پس یہ شخص شہید نہ کہلاوے گا

اگرچہ ثواب شہید کا اسکو خدا بخشے گا حد یا قصاص میں جو مارا گیا وہ شہید نہیں اسکو غسل دیویں اوسپر نماز پڑہیں اور اگر قزاق یا باغی مارا جاوے تو غسل دیا جاوے نماز اوس پر نہ پڑہیں۔

فصل دوسری ماتم کے بیان میں اگر کسی عورت کا خاوند مرجاوے تو اس صورت پر واجب ہے سوگ کرنا چار مہینے دس دن تک عدت کے دنوں میں مراد سوگ سے یہ ہے کہ زینت نہ کرے کپڑا زرد اور زعفرانی نہ پہنے اور استعمال خوشبو اور تیل اور سرمہ اور مہندی کا نہ کرے مگر کوئی عذر کے سبب ان چیزوں کو استعمال کرے تو مضائقہ نہیں اور خاوند کے گھر سے باہر نہ نکلے مگر دن کو اگر ضرورت کیلئے نکلے تو رات کو اوس گھر میں رہا کرے۔ ہاں جس صورت میں کوئی بزور گھر سے نکال دیوے یا گھر گرا پڑتا ہے یا خوف کرتی ہے۔ اس گھر میں اپنی جان یا اپنے مال پر تو ان صورتوں میں اس گھر سے نکل جانا مضائقہ نہیں اور خاوند کے سوا اگر دوسرا کوئی عورت کے اقربا میں مرجاوے تو اوسکے لئے تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے اور زیادہ تین دن سے حرام ہے **مسئلہ** میت پر غم کرنا اور آنکھ سے آنسو بہانا جائز ہے اور گریبان پھاڑنا سر اور منہ پر ہاتھ مارنا حرام ہے اکثر صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کو عذاب کیا جاتا ہے اوسکے اہل کے نوحہ کرنیکے سبب سے اور اس باب میں عالموں کے اقوال مختلف ہیں ف بعض قائل ہیں اس بات کے کہ میت پر عذاب کیا جاتا ہے اُسکے اہل کے بیان کے سبب اور بعض اس بات کے قائل نہیں اور جو حدیثیں اس باب میں وارد ہیں اُن حدیثوں کو وہ لوگ تاویل کرتے ہیں اور مختار نزدیک فقیر کے یہ ہے کہ میت اگر اپنی حالت زندگی میں بیان کرنیکی عادت رکھتا یا بیان کرنے پر وصیت کر گیا تھا یا بیان پر راضی رہتا تھا یا جانتا تھا کہ میرے اہل مجھپر بیان کرینگے اور اُن کو وہ منع نہ کر گیا ہو ان صورتوں میں اس پر عذاب کیا جاویگا اس کے اہل کے بیان کرنے کے سبب اور اگر وہ زندگی میں عادت بیان کی نہیں رکھتا تھا اور نہ وہ وصیت کر گیا اور نہ وہ اُس پر راضی رہتا تھا اور نہ جانتا تھا کہ میرے اہل مجھپر نوحہ کریں گے تو اوس پر عذاب نہ کیا جاویگا۔

مسئلہ سنت یہ ہے کہ مصیبت میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اور صبر کرے اور میت کے گھر والوں کے لئے مصیبت کے دن کھانا بھیجنا سنت ہے

فصل تیسری قبروں کی زیارت کے بیان میں۔ قبروں کی زیارت کرنی مردوں کو درست ہے نہ عورتوں کو اور سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جاکر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَیَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ سلام ہے تمپر اے رہنے والے قبروں کے مسلمانوں اور مومنوں میں سے تم ہم سے پہلے پہنچے اور ہم تمہارے پیچھے پہنچتے ہیں اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تمہارے ساتھ ملیں گے رحم کرے اللہ اگلوں پر ہم میں سے اور پچھلوں پر یعنی مردوں اور زندوں پر مانگتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت بخشے اللہ ہم کو اور تم کو اور رحم کرے اللہ ہمپر اور تمپر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جو کوئی قبرستان میں گزرے اور قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھ کے مردوں کو بخشے تو وہاں کے مردوں کی گنتی کے برابر اسکو ثواب دیا جاویگا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی الحمد اور قل ہو اللہ اور سورہ تکاثر پڑھ کر ثواب ان سورتوں کا مردوں کو بخشیگا تو مردے اس کے لئے شفاعت کرنے والے ہوویںگے اور انس رضی اللہ عنہ رسول علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی سورہ یٰسین قبرستان میں پڑھتا ہے حق تعالیٰ مردوں سے عذاب تخفیف کرتا ہے اور پڑھنے والیکو بھی مردوں کی گنتی کے برابر ثواب ملتا ہو ف اکثر علمار محققین اس قول پر ہیں کہ اگر کوئی مردے کو ثواب نماز روزے یا صدقے یا دوسری عبادت مالی یا بدنی کا بخش دیوے تو پہنچتا ہے **مسئلہ** انبیا اور اولیا کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنا اور مراد انھوں سے مانگنی اور نذر ان کیلئے

قبول کرنی حرام ہے بلکہ ان چیزوں میں سے بہت چیزیں ایسی ہیں کہ کفر میں پہنچاتی ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان فعلوں کے کرنیوالوں پر لعنت کی ہے ان امروں سے منع فرمایا اور کہا کہ میری قبر کو بت مت کرو **ف** یعنی جسطرح کفار بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اسیطرح میری قبر کو سجدہ نکیا کرو۔

کتاب الزکوٰۃ

اسلام کے رکنوں میں دوسرا رکن زکوٰۃ ہے جب عرب کی بعض قوموں نے رسول علیہ السلام کی وفات کے بعد چاہا کہ زکوٰۃ نہ دیویں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون سے قصد جہاد کا فرمایا اور اس قول پر اجماع متفق ہوا کہ جو شخص زکوٰۃ دینا واجب نہیں جانتا ہے وہ کافر ہے اور ترک کرنیوالا فاسق **ف** یعنی جو شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ زکوٰۃ دینا مالدار پر واجب نہیں پس وہ شخص کافر ہے بالاتفاق۔ اور جو شخص جانتا ہے کہ زکوٰۃ دینا مالدار پر واجب ہے لیکن باوجود واجب جاننے کے زکوٰۃ دیتا نہیں پس وہ شخص گنہگار ہے نہ کافر **مسئلہ** زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مسلمان آزاد عاقل بالغ پر جب وہ مالک نصاب کا ہووے اور وہ نصاب ضروری کاروبار اور قرض سے بچی ہوئی ہو اور وہ نصاب قابل بڑھنے کے ہو اور اسپر ایک برس پورا گذرا ہو اور نصاب کے مالک ہونیکے بعد سال تمام ہونیکے قبل اگر ایک سال یا کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی ادا کریگا تو وہ بھی ادا ہوگی اور ایک نصاب کے مالک نے اگر پہلے سے کئی نصاب کی زکوٰۃ ادا کی اور زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اون نصابوں کا مالک ہوا تو بھی ادا کرنا جائز ہوگا پس نابالغ اور دیوانے کے مال میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعی اور احمدؒ کے واجب ہوگی لڑکے اور دیوانہ کی طرف سے اسکا ولی ادا کرے **مسئلہ** مال ضمار میں یعنی جو مال کہ گم ہوگیا یا دریا میں گر پڑا یا کسی نے غصب کیا اور اسپر گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کیا اور مکان اسکا بھول گیا یا کسی پر قرض ہے لیکن وہ قرضدار انکار کرتا ہے اور اس پر گواہ نہ ہوں یا بادشاہ یا کسی ظالم نے کہ جسکی فریاد دوسرے کے پاس نہیں لیجا سکتے ہیں ایسے شخص نے ظلم سے

بہا پس اس طرح کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں یعنی اگر یہ مال پھر ہاتھ میں آوے گا تو بھی
لے دنوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر اقرار کرنیوالے پر قرض ہووے اگرچہ وہ اقرار کرنے والا
س ہے یا جس قرض کا قرضدار انکار کرتا ہے اوس پر گواہ ہوں یا قاضی جانتا ہو یا گھر میں
دفن کیا ہے اور مکان اوسکا بھول گیا پس اسطرح کا مال جب ہاتھ میں آوے تو اوسکی زکوٰۃ اوسکی
ب ہوگی بابت پچھلے دنوں کے **مسئلہ** قرض جسوقت وصول ہوگا تو اسوقت زکوٰۃ اس
ینی ہوگی تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ اگر قرض بدل تجارت کا ہے تو جسوقت وہ قرض
ہیں آویگا اسوقت چالیس درم میں سے ایک درم زکوٰۃ دینی ہوگی **ف** مثلاً ایک گھوڑا تجارت
ا پس جسوقت قیمت گھوڑے کی ہاتھ میں آویگی اسوقت چالیس درم سے ایک درم زکوٰۃ دینی
ب ہوگی اسمیں سال گزرنے کی شرط نہیں اور قرض بابت تجارت کے نہیں ہے بلکہ
ال کے ہے مانند قرض تاوان مغصوب کے تو اسصورت میں بھی نصاب قبض کرنے
بعد زکوٰۃ دینی واجب ہوگی **ف** مثلاً کسی نے ایک گھوڑا کسی کا غصب کیا اور وہ گھوڑا اوس
ب کے ہاتھ میں ہلاک ہوا بعد اوسکے اس گھوڑے کی قیمت غاصب سے گھوڑے کے مالک کے
لی پس جسوقت وہ قیمت اسکے ہاتھ میں آئی اسوقت چالیس درم میں سے ایک درم زکوٰۃ
واجب ہوگی اسمیں بھی سال گزرنیکی شرط نہیں اور اگر قرض تجارت کا بدل نہیں ہے
مال کا بدل بلکہ وہ قرض بدل ہے مہر اور خلع اور اسکے مانند کا تو اسکے نصاب قبض کرنیکے
بعد سال اس پر تمام ہوگا تب زکوٰۃ دیجاویگی نزدیک امام اعظمؒ کے **ف** مثلاً کسی
کو مال مہر کا ملا یا کسی مرد نے مال لیکر عورت کو طلاق دی وہ مال اسکے ہاتھ
یا پس یہ مال اگر بقدر نصاب کے ہے تو بمجرد قبض کرنیکے زکوٰۃ اسپر واجب نہ ہوگی جب
س مال پر سال نگزریگا نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے اس صورت
ں بمجرد قبض کرنے نصاب سے زکوٰۃ واجب ہوگی سال تمام ہونیکی شرط نہیں ہاں مگر جو
بدل وصیت اور بدل ارش جنایت اور بدل کتابت کا ہے تو اوس قرض میں بمجرد قبض کرنے

نصاب سے زکوٰۃ دینی واجب نہ ہوگی نزدیک صاحبینؒ کے بھی بلکہ نصاب قبض کرنیکے بعد جب
سال اوس پر گزرے گا تب زکوٰۃ دینی ہوگی مسئلہ زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے نیت شرط ہے خواہ ا
کرتے وقت نیت ادا کی کرے خواہ زکوٰۃ کی قدر اول مال سے جدا کرتے وقت نیت کرے مسئلہ اگر
سارا مال للہ دیا اور نیت زکوٰۃ کی نہ کی تو بھی زکوٰۃ ساقط ہوجائیگی اور اگر بعض مال صدقہ کیا تو نزدیک
ابی یوسفؒ کے کچھ ساقط نہ ہوگی اور نزدیک محمدؒ کے جسقدر صدقہ کیا اس قدر کی زکوٰۃ ساقط ہوگی
مسئلہ اگر شروع سال اور اخیر سال میں نصاب کامل تھی اور درمیان سال میں کم ہوگئی تھی تو
بھی زکوٰۃ تمام سال کی واجب ہوگی۔ سال کے درمیان کا نقصان معتبر نہیں۔
مسئلہ مال بڑھنے والا کہ جسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ مال تین قسم کا ہے ایک قسم نقدی
یعنی سونا اور چاندی خواہ روپیہ اشرفی ہو یا تیر یا زیور یا برتن سونے اور چاندی کی دو سو درہم
ہیں دلی کے سکہ سے چھپن روپیہ بھر وزن انکا ہوتا ہے اور سونیکی نصاب میں سے زکوٰۃ کے
فرض کی مقدار چالیسواں حصہ ہے اور اسیطرح چاندی کی نصاب میں سے بھی اور اگر سونا نصاب
سے کم ہو اور اسیطرح چاندی بھی نصاب سے کم ہو تو نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے یہ ہے
کہ دونوں کو باعتبار قیمت کے ایک جنس کرکے نصاب پوری کیجاوے اور قیمت کرنے میں
فائدہ فقیروں کا نگاہ رکھا جاوے ف یعنی جن ایام میں سونیکی قیمت میں فائدہ فقیروں کا ہووے
تو اون ایام میں چاندی کو سونیکی قیمت لگاویں اور جن ایام میں چاندی کی قیمت میں فائدہ
فقیر کا ہو تو اون ایام میں سونے کو چاندی کی قیمت لگاویں اور نزدیک صاحبینؒ
کے یہ ہے۔

کہ ساتھ اعتبار اجزا کے نصاب پوری کیجاوے نہ باعتبار قیمت کے ف یعنی سونا و چاندی دونوں
کے جزو اگر برابر ہیں تو دونوں کو ملاکر نصاب پوری کیجائیگی اور اگر جزو دونوں کے برابر نہیں
ہیں تو نصاب باعتبار قیمت کے پوری کیجائے گی پس اگر سونا دس مثقال ہے اور چاندی
سو درہم تو نزدیک تینوں کے زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر سو درہم چاندی اور سونا پانچ مثقال ہے

رقیمت پانچ مثقال سونے کی برابر سو درم چاندی کے ہو تو زکوٰۃ نزدیک امام اعظمؒ کے واجب
وگی نہ نزدیک صاحبین کے جو سونا اور چاندی کھوٹا ہو اگر کھوٹا پن اوس کا کم ہے تو حکم اوس
ونے اور چاندی کا حکم خالص کا ہے اور اگر کھوٹا پن اوس کا غالب ہے تو حکم اوس کا
باب کا ہے قسم دوسری مال نامی میں سے مال تجارت کا ہے جو مال کہ تجارت کی نیت سے
ل لیا ہے اسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اگر کسی نے کسی کو مال بخشا یا اس کے لئے وصیت
یا عورت کو مہر میں مال ہاتھ آیا یا صلح یا قصاص کے صلے میں مال ہاتھ آیا اور اوس مالک
نے مالک ہوتے وقت نیت تجارت کی تو نزدیک ابی یوسفؒ کے اوس مال میں
ۃ واجب ہوگی نہ نزدیک محمدؒ کے اور اگر میراث میں مال ہاتھ آیا اگرچہ مورث نے مرتے
ت نیت تجارت کی کی تھی تو بھی وہ مال تجارت کا نہ ہوگا اور زکوٰۃ اسمیں واجب نہ ہوگی
سئلہ اگر ایک غلام تجارت کیلئے مول لیا بعد اوسکے اسکو خادم کیا پس وہ غلام مال تجارت
رہا اور جو لونڈی غلام واسطے خدمت کے مول لئے گئے اور بعد اس کے اُن میں نیت
ت کی گئی تو وہ لونڈی غلام مال تجارت کے نہ ہونگے جبتک وہ بیچے نہ جائیں گے
سئلہ مال تجارت کا سونے اور چاندی کیساتھ یعنی ان دونوں میں سے جسمیں فائدہ فقیروں کا
ے اسکے ساتھ قیمت کرے پس جب دونوں قسم میں سے جسکی نصاب کے برابر وہ
ہوپہنچے تو چالیسواں حصہ اس مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے قسم تیسری مال نامی میں سے
نے والے جانور ہیں یعنی اونٹ اور گائیں اور بکریاں نر و مادہ ملے ہوئے اور اسی طرح
گھوڑے کے آدھے برس سے زیادہ میدان میں چرا کرتے ہیں اُن میں زکوٰۃ واجب ہے
دان کے چرنے والے جانوروں کی نصاب کی تفصیل اور جس قدر میں زکوٰۃ اُن میں واجب
ہے اوس کی تفصیل بہت طول کھینچتی ہے اور ان ملکوں میں سب مال زکوٰۃ واجب
مقدار میں نہیں پہنچتے ہیں اسواسطے ان چیزوں کی زکوٰۃ کے مسئلے ذکر نہیں
کئے گئے اور اسی طرح مسئلے احکام عشری زمین کے ذکر نہیں کئے گئے اس سببسے ان ملکوں میں

زمین عشری نہیں ہے اور مسئلے عشر لینے والونکے بھی جو شاہراہوں پر بیٹھتے ہیں بیان نہیں کئے گئے **ف** مسائل سوائم کے اگرچہ مصنف رحمۃ اللہ نے بالکل ذکر نہیں کئے - لیکن یہ عاجز بطور اختصار کے ذکر کرتا ہے تاکہ لوگ مسائل سے آگاہ ہوویں **مسئلہ** جان تو کہ جسکو پاس پانچ اونٹ حاجت اصلی سے زیادہ ہوں اور وہ اونٹ اکثر سال جنگل میں چرتے رہے ہوں اور برس اون پر گذرے تو اُن پانچ اونٹ میں ایک بکری زکوٰۃ دیوے پس اسیطرح ہر پانچ میں ایک بکری دیا کرے جب پچیس کو پہونچے پینتیس ۳۵ تک پس اُن میں ایک بوتی مادہ برس روز کی دیوے پھر جسوقت چھتیس کو پہونچے پینتالیس تک پس اون میں ایک بوتی مادہ دو برس کی دیوے اور جسوقت چھیالیس کو پہونچے ساٹھہ تک پس اون میں حقہ یعنی تین برس کی اونٹنی کہ قابل جفت کرنے اونٹ کی ہو دیوے پھر جسوقت اکسٹھہ کو پہونچے پچہتر تک پس انمیں جذعہ یعنی چار برس کی بوتی کہ پانچویں برس میں لگی ہو دیوے اور جس وقت چہتر کو پہونچے نوے تک پس اونمیں دو بوتیاں دو برس کی دیوے اور جسوقت اکانوے کو پہنچے ایک سو بیس ۱۲۰ تک پس اُنمیں تین تین برس کی دو اونٹنیاں کہ قابل جفت کرنے اونٹ کے ہوویں دیوے اور جسوقت زیادہ ہوں ایک سو بیس سے تو حساب سر نو کر شروع کیا جاوے یعنی جب ایک سو بیس پر پانچ اونٹ زیادہ ہوں تو ایک سو بیس کی تین تین برس کی دو اونٹنیاں اور پانچ کی ایک بکری دیوے اسیطرح ہر پانچ میں ایک بکری دیا کرے جب پچیس پوری ہوویں پینتیس تک پس اُن میں ایک بوتی مادہ برس روز کی دیوے پس بموجب ترتیب پہلی کے حساب کرتا جاوے **مسئلہ** اور تیس گائے بیلوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب تیس پورے ہوں اور برس اُن پر گذرے تو ایک تبیع یعنی پڑہیا یا پڑوا برس دن سے زیادہ دو برس سے کم کی دیوے اور جب چالیس ہوں تو ایک مسنہ یعنی دو برس سے زیادہ تین برس سے کم کا بچہ نر ہو یا مادہ دیوے جب ساٹھہ ہوں تو دو تبیعے دیوے اور جب ستر ہوں تو ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دیوے اور جب اسی ہوں تو دو مسنہ دیوے اور جب نوے ہوں تو تین تبیعے دیوی

اور جب ستّر ہو دیں تو دو تبیعے اور ایک مسنا دیوے اسی طور سے ہر ایک تیس میں تبیعا اور ہر چالیس میں مسنہ دیا کرے۔ گائے بھینس کی زکوٰۃ ایک طور ہے اور ان میں نر اور مادہ دونوں دینا درست ہے اور اونٹ میں سوا مادہ کے نر دینا نہیں آیا مسئلہ چالیس بکری سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب چالیس پوری ہوں اور برس اونپر گذرے تو ایک بکری زکوٰۃ دیوے ایک سو بیس تک جب ایک سو اکیس ہوں تو دو بکری زکوٰۃ دیوے دو سو تک جب دو سو سے ایک زیادہ ہو تو تین بکری دیوے پھر جب چار سو ہوں تو چار بکریاں دیوے پھر ہر سیکڑے میں ایک بکری دیا کرے بھیڑ بکری کی زکوٰۃ ایک طور ہے زکوٰۃ میں چاہے بکری چاہے بکرا دے چھوٹے بڑے سب جانور کی کے زکوٰۃ دیوے مسئلہ جو گھوڑے اور گھوڑیاں اکثر سال جنگل میں چرتی ہوں اور وہ تجارت کے لئے نہوں پس انمیں زکوٰۃ نہیں امام شافعی اور صاحبین وغیرہ کے نزدیک اور امام اعظم کے نزدیک اگر گھوڑے اور گھوڑیاں ملی ہوں تو زکوٰۃ دینی چاہیئے فی راس ایک دینار دیوے یا اسکی قیمت مقرر کرکے دو سو درہموں میں پانچ درہم دیوے لیکن فتاویٰ میں لکھا ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے مسئلہ اگر کسی مسلمان یا کسی ذمی نے کہیں سونا یا چاندی یا تانبا یا انکے مانند جنگل میں پایا تو پانچواں حصہ اس سے حاکم لیوے اور چار حصہ اس پانے والے کو دیوے اگر وہ زمین کسی کی ملک نہ ہووے اور اگر وہ کسی کی ملک میں ہے تو ایک حصہ حاکم لیوے اور چار حصے زمین والے کو حوالے کرے پانے والے کو کچھ نہ ملے گا اور اگر اپنے گھر میں پایا تو نزدیک امام اعظم کے اس میں پانچواں حصہ حاکم کو دینا واجب نہیں اور نزدیک صاحبین کے واجب ہے اور اگر اپنی کھیتی کی زمین میں پایا اوس میں دو روایت ہیں ایک روایت میں ہے کہ پانچواں حصہ حاکم کو نہ دیوے اور ایک میں ہے کہ دیوے۔
مسئلہ اگر مال گاڑا ہوا پایا اگر اس میں نشان اسلام کا ہے مانند سکہ اسلام کے اس کا حکم گرے ہوئے مال کا ہے اور اس کے مال کو تلاش کرکے پہنچانا ہے اگر اس میں نشان کفر کا ہے پانچواں حصہ حاکم مسلمان لیوے اور باقی پانے والے کو دیوے

فصل پہلی زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہ کے

بیان میں۔ زکوٰۃ خرچ کرنیکی جگہ وہ فقیر ہے کہ نصاب سے کم مال کا مالک ہو اور وہ مسکین ہے
کہ مالک کسی چیز کا نہ ہو اور مکاتب ہے کہ مال کتابت کی ادا کرنے میں محتاج ہو اور قرضدار ہے
کہ وہ مالک نصاب کے مال کا ہو لیکن نصاب سکے قرض سے کم ہے اور غازی ہے کہ
اسباب غزا کا نہیں رکھتا ہو اور وہ آدمی ہے کہ مال وطن میں رکھتا ہے اور وہ سفر میں ہے وطن
سے دور اور مال ساتھ نہیں رکھتا ہو پس اگر چاہے ان جماعت میں سے ایک جماعت کو
دیوے یا چاہے ان سب کو دیوے ف یعنی مثلاً اگر چاہے فقط فقیروں کی جماعت کو حصہ
کر دیوے یا چاہے ہر فرقے کے لوگوں کو تقسیم کر دیوے دونوں وجہ سے درست ہے لیکن زکوٰۃ
دینے والا مال زکوٰۃ کا اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو اور عورت اپنے شوہر اور شوہر اپنی
جورو کو اور اپنے غلام اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو اور اس غلام کو نہ دیوے کہ جس کا بعض
آزاد ہوا ہو اور کافر کو نہ دیوے اور سید اور ان کے غلام کو نہ دیوے مگر صدقہ نفل کا مضائقہ
نہیں کہ ادب سے ان کی خدمتوں میں گزرانے اور مسجد کے بنانے میں اور میت کے کفن اور
قرض ادا کرنے میں خرچ نکرے اور دولتمند کے غلام اور دولتمند کے چھوٹے لڑکے کو نہ
دیوے مسئلہ اگر زکوٰۃ خرچ کرنیکی جگہ گمان کرکے زکوٰۃ دی بعد اسکے ظاہر ہوا کہ زکوٰۃ لینے
والا دولتمند تھا یا سید یا کافر ماں باپ یا شوہر یا جورو تو زکوٰۃ دینے والے کو پھر زکوٰۃ دینی لازم
نہیں۔ نزدیک امام اعظمؒ کے نزدیک ابی یوسفؒ کے پھر دینی لازم ہے مسئلہ
مستحب ہے کہ ایک فقیر کو اس قدر دیوے کہ اس دن محتاج سوال کا نہو مسئلہ نصاب کے
اندازیا نصاب سے زیادہ ایک فقیر غیر قرضدار کو دینا یا ایک شہر سے دوسرے میں مال زکوٰۃ
کا بھیجنا مکروہ ہے مگر جسوقت یگانہ اسکا دوسرے شہر میں ہو یا وہاں کے لوگ بڑے محتاج
ہوں تو درست ہے مسئلہ جس شخص کو ایک دن کا کھانا میسر ہو اس کو سوال کرنا
نہ چاہئے **فصل دوسری** صدقہ فطر کے بیان میں۔ صدقہ فطر واجب ہے ہر آزاد مسلمان
پر جو مالک نصاب کا ہو یا زیادہ ہو قرض اور ضرورت کی حاجتوں سے اور نامی

ہونا نصاب کا اسمیں شرط نہیں ہے پس جو شخص اس طرح کی نصاب کا مالک ہوگا اس پر صدقہ لینے حرام ہے صدقہ فطر کا اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے دیوے اگر وہ اولاد مالک نصاب کی نہووے اور اگر وہ اولاد مالک نصاب کی نہووے اور اگر وہ اولاد مالک نصاب کی ہووے تو انکے مال سے دیوے اور اپنے خدمتی غلاموں کی طرف سے دیوے اگرچہ غلام مدبر ہوا ور تجارتی غلاموں کی طرف سے نہ دیوے اور ام ولد کی طرف سے دیوے نہ اپنی جورو اور اپنی اولاد بالغ اور اپنے غلام مکاتب کی طرف سے اور نہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے اگر پھر آنیکے بعد اسکی طرف سے دیوے اور ایک غلام یا کئی غلام کئی آدمی کی شرکت میں ہوویں تو نزدیک امام اعظمؒ کے صدقہ فطر ان غلاموں کا کسی پر واجب نہ ہوگا **مسئلہ** صدقہ فطر کا واجب ہوتا ہے عید کے دن کی فجر طلوع ہونے کیساتھ پس جو آدمی عید کی صبح سے آگے مرگیا یا صبح کے بعد پیدا ہوا یا اسلام لایا صدقہ فطر کا اسپر واجب نہ ہوگا اور عید سے آگے بھی صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ عیدگاہ کی طرف نکلنے کے آگے ادا کرے اگر عید کے دن صدقہ فطر کا ادا نہ کیا بعد اسکے جب چاہے قضا کرے **مسئلہ** مقدار صدقہ فطر گیہوں یا گیہوں کے آٹے یا گیہوں کے ستو سے آدھا صاع ہے اور خرمے یا جو سے ایک صاع اور کشمش آدھا صاع ہے گیہوں کے مانند نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے ایک صاع ہے مانند جو کے اور صاع ایک ظرف ہے کہ آٹھ رطل مسور یا ماش یا جو غلہ مانند انکے ہے اسمیں سماتا ہو اور نزدیک ابی یوسفؒ کے صاع وہ ظرف ہے کہ جسمیں پانچ مثقال اور تہائی رطل سماوے اور رطل بیس استار کا ہوتا ہے ہر استار ساڑھے چار مثقال کا ہے پس وزن ایک رطل کا دہلی کے سکے سے چھتیس روپے کے برابر ہوتا ہے اور صدقہ فطر میں غلہ کے عوض اوس کی قیمت دینی بھی جائز ہے

فصل تیسری صدقہ نفل کے بیان میں۔ صدقہ نفل ماں باپ اور اقربا اور ہمسایہ اور سوال کرنے والوں اور اون کے غیروں کو دیوے۔ اسواسطے کہ حق تعالیٰ کے کلام سے ان کو دینا ثابت ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے

فرمایا یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ پوچھتے ہیں تجھ سے کیا چیز خرچ کریں تو کہ جو چیز خرچ کرو فائدہ کی سو ماں باپ کو اور نزدیک والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافروں کو دو اور جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے ف لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن جسقدر ٹھکانے پر خرچ ہو تو ثواب زیادہ ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جو مال اصلی حاجتوں اور قرض نفقوں اور واجبی حقوق سے زیادہ ہو وہ دیوے اور گناہ کے کام میں خرچ نہ کرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی فتح کے بعد ایک برس کا خرچ ازواج مطہرات کو دیتے تھے اور اپنی ذات پاک کے لئے کچھ جمع نہیں کرتے تھے جو کچھ میسر ہوتا خدا کی راہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا یعنی خرچ کر یا بلال جو کچھ کہ رکھے تو اور عرش کے مالک سے اندیشہ فقر کا مت کیا اور مال کو بیہودہ خرچ نہ کرے کہ بیہودہ خرچ کرنیوالے کو حق تعالیٰ جل شانہ نے شیطان کا بھائی فرمایا اور خرچ بیہودہ وہ ہے کہ اسمیں نہ ثواب ہے اور نہ فائدہ دنیا کا اور نفس کی خوشی نفس کے حق سے زیادہ کرنی منع ہے مسئلہ صدقہ نفل میں سے پہلے بنی ہاشم کو دیوے اسواسطے کہ زکوٰۃ انکو لینی حرام ہے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت پر نظر کرے انکی خدمتوں میں تواضع اور تعظیم کے ساتھ گذرانے مسئلہ صدقہ نفل ذمی کو درست ہے نہ حربی کو مسئلہ ضیافت مہمان کی تین دن سنت مؤکدہ ہے بعد اسکے مستحب -

کتاب الصوم

روزے کے بیان میں اسلام کے ارکانوں میں سے تیسرا رکن روزے رمضان مبارک کے مہینے کے ہیں اور وہ فرض قطعی ہے ہر مسلمان مکلف پر جو فرض نہ جانے اس کو سو کافر ہے اور جو بغیر عذر کے اسکو ترک کرے تو بڑا گنہگار ہے اور بخاری اور مسلم

میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی کہ ہر نیک عمل
بنی آدم کا زیادہ دیا جاتا ہے ثواب اس کا دس چند سے سات سو چند تک حق تعالیٰ
نے فرمایا مگر روزہ کہ بیشک روزہ میرے لئے ہے اور میں آپ روزے کی جزا ہوں مسئلہ
روزہ ادا ہونیکی شرط نیت ہے یعنی بدون نیت کے روزہ ادا نہو گا اور حیض و نفاس سے
پاک ہونا بھی شرط ہے کہ حیض اور نفاس کیساتھ بھی روزہ صحیح نہ ہوگا مسئلہ روزہ چھ
قسم پر ہے ایک تو روزہ رمضان۔ دوسرا روزہ قضا۔ تیسرا روزہ نذر معین چوتھا روزہ نذر
غیر معین کا پانچواں روزہ کفارہ۔ چھٹا روزہ نفل پس نزدیک امام اعظمؒ کے رمضان کا روزہ مطلق
نیت کیساتھ اور ساتھ نیت فرض وقت اور ساتھ نیت نفل سے ادا ہوتا ہے ف مطلق
نیت کی صورت یہ ہے کہ جی میں کہے کہ میں نے نیت روزہ کی کی اور نیت فرض وقت
کی صورت یوں ہے جی میں کہے کہ میں نے اس رمضان مبارک کے فرض روزہ
کی نیت کی اور صورت نیت نفل کی اسطرح ہے کہ دل میں کہے کہ میں نے نیت نفل کی
کی اور اگر نیت قضا یا کفارے کی کی پس وہ نیت کرنے والا اگر مقیم اور صحیح سالم ہے
تو فرض وقت کا ادا ہوگا نہ قضا اور کفارہ اور اگر وہ بیمار یا مسافر ہے اور اس نے قضا یا کفارہ
کی نیت کی تو قضا اور کفارہ ادا ہوگا نہ فرض وقت کا اور نزدیک صاحبینؒ کے اگر مریض
یا مسافر ہے تو بھی فرض وقت کا ادا ہوگا نہ قضا اور کفارہ اور نزدیک مالک اور شافعیؒ
اور احمد رحمہم اللہ کے روزہ رمضان شریف کے لئے ہی تعیین کرنی نیت فرض وقت کی ضرور ہے اور
نذر معین نزدیک امام اعظمؒ کے جسطرح ساتھ نیت نذر کے ادا ہوتا ہے اسی طرح مطلق نیت
کے ساتھ اور ساتھ نیت نفل کے بھی ادا ہوتا ہے اور اگر اس نذر معین میں دوسرے
واجب کی نیت کی تو وہ دوسرا واجب ادا ہوگا نہ وہ نذر معین اور نزدیک اکثر اماموں کے
نذر معین بغیر تعیین کرنے نیت نذر کے ادا نہیں ہوتا اور نفل جسطرح نفل کی نیت سے
ادا ہوتا ہے اسطرح مطلق نیت کیساتھ بھی ادا ہوتا ہے۔ بالاتفاق اور نذر غیر معین

اور قضا اور کفارہ میں نیت تعین کرنی شرط ہے بالاتفاق مسئلہ روزے کی نیت کا وقت
بعد سورج ڈوبنے کے صبح ہونے تک ہے اور صبح ہونیکے پیچھے جائز نہیں مگر نفل روزے
میں دوپہر کے قبل تک درست ہے نزدیک شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ اور احمدؒ رحمۃ اللہ علیہ کے
اور نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے صبح کے بعد نفل کی نیت بھی درست نہیں
اور نزدیک امام اعظمؒ رحمۃ اللہ علیہ کے روزے رمضان اور نذر معین اور نفل کی
زوال سے دوپہر کے قبل تک درست ہے اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کی نیت
صبح ہونیکے بعد بالاتفاق درست نہیں اور نزدیک تینوں اماموں کے رمضان
کے تینتیسوں روزوں کے لئے ہر رات الگ الگ نیت کرنی شرط ہے اور امام مالکؒ
کے نزدیک سارے رمضان کے واسطے پہلی رات کی ایک نیت کفایت ہے۔
اگر رمضان کے مہینے کی اول رات میں تیس روزے کی نیت کسی نے کی اور
درمیان رمضان کے اسے جنون ہوا اور کئی دن اوسے جنون میں گزر گئے اور کوئی
چیز روزہ توڑنے والی اسمیں اس سے ظاہر میں نہ آئی تو نزدیک امام مالکؒ کے روزے
اوسکے صحیح ہوئے اور نزدیک تینوں اماموں کے جنون کے دنوں کے روزے قضا کرے
اسواسطے کہ اس میں نیت فوت ہوئی۔ اور اگر سارے مہینے رمضان کے باؤلا رہا تو
روزے ساقط ہوئے قضا واجب نہ ہوگی اور اگر رمضان میں ایک ساعت بھی باوے
کو افاقہ ہوا تو پچھلے دنوں کے روزے قضا کرے خواہ وہ بالغ ہونے کے وقت دیوانہ
ہوا یا بعد بلوغت کے ہوا مسئلہ رمضان کے مہینہ کا چاند دیکھنے سے یا شعبان
کے تیس دن تمام ہونے سے روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے اور اگر آسمان میں مثلاً
ابر یا غبار ہو تو رمضان کے چاند کے لئے ایک مرد یا ایک عورت عادل کی گواہی کفایت ہے
خواہ وہ آزاد ہو خواہ غلام یا باندی اور اسی طرح شوال کے چاند کے لئے دو مرد آزاد
عادل یا ایک مرد اور دو عورت آزاد عادل کی گواہی لفظ شہادت کے ساتھ شرط

ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور شوال کے چاند کی گواہی کو ایک بڑی جماعت چاہیے
مسئلہ اگر رمضان کا چاند ایک آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا تھا پھر تیسویں کو چاند دیکھا
نہ گیا تو افطار کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر دو آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا تھا اور تیس دن گزر
گئے تو افطار جائز ہوگا اگرچہ چاند دیکھا نہ جاوے **مسئلہ** اگر کسی نے چاند رمضان یا
شوال کا اپنی آنکھ سے دیکھا اور قاضی نے گواہی اوس کی قبول نہ کی تو دونوں صورت
میں چاہیے ہے کہ وہ شخص روزہ رکھے اور اگر افطار کرے گا تو قضا واجب ہوگی نہ کفارہ
مسئلہ شک کے دن یعنی تیسویں شعبان کو جب چاند دیکھا نہ جائے اور مطلع صاف
نہ ہو تو روزہ نہ رکھے مگر نفل کی نیت سے مضائقہ نہیں اگر وہ دن معتادی نفل روزے کے
موافق پڑ جاوے **ف** یعنی ایک شخص کی عادت ہے ہر پیر یا جمعرات کو روزہ نفل رکھتا ہے
اتفاقاً وہ تاریخ شک کی اسی دن واقع ہوئی تو اس کو اس دن روزہ رکھنا منع نہیں
اگر ایسا نہ ہو تو خواص روزہ رکھیں **ف** جو لوگ شک کے دن کی نیت جانتے ہوں وہ
رکھیں اور نیت اس دن کی روزہ نفل کی کرے نہ غیر اس کے اور عوام دو پہر
کے بعد افطار کریں نزدیک امام اعظمؒ کے اور اس دن رمضان کی نیت یا دوسرے واجب
کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسیطرح تردد نیت کے ساتھ بھی روزہ رکھنا مکروہ
ہے اور تردد کی صورت یوں ہے کہ جی میں کہے کہ آج اگر دن رمضان کا ہے تو یہ روزہ رمضان
کا ہے اور اگر دن رمضان کا نہیں ہے تو یہ روزہ دوسرے واجب کا ہے یا نفل کا
لیکن بہر تقدیر جس نیت کیساتھ روزہ رکھے گا جب رمضان ثابت ہوگا تو وہ روزہ رمضان کا
ہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے **فصل پہلی** قضا اور کفارہ واجب کرنے والی چیزوں کے بیان
میں اگر کسی نے رمضان کے روزے میں جماع کیا یا جماع کیا گیا قصداً قبل یا دبر میں
یا کھایا یا پیا قصداً خواہ غذا خواہ دوا روزہ اوس کا فاسد ہوا اوس پر قضا اور کفارہ
واجب ہوگا بشرطیکہ روزہ ادا کا ہو اور اگر میسر نہ ہو تو پے درپے دو مہینے روزے رکھے اون میں

رمضان اور عیدین اور ایام تشریق نہ ہوں اور اگر اوس مہینے کے بیچ میں کوئی روزہ فوت ہوجاوے
خواہ عذر خواہ بغیر عذر سے تو روزہ پھر سرے سے شروع کرے مگر حیض اور نفاس کی ضرورت
میں افطار کرنا مضائقہ نہیں اور اگر مثلاً بسبب پیری کے طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو تو ساٹھہ
مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے۔ لیکن جن ساٹھہ آدمیوں کو صبح کو کھلاوے
اونہیں کو پھر شام کو کھلاوے یا ہر ایک کو غلہ صدقہ فطر کے قدر دیوے اور نزدیک امام
شافعی رح کے اور احمد رح کے بدون وطی کے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے اور قضا یا کفارہ
یا نذر کا روزہ توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے بالاتفاق اور جس وجہ سے
کفارہ واجب ہوتا ہے اگر اوسی وجہ پر ایک رمضان میں دو یا کئی روزے توڑے
تو اس صورت میں اگر اول کے کفارہ دینے کے بعد دوسرا توڑا تو دوسرے کے لئے کفارہ
علیحدہ دیوے اور اسیطرح قیاس کرے تیسرے اور چوتھے میں اور دو کا
اول کا کفارہ نہیں دیا یہانتک کہ رمضان آخر ہوگیا تو سب کے واسطے ایک کفارہ کفایت
ہے اور امام مالک رح اور شافعی رح کے نزدیک دونوں تقدیر میں ہر روزے کے لئے
الگ الگ کفارہ چاہیئے۔ اور اگر دو رمضان میں دو روزے فاسد کئے اور اول روزے
کا کفارہ نہیں دیا تو اس صورت میں بالاتفاق کفارہ الگ الگ واجب ہوگا۔ اور اگر خطا
سے افطار کیا **ف** مثلاً کلی کرنے میں بدون قصد کے حلق میں پانی اوتر گیا یا بسبب
زبردستی کے افطار کیا خواہ جماع خواہ اور کسی چیز کے ساتھہ یا حقنہ کیا گیا یا کان
یا ناک میں دوا ڈالی گئی یا پیٹ یا سر کے زخم میں دوا ڈالی گئی۔ پس وہ دوا اوس کے
دماغ یا پیٹ میں پہنچی یا کنکر یا لوہا یا وہ چیز کہ دوا غذا کی قسم سے نہیں نگل گیا یا قصداً
منہ بھر کے قے کی یا رات جانکر کھانا سحری کا کھایا اور پیچھے معلوم ہوا کہ صبح تھی یا سورج ڈوبنے
کے خیال سے افطار کیا اور وہ ڈوبا نہ تھا یا بھول کر کھانا کھایا اور خیال کیا کہ روزہ میرا
فاسد ہوا بعد اوس کے پھر قصداً کھایا یا سوتے آدمی کے حلق میں کسی نے

پانی ڈالا یا عورت سے سوتے میں یا دیوانگی یا بیہوشی کے حال میں وطی کی گئی ان صورتوں میں قضا کا
روزہ واجب ہوگا نہ کفارہ اور اگر کسی نے رمضان میں روزہ کی نیت کی اور نہ نیت افطار کی
کی اور روزہ توڑنے والی کوئی چیز اس سے ظاہر عمل میں آئی تو اس صورت میں بھی قضا واجب
ہے نہ کفارہ اور اگر رمضان میں نیت روزے کی نہ کی اور کھانا کھایا تو نزدیک امام اعظم رح
کے کفارہ واجب نہ ہوگا اور نزدیک صاحبین رح کے واجب ہوگا اور اگر روزہ بھول گیا
اور اس حال میں کھانا کھایا پانی پیا جماع کیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ قضا واجب ہوگی
اور احتلام ہونا اور دیکھنے کے ساتھ شہوت ہوکر انزال ہونا اور بدن پر تیل ملنا اور آنکھ میں
سرمہ لگانا غیبت کسی کی کرنی اور پچھنے لگانا اور بغیر قصد کے قے ہونی اگرچہ بہت ہو اور
قصد سے تھوڑی سی قے کرنی اور کان میں پانی ڈالنا یہ چیزیں بھی روزہ فاسد نہیں کرتی
ہیں اور اگر ذکر کے اندر تیل یا دوسری کوئی چیز ڈالی تو نزدیک امام اعظم رح کے روزہ فاسد
نہ ہوگا اور نزدیک ابی یوسف رح کے فاسد ہوگا اور اگر مردہ عورت یا چارپائے کے ساتھ
یا قبل اور دبر کے سوا اور کسی عضو میں وطی کی یا عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے
مساس کیا ان صورتوں میں اگر انزال ہوا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر انزال نہ ہوا تو فاسد نہ
ہوگا اور اگر کھانے میں سے کچھ دانت میں باقی رہا اس کو ہاتھ سے نکال کر کھایا تو
روزہ ٹوٹ جاویگا پر کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر زبان کی نوک سے نکال کر کھایا پس اگر
وہ چنے کے برابر ہے تو قضا واجب ہوگی اور اگر چنے سے بہت کم ہے تو نہ ٹوٹے گا اور اگر
دانہ تل کا ثابت نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر منہ میں رکھکر چبایا تو فاسد نہ ہوگا اور قے منہ بھر
اگر منہ میں آئی پھر اس کو قصداً نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر تھوڑی قے منہ میں آئی اور بغیر
قصد کے اندر گئی روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر منہ بھر بدون قصد کے اندر گئی تو نزدیک ابی یوسف رح
کے فاسد ہوگا نہ نزدیک محمد رح کے اور اگر تھوڑی سی قے قصداً نگل جاوے تو نزدیک محمد رح
کے فاسد ہوگا۔ نہ نزدیک ابی یوسف رح کے اور مکروہ ہے روزے میں چکھنا یا چبانا

کسی چیز کا بغیر عذر کے اور لڑکے کے لئے کھانا چبا کر دینا ضرورت کی صورت میں جائز ہے اور
کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بے ضرورت اور غسل کرنا اور تر کپڑے بدن پر لپیٹنا و دفع
گرمی کیواسطے مکروہ تنزیہی ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اسواسطے کہ یہ امور بے صبری پر
دلالت کرتے ہیں اور نزدیک ابی یوسفؒ کے مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** روزہ دار اگر رات کو
ناپاک ہوا اور اس حالت ناپاکی میں صبح کی تو روزہ اسکا نہ ٹوٹیگا لیکن مستحب یہ ہے کہ صبح نکلنے
کے آگے غسل کرے **مسئلہ** علما متفق ہیں اس بات پر کہ روزہ میں جھوٹ کہنے یا غیبت کسی کی
کرنے یا کسی کو برا کہنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا پر سخت مکروہ ہے اور نزدیک اوزاعی رحمۃ اللہ
کے روزہ اسکا فاسد ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے ترک نہ کیا
جھوٹھ بولنا اور گناہ کا کام پس حق تعالیٰ محتاج اسکے روزہ کا نہیں یعنی روزہ اسکا مقبول نہیں
مسئلہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتا تھا یا وطی کر رہا تھا اسوقت فجر ہو گئی پس فجر ہوتے ہی اس نے
کھانا منہ سے ڈالدیا اور ذکر جماع کرنے سے کھینچ لیا اس صورت میں نزدیک جمہور کے روزہ اس کا
صحیح ہوگا نزدیک مالک کے باطل ہوگا **مسئلہ** جس مریض کو روزہ رکھنے میں مرض بڑھنے کا ڈر ہو اسکو
افطار کرنا جائز ہے اور مسافر کو جنکی تفسیر اوپر گزر چکی اُن کو بھی جائز ہے پس اگر مسافر کو روزہ ضرر
کرنیوالا نہ ہو تو اسکو بہتر ہے کہ روزہ رکھے اور اگر مسافر جہاد میں ہو یا روزہ اوس کو مضر ہو تو اس کو
افطار کرنا بہتر ہے۔ اور اگر روزہ قریب ہلاکی کے پہونچاوے تو اس حال میں افطار کرنا واجب
ہے اگر اس حال میں روزہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا اور جن بیماروں اور مسافروں نے افطار کئے
تھے اگر اس مرض اور سفر کے حال میں وہ مر گئے تو قضا اُن پر واجب نہ ہو گی اور اگر بیمار
چنگے ہونیکے پیچھے اور مسافر مقیم ہونیکے بعد مر گئے تو جتنے دن مرض سے اچھے ہو کر اور
مسافرت سے مقیم ہو کے جیتے رہے اتنے دنوں کے روزے انپر واجب ہو وینگے اور جب
اونہوں نے قضا نہ کی تو اونکے ولی پر واجب ہے کہ اُن کے تہائی مال سے ہر روزہ
کے عوض ایک مسکین کا کھانا صدقہ فطر کے انداز سے پر دیوے لیکن یہ صدقہ دینا ولی پر

اس وقت واجب ہوگا کہ مریض اور مسافر مرتے وقت صدقہ دینے کو کہکر مرے ہوں اور
بدون کہنے کے ولی پر واجب نہ ہوگا۔ ہاں اگر ولی اپنی طرف سے احسان کرے تو
درست ہے **مسئلہ** قضاء رمضان کی اگر چاہے یک لخت ادا کرے اور اگر چاہے متفرق
رکھے اگر سال بھر میں ادا نہ کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو پہلے اس دوسرے رمضان کے روزے
ادا کرے بعد اوس کے پچھلے رمضان کے روزے ادا کرے اور اس صورت میں کچھ صدقہ
اسپر واجب نہ ہوگا **مسئلہ** جو نہایت بڑھاپے طاقت روزہ رکھنے سے عاجز ہے وہ افطار
کرے اور ہر روزے کے عوض صدقہ فطر کے برابر کھانا دیوے پھر اگر طاقت روزے کی
آجائے قضا اوس پر واجب ہوگا **مسئلہ** حاملہ یا دودہ پلانے والی عورت اگر اپنی جان
یا اپنے بچے کی جان پر خوف کرے تو افطار کرلے پھر قضا کرے اس پر صدقہ واجب نہوگا

فصل دوسری نفل روزے کے بیان میں

نفل روزہ شروع کرنے سے واجب ہوجاتا
ہے مگر جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے ان دنوں میں شروع کرنے سے بھی واجب نہیں
ہوتا ہے یعنی روزہ عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ذی الحجہ کی گیارہویں یا بارہویں تیرہویں کو
منع ہے اور نفل روزہ بغیر عذر کے توڑنا درست نہیں اور عذر کیسا تھہ درست ہے اور
ضیافت بھی عذر ہے اس میں افطار کرلیوے۔ بعد اوسکے قضا کرے **مسئلہ** اگر
رمضان کے دنوں میں سے کسی دن میں لڑکا بالغ ہوا۔ یا کافر مسلمان یا مسافر مقیم ہوا
یا حیض والی پاک ہوئی یا بیمار نے تندرستی پائی پس اُن سب پر واجب ہے کہ
جسقدر دن باقی ہے اس میں کھانا پینا موقوف کریں لڑکے اور نو مسلم نے کھانا پینا
موقوف کیا یا نہ کیا دونوں صورت میں اُن دونوں پر قضا واجب نہ ہوگا مگر مسافر اور
حائض اور بیمار پر واجب ہوگا **مسئلہ** عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دنوں اور ایام
تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اُن دنوں میں روزہ شروع کرنے سے
بھی واجب نہیں ہوتا ہے لاکن اگر کسی نے نذر کیا کہ میں ان دنوں میں روزہ رکھوں گا یا

نذر کی تمام سال روزہ رکھنے کی تو دونوں صورت میں ان دنوں میں افطار کرے اور قضا کرے اور اگر روزہ رکھیگا تو گنہگار ہوگا لاکن نذر اس کے ذمے سے ساقط ہو جائیگی اور قضا اسپر نہ آویگی فـ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھیگا گویا کہ اس نے تمام سال روزہ رکھا بعض علما نے کہا کہ شوال میں چھ روزے عید الفطر سے ملا کر نہ رکھے نہ یعنی یوں کرے کہ عید کی صبح کو شروع کرکے عید کی ساتویں کو تمام کرے بلکہ متفرق رکھے اسلیئے کہ مشابہ نصارا کیسا تہہ نہووے اور اسی مشابہت کے سبب علما نے ملانے کو مکروہ رکھا ہے اور فتویٰ یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں اکثر روزہ رکھتے تھے اور بعض حدیثوں میں آدہے شعبان کے بعد روزہ رکھنا منع آیا ہے اس سبب سے کہ ایسا نہ ہو کہ ناطاقتی رمضان کے روزوں کو مانع ہو جائے **مسئلہ** ہر مہینے میں تین روزے رکھنا سنت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے ایام بیض کے کبھی تیرہویں اور چودھویں اور پندرہویں کو رکھتے تے اور کبھی شروع چاند میں اکٹھے تین روزے رکھتے تھے اور کبھی آخر چاند میں اور کبھی ہر دسویں کو ایک ایک روزہ اور کبھی جمعرات اور پیر اور جمعرات کو اور کبھی پیر اور جمعرات اور پیر کو رکھتے تہے اور کبھی ایک چاند میں ہفتہ اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے چاند میں منگل اور بدھ اور جمعرات کو رکھتے تہے عرفے کے دن جو شخص روزہ رکھتا ہے اوس کے اگلے اور پچھلے دو برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اگر عاشورے کے دن روزہ رکھیگا تو پچھلے ایک سال کے گناہ بخشے جاویں گے اور مستحب یہ ہے کہ عاشورے کیساتھ ایک دن اور ملاوے خواہ اُسکے اول یا خواہ آخر کو اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا نزدیک بعض علما کے مکروہ ہے اور نزدیک ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کے مکروہ نہیں **مسئلہ** روزہ وصال کا یعنی کئی دن پے در پے روزے رکھنا بغیر افطار کے اور روزہ رکھنا تمام سال کا مکروہ ہے اور سب سے بہتر طریق روزہ رکھنے میں داؤد علیہ السلام کا ہے ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے لیکن اس طور پر رکھنا بھی اس شرط پر ہے

کر ہمیشہ رکھہ سکے کیونکہ عبادت ہمیشہ کی بہتر ہوتی ہے **مسئلہ** عورت کو بغیر اذن خاوند کے اور غلام کو بدون حکم مالک کے روزہ نفل نہ چاہیئے رکھنا **فصل تیسری** اعتکاف کے بیان میں اعتکاف کرنا کسی مسجد میں عبادت ہے لیکن جامع مسجد میں بہتر ہے اور اعتکاف واجب ہوجاتا ہے نذر کرنے سے **ف** جب زبان سے کہا کہ میں نے اپنے اوپر اتنے دنوں کا اعتکاف لازم کیا یا یوں کہا کہ جس وقت یہ کام میرا ہووے گا تب میں اتنے دنوں اعتکاف کروں گا دونوں صورت میں اعتکاف واجب ہوجاویگا لیکن پہلی صورت میں فی الحال ہوگا اور دوسری میں متعلق اور مسجد میں ٹھیرنا اعتکاف کی نیت سے اسی کو شرع میں اعتکاف کہتے ہیں اور اعتکاف کی مدت میں اختلاف ہے اقل مدت اس کی ایک دن ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور آدہے دن سے زیادہ ہے نزدیک ابی یوسفؒ کے اور ایک ساعت ہے نزدیک محمدؒ کے اور رمضان کے آخر دس دن میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے اور جو اعتکاف واجب ہے اوسمیں روزہ رکھنا شرط ہے اور اسی طرح نفل اعتکاف میں بھی شرط ہے ایک روایت میں اور عورت کو چاہیئے کہ گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے **مسئلہ** معتکف کو چاہیئے کہ مسجد سے باہر نہ نکلے مگر پیشاب یا پاخانہ یا جمعہ کی نماز کے واسطے اور جمعہ کے لئے اوس وقت جاوے کہ جسمیں جمعہ اور اس کی سنتیں ادا ہوسکیں اور جامع مسجد میں نماز کی قدر ٹھیرے زیادہ اس سے دیر نہ کرے اگر دیر کی تو اعتکاف فاسد ہوگا **مسئلہ** اگر معتکف بدون عذر کے ایک ساعت مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف اوسکا ٹوٹ جائیگا اور نزدیک صاحبینؒ کے جب تک آدہے دن سے زیادہ مسجد کے باہر نہ ٹھیریگا فاسد نہ ہوگا اور کہانا پینا اور سونا اور بیچنا اور خریدنا مسجد میں بغیر حاضر کرنے اسباب کے معتکف کو جائز ہے اور غیر معتکف کو نہیں **مسئلہ** معتکف کو وطی اور جو چیز خواہش دلاوے طرف وطی مثلاً بوسہ وغیرہ سب حرام ہے اور وطی سے اعتکاف فاسد ہوتا ہے خواہ وطی جان کے کرے خواہ بھول کر اور مساس اور بوسہ سے اعتکاف فاسد ہوتا ہے اگر انزال ہووے اور بدون انزال کے

نہیں ہوتا ہے مسئلہ اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے اور بیہودہ کلام کرنا اس سے
زیادہ مکروہ نیک کلام کیا کرے مثلاً کلام اللہ یا حدیث یا درود پڑھا کرے مسئلہ اگر
کئی دن کے اعتکاف کی نذر کی پس اُن دنوں کی راتوں کو بھی اعتکاف کرنا لازم ہوگا
اور اسی طرح اگر دو دن کی نذر کی تو دو رات کا بھی اعتکاف لازم ہوگا۔ اور نزدیک
ابی یوسفؒ کے صرف اس ایک رات کو لازم ہوگا جو دونوں کے درمیان ہے
اگر نذر کیا ایک مہینے کے اعتکاف کا تو ایک لخت ایک مہینے کا اعتکاف لازم ہوگا
اگرچہ ایک لخت کا ذکر زبان سے نہ کیا ہو مسئلہ اعتکاف شروع کرنے سے
لازم ہوجاتا ہے مگر نزدیک امام محمدؒ کے نہیں ہوتا۔

کتاب الحج

اسلام کے رکنوں میں سے ایک رکن حج ہے اور وہ فرض عین ہوجاتا ہے جس وقت
اسکی شرطیں پائی جائیں اور جس نے حج کو فرض نہ جانا وہ کافر ہے اور اس کی شرطیں
موجود ہونے پر جس نے ترک کیا وہ فاسق ہے لیکن چونکہ ان ملکوں میں اکثر شرطیں حج کی
موجود نہیں اس لئے اسکے مسائل اس مختصر رسالہ میں مذکور نہ ہوئے اور دوسری وجہ یہ ہے
کہ ساری عمر میں حج ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے نہ بار بار پس حاجت کیوقت اس کے مسائل
سیکھنا ہوسکتا ہے واللہ اعلم ف مصنف رحمتہ اللہ نے اگرچہ مسائل حج کے ذکر نہیں
کئے پر یہ عاجز بطور اختصار کے کچھ بیان کرتا ہے مسئلہ شرطیں حج کی یہ ہیں کہ حج
کرنیوالا آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور بیمار اور اندھا اور ضامن کسی کا نہ ہو اور
سواری اور راہ کے خرچ پر قادر ہو اور اہل اور عیال کے نفقہ پھر آنے تک کا دیسکتا ہو
اور راہ میں امن بیشتر ہو یعنی اکثر لوگ اس راہ سے حج کر آتے ہوں گو بعض وقت بعض
لوگ اتفاقاً ہلاک ہوں اس کا اعتبار نہیں اور عورت کے لئے اس کے شوہر

یا محرم عاقل نیک بخت کا ساتھ ہونا **مسئلہ** فرض حج کے تین ہیں ایک تو احرام باندھنا دوسرا عرفات میں کھڑا ہونا اور تیسرا طواف الزیارہ کرنا کہ اسکو طواف الافاضہ اور طواف رکن بھی کہتے ہیں **مسئلہ** واجب حج کے پانچ ہیں ایک مزدلفے میں رات کو ٹھہرنا دوسرا جمرات میں کنکریاں مارنا تیسرا صفا اور مروہ پہ دوڑنا چوتھا بال منڈانا یا کتروانا پانچواں طواف الصدر کرنا یعنی پھرتے وقت طواف رخصت کا کرنا جسکو طواف الوداع بھی کہتے ہیں پس ان کے سوا سنتیں اور مستحبات ہیں **مسئلہ** جان تو کہ احرام باندھنے کے بعد حرام ہے وطی کرنا اور جھگڑا اور لڑائی کرنا جھوٹ بولنا اور غیبت اور تہمت اور برائی کرنا اور گالی دینا اور فحش بکنا اور شکار خشکی کا کرنا اور بدن کے بال منڈانا اور سر اور ڈاڑھی خطمی سے دھونا اور ناخن اور جوئیں کترنا اور موزہ پہننا پگڑی باندھنا اور سئے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا پس زیادہ تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھے جسکو حاجت ہو

کتاب التقوی

اسلام کے ارکان کے بعد یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل جاننے کے بعد حرام اور مکروہ اور شبہے کی چیزوں کو دریافت کرنا اور ان سے بچنا یہ بھی اسلام میں ضرور ہے کیونکہ بدون جاننے اونکے احتیاط کرنا اون سے مشکل ہے پس اگر مسلمان اون کو نہ جانے اور اون سے نہ بچے گا تو اس کی مسلمانی میں بیشک نقصان آوے گا پس اسی واسطے اس کتاب التقوی کی پانچ فصلوں میں وہ چیزیں بیان کی گئیں **فصل پہلی** کھانے کے بیان میں۔ مردار یعنی جو جانور کہ آپ سے مرا ہو اور بہنے والا لہو اور سور اور وہ جانور کہ بلندی سے گر کر مرا ہو اور وہ جانور کہ گلا گھونٹنے سے یا کسی صدمہ سے مرا ہو اور وہ جانور کہ اس کو کسی کافر غیر کتابی نے ذبح کیا اون کا کھانا حرام ہے اور اسی طرح جو جانور کہ اس کو کسی مسلمان یا کتابی نے ذبح کیا اور قصداً بسم اللہ ترک کی وہ بھی حرام ہے اور اگر بھول کے ترک کی تو نزدیک امام مالک کے حرام ہے اور نزدیک امام اعظم کے حلال ہے **مسئلہ** جنگل سے پکڑنے والے جانور اور پھاڑ کھانے والے چارپائے اگرچہ کفتار اور لومڑی ہوں اور ہاتھی اور گدھے اور خچر اور زمین میں گھسنے رہنے والے

جانور مانند چوہے اور نیولے اور سوا ان کے جو حشرات زمین کے ہیں جیسے کیچوے وغیرہ اور جو جانور کہ اکثر نجاست کہاتا ہے۔ ان سب کا کہانا حرام ہے اور جو کوا کہ دانا اور نجاست دونوں کہاتا ہے وہ مکروہ ہے اور گہوڑا حلال ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے مکروہ ہے اور کوے کہیتی کے کہ وہ فقط دانہ کہاتے ہیں حلال ہیں اور خرگوش اور دوسرے حیوانات جنگلی کہ درندوں میں سے نہیں وہ حلال ہیں اور دریائی حیوانوں میں سے نزدیک امام اعظمؒ کے سوائے مچھلی کے کسی قسم کا جانور حلال نہیں اور مچھلی اگر دریا وغیرہ میں بدون آفت کے مر کر پانی پر چت ہو کر بہے تو وہ حرام ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور مچھلی اور ٹڈی میں ذبح شرط نہیں ہے اسواسطے کافر کی شکار کی ہوئی مچھلی بہی حلال ہے **مسئلہ** طعام اس قدر کہانا فرض ہے جسمیں زندگی باقی رہے اور اسقدر کہانا کہ جسمیں نماز کہڑا ہو کر پڑہ سکے اور روزہ رکہنے کی طاقت حاصل ہو مستحب ہے اور آدہے پیٹ تک کہانا سنت ہے اور پیٹ بہر کر کہانا مباح ہے اور اگر جہاد میں طاقت ہونیکی نیت اور دینی علوم میں محنت کرنے کی نیت سے پیٹ بہر کر کہاوے تو بہی مستحب ہے اور پیٹ بہر سے زیادہ کہانا حرام ہے مگر روزہ رہنے کے قصد یا مہمان کی خاطر سے جائز ہے **مسئلہ** ناچاری کی حالت میں یعنی بہوک سے جب مرنیکا اندیشہ ہو اور اس وقت غذا حلال نہ ملے تو مردار حلال ہوتا ہے اور جو چیز حرام ہے وہ بہی حلال ہوتی ہے بلکہ اس وقت فرض ہوتا ہے کہانا مردہ اور وغیرہ کا نزدیک امام اعظمؒ کے اور اگر نہ کہایا اور مر گیا تو گناہگار ہوگا۔ لیکن پیٹ بہر کر نہ کہاوے جان بچانے کے اندازہ سے کہاوے نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے ایک قول میں بہی یہی حکم ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے پیٹ بہر کے کہاوے اور ایسی حالت میں اگر غیر کا مال جان رکہنے کی قدر کہاوے اور اس کی قیمت ادا کرنیکی نیت ہو وے تو جائز ہے لیکن اگر اس نے احتیاط کیا غیر کے مال سے نہ کہایا اور مر گیا تو ثواب دیا جاویگا گنہگار نہوگا **مسئلہ** مرض میں دوا کہانی جائز ہے نہ واجب اگر دوا نہ کہائی اور مر گیا گنہگار نہ ہوگا **مسئلہ** قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کی غذا

لطیف کھانا جائز ہے لیکن اس میں خرچ حد سے زیادہ کرنا اسراف ہے اور منع **مسئلہ** سونے
اور چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا مرد اور عورت دونوں کو حرام ہے **مسئلہ** شراب انگوری نجاست
غلیظ اور حرام قطعی ہے جو شخص اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے اور اس کو یوں بناتے ہیں کہ
پانی انگور کا بدون جوش آنیکے رکھ چھوڑتے ہیں یہاں تک کہ وہ نشہ لانے والا ہو اور کف اس میں
اٹھ آوے اور وہ شراب کہ تر خرما یا کشمش سے بناتے ہیں اور وہ طلا انگوری کہ انگور کے
پانی کو جوش دے کر دو تہائی سے کم خشک کر کے رکھ چھوڑتے ہیں سکر ہونے اور کف لانے
تک یہ تینوں قسمیں نجس ہیں لیکن نجاست اونکی خفیفہ ہے نہ غلیظ اور دوسری شرابیں
کہ خرما یا کشمش کے پانی کو جوش دیکر بناتے ہیں یا شہد یا انجیر یا گیہوں یا جو یا جوار وغیرہ
سے تیار کرتے ہیں اور مثلث انگوری کہ انگور کے پانی کو جوش دینے کے بعد ایک
تہائی باقی رکھتے ہیں۔ یہ سب شرابیں بھی اُن تینوں کے مانند نجس ہیں اور حرام نزدیک
محمدؒ کے اگرچہ ایک قطرہ بھی ہو دلیل اون کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو چیز نشہ لاوے زیادتی سے اس کی حرام ہے ایک قطرہ اس کا اور جو چیز نشہ لانے والی
ہے وہ شراب ہے یعنی مانند شراب کے ہے حرمت اور نجاست میں اور نزدیک امام اعظمؒ کے
جو چار شرابیں پہلے کی ہیں یعنے شراب انگوری اور شراب خرمائے تر اور شراب کشمش
اور طلا انگوری کے سوا اور جو پچھلی شرابیں ہیں یہ سب نہ تو نجس ہیں نہ حرام ہاں جو شخص لہو و لعب
کے ارادے سے پیوے تو حرام ہے اور اگر طاقت کے قصد سے پیوے تو جائز ہے لیکن یہ قول
امام اعظمؒ کا متروک ہے اور فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے **مسئلہ** شراب سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا
درست نہیں۔ پس چاہیے کہ اس سے علاج چارپایہ کا بھی نہ کیا جاوے اور نہ لڑکوں کو دیجاوے
اور نہ زخم کے مرہم میں ڈالی جاوے **مسئلہ** کھانا کھانے اور پانی پینے کے وقت سنت یہ
ہے کہ اول بسم اللہ کہے اور آخر اس کے الحمد للہ اور کھانیکے قبل اور کھا کر ہاتھ دھووے
اور پانی تین گھونٹ کر کے پیوے اور ہر بار اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے **مسئلہ**

گھوڑی کا دودھ نشہ کے سبب سے حرام اور پیشاب ماکول اللحم کا بھی حرام ہے **مسئلہ** گوشت اگر مسلمان یا کسی کتابی سے مول لیوے تو وہ حلال ہے اور اگر کسی بت پرست سے لیوے تو حرام ہے **مسئلہ** ہدیہ قبول کرنیکے لئے غلام اور لونڈی اور لڑکے کا قول ہی معتبر ہے ف یعنی مثلاً کسی غلام نے کہا کہ ہدیہ تمہارے فلانے دوست نے بھیجا پس اس کا کہنا کفایت کرتا ہے **مسئلہ** اگر کسی عادل نے کہا یہ پانی پاک ہے یا کہا ناپاک ہے دونوں صورت میں قول اسکا قبول کیا جاویگا اگر کسی فاسق نے یا جس کا حال معلوم نہیں اس نے خبر دی پانی کی نجاست پر پس اس صورت میں دل میں سوچے جس طرف دل کی رائے غالب ہووے اسی پر عمل کرے پس اگر گمان غالب ہو کہ یہ کہنے والا سچا ہے پانی کو گرا دے اور تیمم کرے اور اگر گمان غالب ہو کہ یہ جھوٹا ہے تو وضو کرے اس سے لیکن بہتر یہ ہے کہ وضو کرے اور تیمم کر لیوے **مسئلہ** سوداگر کے غلام کی ضیافت قبول کرنی درست ہے اور کپڑا یا نقدی یا غلہ اس سے لینا درست نہیں اس کے مولیٰ کی اجازت بغیر **مسئلہ** ضیافت قبول کرنی ظالم امیروں اور ناچنے والے اور گانے والے اور چلّا چلّا کر رونے والی عورتوں کی اور قبول کرنا ہدیہ اُن کا منع ہے اگر اکثر مال اُن کا حرام ہی ہووے اور اگر جان لیوے کہ اکثر مال حلال ہے تو درست ہے **فصل دوسری** لباس اور اس کے مانند کے بیان میں کپڑا اس قدر ڈھانکنے کی قدر اور گرمی سردی جو ہلاکی پہونچانے والی ہیں اُن کے دفع کرنیکی قدر پہننا فرض ہے اور اس سے زیادہ پہننا خدا کی نعمت ظاہر کرنی اور شکر ادا کرنا اور زینت کے لئے مستحب ہے اور سنت وہ ہے کہ لباس انگشت نما نہ پہنے اور دامن اور ازار آدھی پنڈلی تک پہنے اور ٹخنے تک بھی جائز ہے اور اس سے زیادہ نیچے لٹکانا حرام ہے اور سنت کی نیت سے شملہ بالشت بھر چھوڑنا مستحب ہے اور اسراف اور فخر دکھانے کی نیت سے زیادہ تکلف کرنا پوشاک میں مکروہ ہے یا حرام اور اگر یہ نیت نہ ہو تو مباح ہے اور زرد اور زعفرانی رنگ کے کپڑے مردوں کو حرام ہیں نہ عورتوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ مطلق سرخ رنگ مردوں کو

مکروہ ہے مگر خط دار درست ہے مانند سوسی کے اور جو کپڑا تانا اور بانا اس کا دونوں ریشم ہوں وہ عورت کو درست ہے نہ مردوں کو مگر چار انگل کے برابر مانند سنجاف کو مردوں کو بھی درست ہے اور جو کپڑا کہ بانا اس کا ریشمی اور تانا سوت یا اون کا ہو اوس کو فقط لڑائی میں پہننا درست ہے اور جس کپڑے کا بانا سوت اور تانا ریشمی ہے اور وہ مشروع ہے ہر حال میں وہ درست ہے اور ریشمی کپڑے کا بچھونا اور تکیہ بنانا درست ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے منع ہے **مسئلہ** چاندی اور سونے کے زیور عورتوں کو پہننا جائز ہے اور مردوں کو حرام ہے۔ مگر انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی اور سونا اس کے نگینے کے چاروں طرف لگا ہوا درست ہے **مسئلہ** ٹوٹا ہوا دانت چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے نہ سونے کے تار سے اور صاحبینؒ کے نزدیک سونے کے تار سے بھی جائز ہے اور انگوٹھی لوہے اور پیتل وغیرہ کی جائز نہیں **مسئلہ** بادشاہ اور قاضی کو انگوٹھی مہر کے لئے رکھنی سنّت ہے اوروں کو نہ رکھنی بہتر ہے **مسئلہ** جس برتن میں چاندی کی میخ وغیرہ لگی ہو اس میں کھانا پینا اور چاندی کی میخیں لگی ہوئی کرسی پر بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ چاندی کی جگہ سے منہ لگانے اور بیٹھنے میں احتیاط کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے مکروہ ہے اور امام محمدؒ سے دو روایت ہیں ایک میں تو جائز ہے اور دوسری میں منع **مسئلہ** لڑکے کو ریشمی کپڑا اور سونا و چاندی پہنانا حرام ہے

فصل تیسری وطی اور جو چیز خواہش دلانیوالی وطی کی ہے اس کے بیان میں۔ اپنی جورو یا لونڈی سے پیچھے کی راہ سے یا حیض و نفاس میں وطی کرنی حرام ہے اور لواطت حرام قطعی ہے جو اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے اور اجنبی عورت اور مرد کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور اسیطرح اجنبی عورت پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا اور حرام کاری کی کوشش میں چلنا پھرنا بھی حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا اور زبان کا زنا بدبات کہنا اور فرج ان سب کی تصدیق کرتی ہے یا سب کو جھٹلاتی ہے **مسئلہ** غیر کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر طبیب یا ختنہ کرنے والے

یا دائی یا ختنہ کرنیوالے وغیرہ ہم کو جائز ہے کہ ضرورت میں ضرورت کے قدر نظر کریں نہ زیادہ اور
ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن دیکھنا درست ہے عورت کے سوا یعنی ناف سے زانو تک
نہ دیکھے اور ایک عورت کو دوسری عورت کی ناف سے زانو تک بھی دیکھنا درست نہیں اور
باقی بدن دیکھنا جائز ہے اور اسیطرح عورت کو غیر مرد کے ستر کے سوا باقی بدن کا دیکھنا
درست ہے بدون شہوت کے اور شہوت کے حال میں ہرگز نہیں درست اور مرد کو اجنبی عورت کا
بدن دیکھنا بالکل درست نہیں مگر جو عورت ضروری کاموں کے واسطے باہر نکلتی ہے اُس کا
مُنہ اور دونوں ہاتھ دیکھنا درست ہے اگر شہوت نہ ہو اور اگر شہوت ہو تو درست نہیں قرآن مجید
میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کہو اے محمد مسلمان مردوں کو کہ عورتوں سے آنکھیں بند کریں
اور شرمگاہ نگاہ رکھیں اور کہو مسلمان عورتوں کو کہ مردوں سے آنکھیں چھپا دیں اور شرمگاہ
نگاہ رکھیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جس نے اجنبی عورت کی طرف شہوت سے نظر کی
قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ اوسکی آنکھوں میں ڈالا جائیگا اور اپنی عورت اور لونڈی
کا سارا بدن دیکھنا درست ہے مستحب وہ ہے کہ شرمگاہ نہ دیکھے اور ماں اور بہن اور بیٹی اور
پوتی اور سوا ان کے جتنی عورتیں محرمات میں سے ہیں انکے اور غیر کے لونڈی کے سر اور
مُنہ اور پنڈلی اور بازو دیکھنا اور اُن کو ہاتھ لگانا درست ہے اگر شہوت سے اسکو امن ہو اور پیٹ
اور پیٹھ اور ران دیکھنا درست نہیں اور غلام اپنے مالک کے حق میں مانند اجنبی کے ہے
پس اس کو مُنہ اور دونوں ہاتھ کے سوا باقی اعضا مالک کا دیکھنا درست نہیں اور اجنبی عورت
کی طرف نکاح کے ارادے سے یا مول لینے کیوقت شہوت کے ساتھ بھی دیکھنا جائز ہے
اور اسیطرح گواہ کو بھی گواہ ہونے یا گواہی دینے کیوقت اور حاکم کو بھی انصاف کے وقت
دیکھنا درست ہے **مسئلہ** خوجہ اور اختہ کا حکم مرد کا ہے **ف** یعنی جس طرح عورت کو
غیر مرد سے پردہ کرنا فرض ہے اسیطرح انہوں سے بھی۔ خوجہ کہتے ہیں ذکر کٹے ہوئے کو
اور اختہ کہتے ہیں جسکے خصیہ نکال لیے گئے ہوں **مسئلہ** حمل رہنے کے خوف سے عزل کرنا

جنی وطی کرنے میں انزال کے وقت منی باہر ڈالنی منع ہے منکوحہ سے بغیر اذن اس کے
گروہ حرہ ہے اور اگر وہ غیر کی لونڈی ہے تو اس کے مالک کے بدون حکم نہیں جائز اور اپنی
ونڈی سے درست ہے بغیر اذن اُسکے **مسئلہ** اگر کسی نے باندی مول لی یا کسی نے اسکو ہبہ
یا یا میراث یا کسی اور سبب سے ہاتھہ لگی پس نہ وطی اسکی درست ہے اور نہ بوسہ نہ مساس جبتک
س کے ملک میں آنے کے بعد ایک حیض پورا نہ ہوئیوے اور اگر باندی نابالغ ہو یا بڑھیا کہ
یض موقوف ہوگیا تو بعد ایک مہینے کے وطی جائز ہوگی **مسئلہ** اگر کسی کی ملک میں دو لونڈی
یسی ہوں کہ نکاح دونوں کا ایک ساتھہ کرنا شرع میں منع ہو مثلاً دونوں آپسمیں بہن ہوں پس
س صورت میں اگر اُن دونوں میں سے ایک کے ساتھہ اُس نے وطی کی تو دوسری اُس پر
رام ہوگئی جبتک اس وطی کی ہوئی کو اپنے ملک سے الگ نہ کریگا یا کسی اور سے نکاح نکردے گا
فصل چوتھی کسب اور تجارت کے بیان میں. حدیث میں آیا ہے کہ تلاش کرنا حلال روزی
کا فرض ہے بعد فرضوں کے ف یعنی جو فرائض کہ مقررہ ہیں مانند نماز روزہ اور سوا ان کے اول
رتبہ اُن کا ہے بعد اُن کے طلب کرنا کمائی حلال کا فرض ہے اور سب کسبوں سے
بہتر کسب اپنے ہاتھہ کا ہے داؤد علیہ السلام زرہ اپنے ہاتھہ سے بناتے تھے اور کہاتے تھے
در بہتر کسب کیا ہے بیع مبرور ہے یعنی وہ بیع کہ فساد اور کراہت سے پاک ہو **ف** فقہ میں تفصیل
وس کی لکہی ہے کہ افضل کسب جہاد ہے پہر تجارت پہر زراعت پہر ہاتھہ کی کمائی **مسئلہ** بیع
ر مال نہو مانند مردار یا لہو یا حر کے بیع اُسکی باطل ہے اور اگر مبیع مال ہو لیکن قابل قیمت کے
ہو مانند اوس جانور کے کہ ہوا میں اڑتا ہے یا وہ مچھلی کہ پانی کے اندر ہے انکی بیع بہی باطل ہے
ف ہاں اگر جانور کو پہر آنیکی عادت ہو جسطرح کبوتر یا مچھلی ایسی چھوٹے حوض میں ہو کہ ہاتھہ سے
پکڑ سکتے ہوں اس صورت میں بیع اُن کی جائز ہوگی اور مانند شراب اور سور کے کہ یہ دونوں
رچہ کفار کے نزدیک قیمت دار مال ہیں پر شارع کے نزدیک کچھہ ان کی قیمت نہیں
س یہ دونوں اگر نقد روپیوں کے عوض بیچے جاویں اُن کی بیع بہی باطل ہوگی اور

اگر مثلاً کپڑے یا کسی اور اسباب کے عوض بیچے جاویں تو اس صورت میں بھی ان کی بیع باطل ہوگی اور اسباب کی بیع فاسد ف بیع کی چار قسمیں ہیں نافذ۔ موقوف۔ فاسد۔ باطل جسمیں بیع اور ثمن دونوں مال ہوں اور بیچنے والا اور لینے والا دونوں عاقل ہوں خواہ وہ دونوں اپنے واسطے خرید و فروخت کرتے ہوں یا کسی اور کے وکیل یا ولی ہوں اُس کو بیع نافذ کہتے ہیں اور اگر کسی نے غیر کا مال بدون اجازت اس کے بیچا نہ اس کا ولی ہے اور نہ وکیل اوسکو بیع موقوف کہتے ہیں یہ بیع صحیح نہ ہوگی جبتک مال کا مالک اذن نہ دیوے اور اگر باعتبار اصل کے بیع درست ہو اور باعتبار عارض کے نادرست ہو تو اوسکو بیع فاسد کہتے ہیں مثلاً ایک کپڑا بیچا شراب کے عوض میں پس کپڑے کی بیع اصل میں تو درست ہے لیکن شراب کے عوض میں فاسد ہے کیونکہ شراب شرع میں مال متقوم نہیں ہے اور کپڑا مال متقوم ہے پس مال کو بغیر مال کے ساتھ عوض کرنا درست نہیں اور اگر کسی وجہ سے درست نہ ہو اس کو بیع باطل کہتے ہیں مانند بیع مردار یا شراب کے بیع باطل میں خریدار بیع کا مالک نہیں ہوتا ہے کسواسطے کہ وہ مال نہیں اور فاسد میں بیع قبض کرنے کے بعد مالک ہوتا ہے لیکن بیع کو فسخ کرنا واجب ہے ف اور اگر فسخ نہ کیا تو واجب ہوگا اس پر قیمت اس کی دینی نقدی میں سے مثلاً کسی نے شراب دیکر کپڑا لیا پس لینے والے پر واجب ہے کہ کپڑے کی قیمت نقدوں میں سے دیکے مسئلہ دودھ بغیر دوہنے کے جانور کے تھنوں میں بیچ ڈالنا درست نہیں یہ بیع باطل ہے کیونکہ اوس میں دودھ ہونے میں شک ہے احتمال ہے کہ ہوا ہو دودھ نہ ہو مسئلہ جو بیع بیچنے والے اور مول لینے والے میں جھگڑا ڈالنے والی ہو وہ فاسد ہے مانند بیع پشم کے بھیڑ بکری کی پیٹھ پر یا بیع کسی کڑی کی چھت میں یا بیع ایک گز کپڑے کی تھان میں سے یا بیع کر فی مدت مجہول کیساتھ مثلاً خریدار نے کہا کہ جسدن مینہ برسے گا یا ہوا زور کی چلیگی اسدن قیمت دونگا ف ان صورتوں میں جھگڑا ہونیکی وجہ یہ ہے کہ مثلاً خریدار چاہتا ہے کہ بال بھیڑ بکری کی پیٹھ سے

ملا کے کاٹ لیوے یا کڑی اچھی سی اچھی کر نکال لیوے یا گز بھر کپڑا اپنی پسند کیموافق پھاڑ لیوے یا
مینہ برسنے اور تند ہوا چلنے کے دن قیمت مال کی دیوے اور بائع اس وجہ پر راضی نہیں ہوتا ہو
اور اسکا راضی نہ ہوتا بھی صورت آپسمیں نزاع کی ہے پس مشتری کو لازم ہے کہ اسطرح کی بیع فاسد
کو فسخ کرے اور اگر مشتری نے فسخ نہ کیا بلکہ بائع نے کڑی چھت سی نکال وہی اور گز بھر کپڑا تھان
سے پھاڑ دیا یا مشتری نے مدت مجہول کو موقوف کیا بیع صحیح اور لازم ہو جاویگی **مسئلہ** شرط فاسد
سے بیع فاسد ہوتی ہے اور شرط فاسد وہ ہے کہ مقتضائے عقد کا نہ ہو یعنی جن شرطوں کو عقد
چاہتا ہے وہ اُن میں سے نہ ہو اور اُس میں نفع ہو بائع کو یا مشتری کو یا مبیع مستحق نفع کا ہو یعنی
مبیع نفع کو نفع سمجھتا ہو اور وہ اپنا فائدہ حاصل کرنیکی عقل اور شعور رکھتا ہو اگر مبیع کو یہ لیاقت نہیں
ہے تو اوس کا نفع معتبر نہ ہوگا **مسئلہ** کسی نے مثلاً مکان لیا اس شرط پر کہ بائع اس
پر اُس کا قبضہ کرا دیوے پس یہ شرط صحیح ہے فاسد نہیں ہے اس لئے کہ یہ شرط مقتضائے عقد
کا ہے اور اگر بائع نے کپڑا بیچا اس شرط پر کہ مشتری اسکو کسی اور کے پاس نہ بیچے پس یہ
شرط اگرچہ مقتضائے عقد کا نہیں ہے لیکن فاسد بھی نہیں اس لئے کہ اسمیں کسی کا نفع نہیں
اور اگر بائع نے گھوڑا بیچا اس شرط پر کہ خریدار اس کو فربہ کرے اسمیں گھوڑے کو نفع
ہے لیکن گھوڑا انسان نہیں ہے کہ نفع کو سمجھے اور مشتری سے فربہ ہونیکی غذا طلب کرے
پس یہ شرط بھی فاسد نہیں اس طرح کی شرط کرنی لغو ہے اور بیع صحیح اور اگر کسی نے مکان
بیچا اس شرط پر کہ بیچنے کے بعد ایک مہینے تک اسمیں رہا کرے پس یہ شرط فاسد ہے
کیونکہ اسمیں بائع کو نفع ہے اور اگر کسی نے کپڑا اس شرط پر مول لیا کہ بائع اوسکو پیراہن سی
دیوے پس یہ شرط فاسد ہے کسواسطے کہ اس میں لینے والے کو نفع ہے۔ اور اگر غلام
بیچا اس شرط پر کہ لینے والا اوس کو لیکر آزاد کرے۔ پس یہ شرط فاسد ہے اس سبب سے
کہ اسمیں غلام کو منفعت ہے پس اسطرح کی بیع دو شرط سے بچنا واجب ہے کیونکہ ایسی شرطوں
سے بیع فاسد ہوتی ہے اور بیع باطل اور بیع فاسد کے مسائل کی زیادہ تفصیل فقہ کی کتابوں

میں موجود ہے **مسئلہ** سود لینا حرام ہے بیع اور قرض دونوں میں اور گناہ کبیرہ ہے جو شخص اُسکی حرمت کا منکر ہے وہ کافر ہے **مسئلہ** جان تو کہ بیاج دو قسم پر ہے ایک بیاج نسیہ دوسرا بیاج فضل بیاج نسیہ وہ ہے کہ نقد مال کو وعدے پر بیچے اور بیاج فضل وہ ہے کہ تھوڑے مال کو بہت کے عوض بیچے پھر اگر دو چیزیں پائی جائیں ایک اتحاد جنس دوسرا اتحاد قدر تو نزدیک امام اعظمؒ کے دونوں قسمیں ربوا کی حرام ہوتی ہیں یعنی ربوا نسیہ بھی اور ربوا فضل بھی اور قدر سے مراد ہے کیل یا وزن اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے ایک پائی جائے یعنی صرف اتحاد جنس پائی جائے یا اتحاد قدر تو ربوا نسیہ کا حرام ہوگا نہ ربوا زیادتی کا پس اگر گیہوں عوض گیہوں کے یا جو عوض جو کے یا چنے عوض چنے کے یا سونا عوض سونے کے یا چاندی عوض چاندی کے یا لوہا عوض لوہے کے بیچا جاوے تو فضل اور نسیہ دونوں اُن میں حرام ہیں کیونکہ اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں چیزیں وہاں موجود ہیں اور اگر گیہوں عوض چنے کے یا سونا عوض چاندی کے یا لوہا عوض تانبے کے بیچا جاوے تو فضل حلال ہے اور نسیہ حرام کسواسطے کہ گیہوں اور چنے دونوں ایک طرح کے کیل سے بیچے جاتے ہیں اور لوہا اور تانبا دونوں ایک صورت کی ترازو اور بٹوں سے اور سونا اور چاندی ایک طرح کی ترازو اور بٹوں سے بیچے جاتے ہیں پس اُن میں قدر متحد ہے اور جنس مختلف اس لئے فضل حلال ہے اور نسیہ حرام اور اگر گزی کپڑا گزی کپڑے کے عوض اور گھوڑا گھوڑی کے عوض بیچا جاوے تو بھی فضل حلال ہے اور نسیہ حرام کیونکہ یہاں اتحاد جنس موجود ہے اور قدر نہیں اور اگر اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں نہ پائی جائیں تو فضل بھی اور نسیہ بھی جائز ہے مثلاً گیہوں سونے یا لوہے کے عوض بیچے تو فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں اسلئے کہ یہاں نہ اتحاد جنس ہے نہ اتحاد قدر کیونکہ گیہوں کیلی ہیں اور سونا اور لوہا وزنی اور اگر سونا لوہے کے بدل یا لوہا سونے کے بدل بیچے اس میں بھی فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں کیونکہ یہاں نہ اتحاد جنس ہے اور نہ اتحاد

فائدہ یہ کہ واسطے کہ ترازو اور بٹے سونے کے اور ہیں اور ترازو اور بٹے سب کے اور ہیں اور
اسیطرح اگر گیہوں چونے کے عوض بیچے اوس میں بھی فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں
اس لئے کہ گیہوں کے کیل اور ہیں اور چونے کے کیل اور نزدیک امام شافعیؒ کے
کھانے کی چیزوں میں اور سونے چاندی میں ربوا جاری ہوگا۔ انکی جنس متحد ہونے کی
صورت میں لوہے اور تانبے اور پیتل اور چونہ اور انکے مانند میں ربوا جاری نہ ہوگا اور امام مالک
کے نزدیک کھانے کی چیزیں اگر لایق ذخیرے کے ہونگی تو ان میں ربوا جاری ہوگا اور
اگر ایسی نہ ہونگی تو نہوگا پس تازے میوے اور ترکاری وغیرہ میں ان کے نزدیک ربوا نہیں
ف تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ حدیث شریف میں حکم ہے کہ سونا اور چاندی گیہوں جو کھجور
نمک ان کی جنس کے عوض یعنی سونا عوض سونے کے اور چاندی عوض چاندی کے
اور گیہوں عوض گیہوں کے اور جو عوض جو کے اور کھجور عوض کھجور کے اور نمک عوض نمک کے
برابر بیچیں اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لین دین کریں کہ فضل اور نسیہ دونوں ان
میں ربوا ہیں۔ پس جب حدیث میں ان چھ چیزوں کا ربوا ذکر ہوا علما نے
اور چیزوں کو ان پر قیاس کیا لیکن ان چھ میں علت ربوا کی کیا ہے اسمیں اختلاف ہے
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان میں قدر ساتھ جنس کے علت ربوا کی ہے اور قدر سے مراد وزن
یا کیل ہے پس سونا چاندی شرع میں دونوں وزنی ہیں اور ان میں وزن علت ہے ربوا
کی اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں وزنی ہیں مانند تانبے پیتل لوہے اور غیر ان کے انمیں
بھی علت ربوا کی وزن ہے اور باقی گیہوں جو خرما نمک یہ چاروں شرع میں کیلی ہیں گو
عرف میں نہ ہوں پس ان میں کیل ربوا کی علت ہے پھر جو چیزیں کیلی ہیں مانند چونہ وغیرہ کے
ان میں بھی علت ربوا کی ہے پس خلاصہ قول امام اعظم کا یہ ہے کہ جو چیزیں خواہ وزنی ہوں
خواہ کیلی ان کی جنس کو جنس کے بدل فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا حرام ہے۔ اور اگر
جنس مخالف ہو اور قدر ایک ہو مانند گیہوں اور چنے کے اسمیں فضل حلال ہے اور

نسیہ حرام اور اگر جنس ایک ہو اور قدر نہ پایا جاوے اوسمیں بھی فضل حلال ہے اور نسیہ
حرام چنانچہ اگر ایک تھان گزی دیکر دو تھان گزی لیوے تو درست ہے اور امام شافعیؒ کے
نزدیک اُن چھوں میں علت ربوا کی ثمنیت اور قوت ہے پس سونے چاندی میں تو ثمنیت
اور باقی چاروں میں قوت پس اونکے نزدیک سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے
عوض برابر بیچنا اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لینا درست ہے فضل اور نسیہ اون میں درست نہیں
اور گیہوں جو خرما نمک ان چاروں کا بھی یہی حکم ہے اور اُن کے سوا جن چیزوں میں
قوت ہے مانند میوے اور ترکاری اور ادویات کے اون کا بھی یہی حکم ہے یعنی جنس کو جنس کی
عوض برابر بیچنا اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ دینا لینا درست ہے فضل اور نسیہ اون میں درست
نہیں پس لوہے اور تانبے اور پیتل اور چونہ اور اونکے مانند میں فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں
کیونکہ اُن میں نہ ثمنیت ہے اور نہ قوت اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی سونے چاندی میں
علت ربوا کی ثمنیت ہے اور باقی چاروں میں قوت مدخر یعنی یہ چاروں لائق جمع رکھنے کے
ہیں پس اونکے نزدیک ان چاروں کو اور اونکے سوا جس میں قوت مدخر ہے انکو اتحاد جنس
میں فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا حرام ہے پس ترکاری اور جو میوہ کہ لائق ذخیرہ کے نہیں
ہیں اون کی جنس کو جنس کی عوض فضل اور نسیہ کیساتھ بیچنا اونکے نزدیک حرام نہیں
مسئلہ گیہوں کا آٹا گیہوں کے آٹے کے عوض برابر کیل اور خرما تر خرما خشک کے
عوض برابر کیل اور انگور کشمش کے عوض برابر کیل بیچنا جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اوروں کی
نزدیک جائز نہیں اگر تازہ خرما اور انگور خشک ہوکر کم ہوویں **مسئلہ** مال ربوا میں یعنی جن
مالوں میں ربوا کا بیان ہو چکا ان میں اچھے اور برے کو برابر بیچنا چاہیے اور اگر اچھا مال کم
ہو اور برا اس سے زیادہ ہو تو اچھے کیساتھ کوئی اور جنس ملا دیوے مثلاً جو شخص سیر بھر اچھے
گیہوں دیکر دو سیر برے لینے چاہے تو اچھے کیساتھ سیر یا دو سیر چنے وغیرہ ملا کے بیچے
تاکہ بیع صحیح ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جس قرض کی سبب سے قرض لینے والا کو قرض

لینے والے کی طرف سے نفع پہونچے وہ قرض حکم ربوا کا رکھتا ہے۔ پس قرض دینے والے کو
ہئیے کہ قرضدار کی ضیافت اور ہدیہ قبول نہ کرے ہاں جس صورت میں دونوں کے درمیان
انے چنیے اور دینے لینے کی رسم سابق سے چلی آتی ہو تو مضائقہ نہیں اور قرضدار کی دیوار کے
یہ میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور راہ کے خوف سے روپیوں کی ہنڈوی کرنی مکروہ ہے جس
صورت میں ہنڈیاون نع دینا ہوا اور اگر ہنڈیاون دیا جاوے تو اس صورت میں حرام ہے
ربیاج **مسئلہ** جس طرح بیع فاسد اور بیاج سے پرہیز کرنا واجب ہے اسی طرح اجارہ
سد سے بھی پرہیز کرنا واجب ہے پس جس چیز پہ اجارہ کیا جاتا ہے اگر وہ چیز مجہول ہے
اس کی جہالت نزاع ڈالتی ہے اور اجارے کو فاسد کرتی ہو مثلاً اگر کسی نے اجارہ
یا اس طور پر کہ آج کے دن گیہوں کے دس سیر آٹے کی روٹیاں ایک درہم سے پکا دو تو کیا یہ
جارہ فاسد ہوگا **ف** سبب فساد کا یہ ہے کہ روٹیوں کی پکوائی کے عوض ایک درہم مقرر ہوا
یکن وہ روٹیاں کتنی ہیں یہ معلوم نہیں پس اگر اس نے پکا دی تو البتہ پکوانے والا بیعذر
ے درہم حوالے کریگا اور اگر مثلاً چوتہائی باقی رہی تو چوتہائی درہم کم دیگا یا کچھہ بھی نہ دیگا جب تک
م اوس کا پورا نہ کریگا اور یہ طلب کریگا پورا درہم اس لئے کہ اس نے دن بھر مزدوری کی
ں یہ جہالت معقود علیہ کے ڈالیگی دونوں میں نزع اور فاسد کرے گی انکا اجارہ اور شرط فاسد
ے بھی اجارہ فاسد ہوتا ہے جسطرح اس سے بیع فاسد ہوتی ہو **مسئلہ** اجرت لینے والے
ے ہاتہہ سے جو چیز تیار کیجاوے اسمیں سے بعض کی اجرت مقرر کرنے سے اجارہ فاسد
تا ہے مثلاً کسی نے ایک من گیہوں پیسنے والے کو دئے اس شرط پر کہ اس آٹے میں سے
تہائی اس کی پسوائی میں دیوے اور تیس سیر آٹا آپ لیوے یا کتا ہوا سوت جولاہے کو دیا
ں شرط پر کہ تہائی کپڑا اوس کی بنوائی میں دیوے یا ایک من گیہوں گدہے پر لدوایا وہلی
انیکو اس شرط پر کہ اوس میں سے چوتہائی غلہ وہلی میں لدوانے کا دیوے اس طرح کا
جارہ فاسد ہے پس اسمیں مزدوری جسطرح پر ٹھہری تھی وہ نہ میلگی بلکہ مزدوری موافق دستور کے

واجب ہوگی لیکن جو مقرر کیا ہے اس سے زیادہ نہ دیا جاوے **مسئلہ** بیچنے والے کو حرام ہے
کم کرنا بیع کا وزن میں اور لینے والے کو حرام ہے کم کرنا قیمت کا وزن میں حق تعالیٰ نے کم
کرنے والوں کے حق میں وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ فرمایا اور بیع کی قیمت ادا کرنے میں اور جو قرض
جلد دینے کا ہے اس کے ادا کرنے میں اور مزدور کی مزدوری ادا کرنے میں بعذر تاخیر
کرنی حرام ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار ہو کر حق ادا کرنے میں دیر کرنی
ظلم ہے اور مزدور کو مزدوری دیوے اسکے پسینا خشک ہونے کے قبل اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
جب قرض ادا کرتے تھے جسقدر آپ کے ذمے واجب ہوتا تھا اس سے زیادہ دیتے تھے مثلاً آدھے
وسق کی جگہ میں ایک وسق اور ایک وسق کی جگہ میں دو وسق دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسقدر
تیرا حق ہے اور اس قدر زیادتی ہماری طرف سے ہے پس جان تو کہ بدون شرط کرنیکے اسطرح کا
زیادہ دینا جائز ہے یہ سود نہیں بلکہ مستحب ہے اور عہد شکنی اور فریب اور جھوٹ یہ تینوں حلال
کسب کو حرام کر دیتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بازار میں ایک ڈھیر گیہوں کا دیکھا جب ہاتھ
مبارک اس کے اندر گیا تو ڈھیر کے بیچ میں گیہوں گیلے پائے پس فرمایا یہ کیا ہے بائع
نے کہا کہ پانی مینہ کا اس میں پہونچا تھا آپ نے فرمایا گیلے گیہوں کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں کیا تو کہ
جو کوئی فریب دیوے مسلمانوں کو وہ ہمارے میں سے نہیں **مسئلہ** جوانمردی کرنی یعنی
اپنے حق سے درگزر کرنا بیچنے اور خریدنے اور قرض ادا کرنے اور قرض طلب کرنے میں
مستحب ہے اور اگر لینے والا لیکر پشیمان ہووے اور بیچنے والا اسکی خاطر سے بیع فسخ کرے
تو حق تعالیٰ بیچنے والے کے گناہوں کو بخش دیتا ہے **مسئلہ** بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں
بدون فرق کے پہلے قیمت کہہ دینی واجب ہے بیع مرابحہ وہ ہے کہ پہلی خرید سے مثلاً
چار آنے اضافہ کے ساتھ بیچے اور تولیہ وہ ہے کہ سابق قیمت کے ساتھ بیچے اور اگر بیع پر
قیمت کے سوا مانند مزدوری لدوائی اور ڈھوائی کے خرچ ہوا ہو اس کو بھی قیمت کے ساتھ
ملا دے اور کہے کہ اسقدر روپے میرے اس اسباب میں خرچ ہوئے اور یوں کہے کہ اتنے روپیہ میں خریدا

تاکہ جھوٹھا ہو جاوے **مسئلہ** اگر ایک شخص نے مثلاً ایک کپڑا دس درم سے بیچا اور مول لینیوالے نے
ابتک روپے اسکو نہیں دیے پھر اس بائع نے اسی کپڑے کو مشتری سے پانچ درم سے مول لیا یا اس
کپڑے کو ایک اور کپڑے کیساتھ دس درم سے خرید کیا یہ بیع صحیح نہ ہوگی کسواسطے کہ یہ حکم ربوا کے
ہے **مسئلہ** منقول کا بیچنا قبل قبض کرنیکے درست نہیں ف مثلاً دس من گیہوں خریدے
اور ابتک اسپر قبضہ نہیں کیا پھر اونکو کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالنا درست نہیں **مسئلہ** اگر مال
کیلی خرید کیا کیل سے تول لینے کی شرط پر پھر مشتری نے بائع سے موافق شرط کے کیل سے
تول لیا بعد اسکے دوسرے کے ہاتھ بیچا کیل سے دینے کی شرط پر پس پچھلے خریدار کو اس مول
لئے ہوئے غلہ میں سے کہانا یا کسی اور کے ہاتھ بیچنا درست ہوگا جب تک کہ دوبارہ کیل نکریگا
پہلے خریدار کا کیل کرنا کفایت نکریگا کیونکہ شاید دوبارہ کیل کرنے میں کچھ زیادہ نکل آوے پس وہ
مال بائع کا ہے نہ اس کا **مسئلہ** نجش حرام ہے اور نجش وہ ہے کہ کوئی شخص بلا ارادہ اپنے
یعنی خریدنا منظور نہو اور اپنے تئیں خریدار ظاہر کرکے مبیع کی قیمت بڑھادے تاکہ دوسرا خریدار فریب
کہا جاوے **مسئلہ** اگر ایک مسلمان کوئی چیز خرید کرتا ہے اور نرخ اسکا معین کر رہا ہے یا کسی
عورت کو نکاح کا پیغام دیا ہے پس اس چیز کے لینے پر یا اس عورت کے نکاح پر دوسرے کو مکروہ
ہے پیغام دینا جبتک پہلے والے کا معاملہ درست ہووے یا موقوف رہے **مسئلہ** شہر سے
نکل کے اگر کوئی شخص غلہ کے سوداگروں سے ملاقات کرے اور تمام غلہ ان کا مول لیوے
اسکو تلقی جلب کہتے ہیں پس اس طور پر خریدنے میں اگر شہر والے پر ضرر ہووے تو منع ہے
اور اگر ان کو ضرر نہیں ہے تو درست ہے مگر جس صورت میں شہر کا نرخ سوداگروں سے چھپا دے گا
تو فریب ہوگا اور مکروہ ہے **مسئلہ** شہر کے لوگ سوداگروں سے غلہ وغیرہ لیکر اگر شہر میں قیمت گراں کرکے
بیچیں تو مکروہ ہے جس حال میں شہر کے اندر قحط اور تنگی ہووے **مسئلہ** جمعہ کی اول
اذان کیوقت سے خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے **مسئلہ** اگر دو بڑے چھوٹے ہوں
اور آپسمیں محرمیت کی قرابت رکھتے ہوں تو اون کو الگ الگ بیچنا مکروہ ہے اور منع اور

اگر ایک اُن دونوں میں سے چھوٹا ہوا اور دوسرا بڑا اس صورت میں بھی منع ہے بلکہ نزدیک بعض کے
یہ بیع جائز نہیں مسئلہ مردار کی چربی بیچنی درست نہیں اور نجس روغن کا بیچنا درست ہے نزدیک
امام اعظمؒ کے اور نزدیک اور اماموں کے درست نہیں اور آدمی کا گوہ اگر مٹی وغیرہ کے ساتھ
ملا ہوا نہ ہووے تو بیچنا اوس کا مکروہ ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور اگر ملا ہوا ہے تو جائز ہے اور
گوہ کا بیچنا بھی درست ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اور اکثر اماموں کے نزدیک ان چیزوں
میں سے کسی چیز کی بیع درست نہیں اور جس چیز کا بیچنا درست نہیں اس سے فائدہ اوٹھانا بھی
درست نہیں مسئلہ احتکار یعنی بند کر رکھنا اور نہ بیچنا قوت آدمی اور جانوروں کا مکروہ ہے
جس شہر میں شہر کے لوگوں کو اس سے ضرر پہونچے اور نزدیک امام ابی یوسفؒ کے جس
جنس کو بند رکھنے سے عوام کو ضرر ہووے اس کا بند رکھنا منع ہے حاکم کو چاہئے کہ
بند رکھنے والے کو حکم کرے کہ اپنی حاجت سے زیادہ بیچے اگر وہ نہ بیچے تو حاکم بیچے مسئلہ
اگر اپنی کھیتی کا غلہ بند رکھا یا دوسرے شہر سے مول لا کر بند رکھا تو یہ احتکار میں شامل نہیں
مسئلہ بادشاہ اور حاکم کو مکروہ ہے نرخ مقرر کرنا مگر جس وقت غلہ بیچنے والے بنئے غلہ کی
گرانی کرنے میں زیادتی کریں تو اس صورت میں عقلمندوں کے مشورہ کے ساتھ نرخ اُسکا
تعین کریں **فصل پانچویں** متفرقات مسئلوں کے بیان میں۔ تیر اندازی میں یا گھوڑے
یا اونٹ یا گدھے یا خچر دوڑانے میں ایک دوسرے سے مسابقت کرنا درست ہے اور اگر
آگے نکل جانے والے کیلئے صرف ایک طرف سے کچھ مقرر کیا جاوے یہ بھی درست
ہے اور اگر دونوں طرف سے ایک دوسرے پر مقرر کریں تو حرام ہے مگر جس صورت میں
ایک شخص تیسرا درمیان ہو اور کہا جاوے کہ اگر ایک آدمی دوڑ میں سبقت کریگا تو اُسکو اسقدر
ملے گا اور اگر دو شخص آگے نکل جاویں تو کچھ نہ ملیگا اس صورت میں تیسرے کو کچھ نہ دیا
جاویگا اور ان دونوں میں سے جو شخص آگے نکل جاوے وہ دوسرے کو دیوے اور
یہی حکم ہے اسصورت میں کہ دو طالب علم ایک مسئلہ میں اختلاف کریں اور چاہتے ہیں کہ اُستاد کو

روبرو بیان کریں پس جس کا حکم استاد کے موافق ہو اس کیلئے کچھ مقرر کریں مسئلہ ولیمہ نکاح کا سنت ہے اور جو شخص اوسمیں بلایا جاوے چاہئے کہ قبول کرے اور بغیر عذر کے قبول نہ کیا تو گناہگار ہے گا ف ولیمہ نام ہے اوس کھانے کا کہ بعد نکاح کے جو یاروں کی ضیافت شکریہ کیا کرتے ہیں مسئلہ دعوت کے کھانیمیں سے اپنے گھر میں کچھ نہ لاوے اور سائل کو بھی نہ دیوے مگر مالک کی اجازت سے اور جانے کہ اس جگہ لہو یا راگ ہے تو حاضر نہ ہووے اور دعوت قبول نکرے اور اگر بعد حاضر ہونے کے ظاہر ہو پس اگر منع کی طاقت رکھتا ہو تو منع کرے اور اگر طاقت نہ رکھے تو اس صورت میں اگر لوگوں کا پیشوا ہے یا کھانے کی مجلس میں لہو ہے تو بھی نہ بیٹھے اور اگر ہر کسی کا نہ پیشوا ہے اور نہ لہو کھانے کی مجلس میں ہے تو بیٹھ جاوے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی جگہ گرفتار ہوا تھا میں قبل پیشوا ہونے کے پس صبر کیا میں نے مسئلہ راگ حرام ہے اسواسطے کہ وہ روکتا ہے خدا کی یاد سے اور خواہش لاتا ہے شہوت کو گناہوں کی طرف اور جس آدمی کو راگ سے خواہش گناہ کی طرف نہ ہو مثلاً ایک درویش صاحب نفس مطمئنہ کا ہے خدا کی محبت اور عشق کے سوا اور کچھ میل اور رغبت اوسکے سر میں نہ ہو پھر یہ درویش جو سرو قابل شہوت کی نہیں ہے اس کی زبان سے کوئی کلام آواز موزوں کیساتھ سنے اور وہ کلام اسکو یاد الٰہی سے مانع نہ ہو۔ بلکہ خواہش لاوے خدا کی محبت کی پس ان کے حق میں انکار کرنا نہ چاہیئے خواجہ عالی شان بہاؤالدین نقش بند قدس سرہ کہ کمال تابعداری سنت کی رکھتے تھے اونہوں نے فرمایا کہ نہ میں یہ کام کرتا ہوں کسواسطے کہ یہ سنت نہیں ہے اور نہ انکار کرتا ہوں ور ملاہی اور مزامیر اور طنبورا اور ڈھول اور نقارہ اور دف اور غیر ان کے سب حرام ہے بالاتفاق مگر طبل یعنی نقارہ غازیوں کا یا دف بجانا نکاح کی خبر کیلئے جائز ہے مسئلہ شعر و کلام موزوں ہے پس جس شعر کے مضامین خدا کی حمد اور رسول کی نعت اور مسائل فقہیہ پر اور جو نیک باتیں ہیں ان پر شامل ہوں پس ویسے شعر کہنے درست ہیں اور جس شعر کے مضامین برے ہیں اس کا کہنا اور پڑھنا دونوں برا ہے۔ لیکن جو شعر نیک ہے اوس میں بھی اکثر اوقات ضائع کرنا

مکروہ ہے مسئلہ ریا اور سمعہ یہ دونوں عبادت کے ثواب کو باطل کرتے ہیں یعنی
جو شخص عبادت کرتا ہے لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے خدا کے نزدیک ثواب اسکا
نہ ہوگا مسئلہ غیبت یعنی پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کہنی گو وہ برائی اوسمین ہے حرام ہے خواہ
اس کی دین کی برائی کہے خواہ اسکی صورت کی خواہ اسکی حسب و نسب کی یا انکے سوا
اور جس بات مین اسکو برا معلوم ہو اوسکی برائی کہنی مگر ظالم کی غیبت کرنی حرام نہین ہے اور غیبت
جب ہوگی کہ ایک شخص کو معین کرکے بد کہے اور اگر ایک شہر کے سارے لوگوں کی غیبت کریگا
تو غیبت نہوگی مسئلہ چغلی کھانی یعنی ایک کی بات دوسرے کو پہونچانی کہ جسمین اونکے
درمیان ناخوشی کا ہووے یہ بھی حرام ہے مسئلہ گالی دینا دوسرے کو زبان سے یا سر یا آنکھ
یا ہاتھ وغیرہ کے اشارے سے یا ہنسنا دوسرے پر اسطور سے کہ جسمین اسکی بےعزتی ہو حرام ہے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مال اور آبرو کی حرمت اس کے خون کی
حرمت کے مانند ہے اور کعبہ شریف کو فرمایا کہ حق تعالی نے تجھکو بہت حرمت دی
ہے لیکن مسلمان کے خون اور مال اور آبرو کی حرمت تجھسے زیادہ ہے مسئلہ جھوٹ بولنا
حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کروانی یا اپنی بی بی کو راضی کرنے یا ظلم کے دفع
کرنیکے واسطے ایسے مقاموں مین جھوٹ بولنا بہتر ہے۔ اگر حاجت ہو اور بدون حاجت
کے مکروہ ہے مسئلہ سب جھوٹ سے برا زیادہ جھوٹی گواہی دینی اور جھوٹی قسم کھانی
ہے جسمین مسلمان کا مال ناحق ہلاک کرے حق تعالی نے جھوٹ کو شرک کے برابر شمار کیا اور فرمایا
کہ پرہیز کرو تم بتپرستی اور جھوٹی بات سے جس حال مین سیدھی راہ چلنے والے مسلمان ہو تم نہ شرک کرنیوالے
مسئلہ رشوت دینے والا اور رشوت کھانے والا دونوں دوزخ مین ہووین مگر اپنے ظالم کے
ظلم دفع کرنیکے واسطے رشوت دینی جائز ہے مسئلہ جو لوگ قرآن کے خلاف
حکم کرتے ہین حق تعالی نے ان کو کافر کہا اور تلاش کرنا حال مسلمانوں کا انکی برائی
بیان کرنے کے لئے حرام ہے مسئلہ آپس مین جب جھگڑا فساد ہووے

و واجب ہے کہ شرع کی طرف رجوع کرین اور شرع جس طور پر حکم کرے اگرچہ طبیعت کے خلاف
ہو تو بھی واجب ہے کہ اوس حکم کو خوشی سے قبول کرین کیونکہ شرع کے حکم کو برا جاننا کفر ہے
ور اس مین انکار شرع کا لازم آتا ہے مسئلہ غرور اور فخر کرنا اور اپنے نفس کو اوروں سے
بہتر گننا اور غیر کو حقیر جاننا حرام ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی جانون کو پاکی کے ساتھ
نسبت مت کرو بلکہ خدا جسکو چاہتا ہے اس کو پاک کرتا ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہی اور خاتمہ
معلوم نہین کہ کیا ہو گا۔ حدیث مین آیا ہے حق تعالیٰ نے بعض لوگون کو بہشتی لکھا ہی اور
وہ تمام عمر کام دوزخ کا کرتے ہین اور آخر مین تائب ہوتے ہین اور کام بہشت کا کرتے ہین
اور بہشتی ہوتے ہین اور بعض لوگون کو دوزخی لکھا ہے وہ ساری عمر کام بہشت کا کرتے ہین
آخیر مین ازلی لکھا غالب آتا ہے اور عمل دوزخ کا کرتے ہین۔ دوزخی ہوتے ہین شیخ سعدی
شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے مرا پیر دانائے مرشد شہاب + دو اندرز فرمود بر روئے
آب + یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش + دوم آنکہ بر غیر بد بین مباش
مسئلہ ایک دوسرے پر نسب کا فخر کرنا اور مال اور مرتبے کے زیادتی پر بڑائی کرنا
حرام ہے۔ کیونکہ عزت والا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو بڑا متقی ہے مسئلہ شطرنج
تختہ نرد یا چوپڑ یا گنجفہ وغیرہ کے ساتھ کھیلنا حرام ہے اور اگر اس مین ہار جیت پر مال
دینے لینے کی شرط ہو تو وہ جوا اور حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کی حرمت کا
انکار کرنے والا کافر ہے اور کبوتر بازی کرنا اور مرغ وغیرہ لڑانا بھی حرام ہے
مسئلہ خوجون سے خدمت لینی مکروہ ہے مسئلہ بالون کو پیوند لگا کر لمبا کرنا حرام ہے
خصوصاً جوڑ لگانا آدمی کے بالون سے بڑا گناہ ہے مسئلہ اذان کہنے پر اور امامت
اور تعلیم قرآن اور فقہ اور اُن کے سوا اور عبادت پر مزدوری لینی جائز نہیں نزدیک
امام اعظم کے اور نزدیک دوسرے امامون کے جائز ہے اور اس زمانے مین فتویٰ
اس بات پر ہے کہ تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینی درست ہے مسئلہ نوحہ کرنے

اور گانے پر اور اونکے سوا گناہ کے اور کامون پر اُجرت لینی اور نر جانور کو مادہ کے ساتھ جفت کروانے کی اُجرت لینی حرام ہے مسئلہ قاضیون اور مفتیون اور عالمون اور غازیون کو بیت المال سے روزینہ دینا چاہیئے موافق حاجت کے بدون شرط کے مسئلہ آزاد عورت کو بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنا درست نہین اور باندی اور ام ولد کو درست ہے اور خالی مکان مین غیر عورت کیساتھ بیٹھنا خواہ وہ عورت آزاد ہو خواہ لونڈی حرام ہے مسئلہ غلام اور لونڈی کو عذاب کرنا یا طوق اونکی گردن میں ڈالنا حرام ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت اخیر کلام مین نماز کے لئے اور غلام لونڈی کے ساتھ نیکی کرنے کے لئے وصیت فرمائی۔ پس چاہیئے کہ اپنے غلام لونڈی کو جو آپ کھاے سو کہلاوے اور جو آپ پہنے سو پہنا وے اور اس کی طاقت سے زیادہ کام مین حکم نہ کرے اور اگر کسی سخت کام مین حکم کرے تو چاہیئے کہ آپ بہی اس کے شریک ہووے۔ مسئلہ جس غلام کے بہاگنے کا اندیشہ ہووے اسکے پاؤن مین بیڑی ڈالنی جائز ہے مسئلہ غلام کو مولی کی خدمت سے بہاگنا حرام ہے مسئلہ ڈاڑہی کترواکر ایک مشت سے کم کرنی حرام ہے اور ڈاڑہی وغیرہ سے سفید بالون کو اکہاڑنا مکروہ ہے اور ڈاڑہی چہوڑنی اور موچہہ اور ناخن کتروانا اور بغل اور زیر ناف کے بال منڈوانا سنت ہے مسئلہ مرد اور عورت کو ایک حمام مین داخل ہونا درست ہے اگر پردہ ہو اور ازار پہنے ہون مسئلہ نیک کام مین حکم کرنا اور برے کامون کو منع کرنا واجب ہے پس اگر مقدور رکہتا ہو تو ہاتہ سے منع کرے اور ہاتہ سے نہ ہوسکے تو زبان سے اور اگر زبان سے نہ ہوسکے یا زبان سے ہوسکتا ہے لیکن اثر نہین کرتا ہے تو دل سے برا مانے اور صحبت اُن کی ترک کرے اور اگر اس قدر بہی نہ کیا تو ان کے وبال مین شریک ہوگا دنیا اور آخرت مین مسئلہ دوست رکہنا خدا کے تابعدارون کو خدا کیواسطے اور بغض رکہنا خدا کے دشمنون سے خدا کیواسطے فرض ہے مسئلہ جسپر کسی نے احسان کیا پس احسان کرنے والے کا احسان ماننا اور اس کے

احسان کا بدلہ دینا مستحب ہے یا واجب اور احسان کا انکار کرنا اور ناشکری کرنی بڑا گناہ ہے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بندے کا شکریہ کیا اُس نے خدا کا شکر یہ کیا مسئلہ
علماء اور صلحا کی مجلس میں بیٹھنا بہتر ہے اگر میسر ہو اور اگر میسر نہ ہو تو گوشہ اختیار کرنا بہتر ہے
مسئلہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجنا بڑی کثرت سے مستحب ہے اور خدا کا ذکر اور پیغمبر کے درود
سے مجلس خالی رہنی مکروہ ہے مسئلہ مردوں کو صورت بنائی عورتوں کی اور عورتوں کو
صورت بنانی مردوں کی اور خواہ مرد ہوں خواہ عورت اُن کو صورت بنانی کافروں اور فاسقوں
کی حرام ہے مسئلہ ماکول اللحم جانور کو بغیر غرض کھانے کے قتل کرنا حرام ہے اور موذی جانور
کو قتل کرنا درست ہے مسئلہ مسلمان کا حق مسلمان پر چھ چیزیں ہیں بیمار کی
عیادت کرنا جنازہ میں حاضر ہونا۔ دعوت قبول کرنا۔ سلام علیک کرنا چھینکنے والے کو
یرحمک اللہ کہنا لیکن جب الحمد للہ کہے تب روبرو اور پیٹھ پیچھے دونوں حال میں خیرخواہی
کرنا مسئلہ چاہیے پیار رکھے مسلمانوں کیواسطے جس چیز کو پیار رکھتا اپنے نفس کیواسطے
اور ناپسند رکھے ان کے حق میں جس چیز کو ناپسند رکھتا اپنے حق میں مسئلہ سلام کا
جواب دینا واجب ہے مسئلہ جان تو کبائر تین طور پر ہیں۔ ایک تو کفر کرنا کہ وہ سب
کبیروں سے بڑا ہے اور اس کے قریب گناہ ہیں عقائد باطلہ جیسے کہ عقائد قدر فاض وغیرہم
کے دوسرا حقوق بندوں کا ہلاک کرنا یعنی ظلم کرنا مسلمانوں کے مال پر اور خوت کرنا اور
بیعزت کرنا حق تعالیٰ حقوق اپنے بخشے گا اور حقوق بندوں کے نہ بخشے گا۔ امام بغوی نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت
کے دن عرش کی جانب سے پکارنے والا پکارے گا کہ اے امت محمد کی حق تعالے
نے سارے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دیا تم بھی سب آپس میں حقوق ایک
دوسرے کے بخشو اور بہشت میں داخل ہو حافظ نے فرمایا بیت۔
مباش در پے آزار ہر چہ خواہی کن + کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست یعنی کوئی گناہ

برابر اس گناہ کے نہیں تیسرا قصور کرنا خاص خدا کے حقوق میں یعنی اسکی بندگی بجا نہ لانی
پس جتنے کبائر حدیثوں میں آئے ہیں ان کو ایک ایک کرکے میں شمار کرتا ہوں شرک
کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا کسی کو ناحق مار ڈالنا۔ جھوٹی قسم کھانا جھوٹی گواہی دینا
اور خاوند والی عورت کو زنا کی تہمت کرنا اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا اور دو چند کافروں کی
لڑائی سے بھاگنا اور جادو کرنا۔ اولاد کو قتل کرنا جسطرح کفار لڑکیوں کو قتل کرتے تھے اور زنا کرنا
خصوصاً ہمسایہ کی عورت سے حدیث میں آیا ہے کہ دس عورت کیساتھ زنا کرنا کمتر ہے یعنی گناہ اسکا
بہت کم ہے بہ نسبت اسکے کہ زنا کرے ہمسایہ کی عورت کے ساتھ اور چوری کرنا اور راہ لوٹنا
کہ یہ لڑائی کرنی ہے خدا اور رسولؐ کے ساتھ اور امام عادل سے بغاوت کرنا اور
حدیث میں آیا ہے کہ بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیوے
عرض کیا صحابہؓ نے کہ ماں باپ کو کوئی کیونکر گالی دیگا فرمایا جب کوئی دوسرے کے ماں
باپ کو گالی دیگا تو وہ اُس کے ماں باپ کو گالی دیگا۔

مسئلہ فاسق کی تعریف کرنا حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اُس پر غضب ناک
ہوتا ہے اور عرش اسکے سبب سے کانپتا ہے **مسئلہ** اگر کسی نے کسی پر لعنت کی پس جس پر
لعنت کی اگر وہ لایق لعنت کے نہیں ہے تو وہ لعنت اس لعنت کرنے والے پر
پھر آتی ہے **ف** حدیث میں آیا ہے کہ منافق کی علامتیں چار ہیں۔ جھوٹ بولنا اور
وعدہ خلاف کرنا اور امانت میں خیانت کرنا اور قول دیکر پھر دغا کرنا اور جھگڑے کیوقت گالی
دینا **مسئلہ** رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شریک مت کر خدا کے ساتھ اگرچہ
قتل کیا جاوے تو اور جلایا جاوے تو نافرمانی ماں باپ کی مت کر اگرچہ حکم کریں تجھکو کہ چھوڑ دے
اپنی جورو اور مال اور اولاد کو **مسئلہ** خاوند کا حق عورت پر اسقدر ہے کہ رسول علیہ السلام
نے فرمایا کہ اگر خدا کے سوا اور کے واسطے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو میں حکم کرتا کہ شوہر کو
سجدہ کرے۔ اگر شوہر عورت کو حکم کرے کہ زرد پہاڑ کے پتھر اٹھا کر سیاہ پہاڑ پر پہنچا

اور سیاہ پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ میں پہونچا پس عورت کو چاہیئے کہ اسی طرح کرے
مسئلہ حدیث میں آیا ہے کہ تم میں سب سے وہ آدمی بہتر ہے کہ اپنی بی بی کے ساتھ
خوب ہووے اور میں اپنی بیبیوں کے حق میں خوب ہوں اور عورت بائیں پسلی سے
پیدا کی گئی ہے راست ہونا ممکن نہیں پس انکی کجی پر صبر کرنا چاہیئے اور نیکی چاہیئے کرنی
کہ عورت کو دشمن نہ ہنار کھے اگر راضی نہ ہو تو طلاق دیوے مسئلہ گناہ صغیرہ کو سہل جان کر
ہمیشہ کرنے سے گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور جو قطعی صغیرہ گناہ ہے اسکو حلال جاننا کفر ہے بخاری
نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا انس نے کہ بہت کاموں کو تم سب کرتے
ہو اور ان کو بال سے باریک اور سہل زیادہ جانتے ہو اور ہم سب ان کاموں کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہلاک کرنیوالی چیزوں میں سے جانتے تھے۔
ف یہ سب اور ایسی باتیں بہت ہیں بڑی بڑی کتابیں ان باتوں سے پر ہیں کفایت کے قدر ان
ورقوں میں لکھی گئیں زیادہ اس سے اگر حاجت پڑے تو عالموں کی طرف رجوع ہو سکتا ہے۔

کتاب الاحسان والتقریب

جان تو نیک بخت کرے تجھکو اللہ تعالٰی یہ سارے مسائل جو مذکور ہوئے ایمان اور
اسلام اور شریعت کی صورتیں ہیں یعنی شرع کے ظاہری احکام ہیں اور شریعت کی حقیقت
اور مغز درویشوں کی خدمتوں میں تلاش کرنی چاہیئے اور یوں نہ کہنا چاہیئے کہ
کہ حقیقت شریعت سے خلاف ہے۔ یہ بات جاہلوں کی ہے اور اس طور پر کہنا کفر ہے
بلکہ یہی شریعت ہے اولیاء اللہ کی خدمتوں میں اور رنگ پیدا کرتی ہے یعنی دل
جب علاقہ جسمی اور علاقہ علمی اور اللہ کے سوا جتنے علاقے ہیں سب سے پاک ہو جاتا
ہے اور نفس کی برائیاں دور ہو کر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور خدا کی بندگی میں خلوص
پیدا ہو جاتا ہے پس یہی شریعت اسکے حق میں مضر ہو جاتی ہے اور اسکی نماز خدا کے نزدیک

اور علاقہ بہم پہونچاتی ہے یعنی دو رکعت انکی اوروں کی لاکھ رکعت سے بہتر ہوتی ہے
اور یہی حال اونکے صوم و صدقہ وغیرہ کا بھی ہوتا ہے رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم
سب اُحد کے پہاڑ کے مانند سونا خدا کی راہ میں خرچ کروگے ایک سیر یا آدھ سیر جو کے
برابر نہ ہوگا جو صحابہ نے خدا کی راہ میں دئے ہیں یہ مرتبے اُن کے قوت ایمان اور
اخلاص کے سبب سے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطنی نور کو درویشوں کے
سینہ سے چاہیئے ڈھونڈھنا اور اسی نور سے اپنے سینے کو چاہیئے روشن کرنا تاکہ ہر نیک و بد
صحیح فراست سے دریافت ہوجائے قرآن شریف میں ولی متقی کو فرمایا اور حدیث میں
فرمایا کہ علامت اولیاء اللہ کی وہ ہے کہ اُن کی صحبت سے خدا یاد آوے یعنی اونکی صحبت سے محبت دنیا
کی کم ہو جاوے اور محبت خدا کی زیادہ ہووے لیکن جو آدمی متقی نہیں ہوتا ہے وہ ولی نہیں ہوتا ہے
مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے بیت اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ✤ پس بہر دستی نباید
داد دست۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ فرماتے ہیں رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ✤ وز تو نرمید صحبت آب گلت ✤ زنہار ز صحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت۔ قل الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفٰے۔

ترجمہ باب کلمات الکفر فتاوائے برہانی سے

کلمات کفر اور بدعت کے بیان میں دستور القضاۃ میں خلاصہ سے نقل کیا کہ ایک مسئلے
میں اگر کئی وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ کفر کی نہ ہو تو فتوٰی کفر پر نہ چاہیئے دینا۔ شیخین کو
یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنے سے کافر ہوتا ہے اور علی کرم اللہ وجہہ کو ان دونوں
پر فضیلت دینے سے کافر نہ ہوگا۔ بدعتی کہلاویگا خدا کے دیدار سے انکار کرنے سے
کافر ہوتا ہے اور یوں کہنا کہ خدا کا جسم ہے اور ہاتھ پاؤں ہیں یہ کفر ہے اگر کفر
کے کلمے اپنے اختیار سے کہیگا اور نہیں جانتا ہے کہ یہ کفر کا کلمہ ہے کافر ہوگا نزدیک
اکثر علماء کے اور نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا اگر کلمہ کفر کا بدون قصد کے زبان سے نکل آوے

تو کافر نہ ہوگا اگر ارادہ کیا کافر ہونے کا ایک مدت دراز کے بعد پس بالفعل کافر ہو جائیگا اگر قطعی حرام کو حلال یا قطعی حلال کو حرام کہے گا یا فرض کو فرض نہ جانے گا تو کافر ہو گا اگر گوشت مردار کا بیچتا ہے اور کہے کہ یہ گوشت مردار کا نہیں حلال گوشت ہے تو کافر نہ ہوگا مگر کاذب ہوگا۔ اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے اگر وہ کہے کہ نہیں تو کافر ہوگا لیکن محمد بن فضل کے نزدیک یہ ہے کہ اگر قطعی گناہ میں اس طور پر انکار کریگا تو کافر ہوگا نہیں تو نہیں۔ اگر کہے کہ وہ شخص اگر خدا ہوگا تو بھی میں اپنا حق اس سے لونگا کافر ہوگا اگر کہے کہ خدا تیرے مقابلہ میں کفایت نہیں کرتا ہے میں تیرے ساتھ کیونکر کفایت کرسکوں گا تو کافر ہوگا اگر یوں کہے کہ آسمان پر میرا خدا ہے اور زمین پر تو ہے کافر ہوگا۔ اگر کسی کا لڑکا مرجائے اور وہ کہے کہ خدا اس کا محتاج تھا تو کافر ہوگا۔ اور اگر دوسرا کوئی کہے کہ خدا نے تجھپر ظلم کیا پس یہ شخص کافر ہوگا اگر کوئی کسی پر ظلم کرے اور مظلوم کہے کہ اے خدا تو اسے مت قبول کر اگر تو قبول کرے تو میں نہ قبول کرونگا تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ میں عذاب اور ثواب سے بیزار ہوں کافر ہوگا اگر کوئی بدون گواہ کے نکاح کرے اور کہے کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا میں نے یا کہے کہ فرشتوں کو گواہ کیا میں نے کافر ہوگا اور مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کہے داہنے یا بائیں فرشتوں کو گواہ کیا میں نے تو کافر نہ ہوگا اور اگر کسی جانور نے آواز کی پس کہا کہ مریض مریگا یا کہا کہ غلہ مہنگا ہوگا یا کسی جانور نے آواز کی پس سفر سے پھر آیا یعنی گھر سے نکلا تھا سفر کے قصد سے جانا موقوف کیا اس شخص کے کفر میں اختلاف ہے اگر کہے خدا جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تجھکو یاد کرتا ہوں اس میں بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا اگر کہے گا خدا جانتا ہے کہ تیری خوشی اور غمی میں ایسا ہوں کہ جسطرح اپنی خوشی اور غمی میں ہوں اس صورت میں بھی بعض نے کہا کہ کافر ہوگا اور بعض نے کہا کہ اگر اس آدمی کی نیکی اور بدی میں اپنی جان اور مال سے اسیطرح حاضر رہتا ہے کہ جسطرح اپنی نیکی اور بدی میں مستعد رہتا ہے تو کافر نہ ہوگا اگر کہے کہ قسم خدا اور تیرے پاؤں کی کافر ہوگا

اگر کہے کہ روزی خدا کی طرف سے ہے لیکن بندے سے ڈھونڈھ لینا چاہیے تو کافر ہوگا۔
اگر کہے کہ فلانا اگر نبی ہوگا تو میں اوس پر ایمان نہیں لاؤں گا یا کہے اگر خدا مجھکو نماز کا حکم کرے گا۔
تو بھی نماز نہ پڑھوں گا کافر ہوگا یا کہے کہ اگر قبلہ اس طرف ہوگا تو نماز نہ پڑھونگا کافر ہوگا۔
اگر کسی پیغمبر کی اہانت کی تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے دوسرا کوئی
کہے پس ہم سارے جلاہے ہیں کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام اگر گیہوں نہ کھاتے تو
ہم سب بدبخت نہ ہوتے کافر ہوگا اگر کسی نے کہا پیغمبر علیہ السلام ایسا کرتے تھے دوسرا کہے
کہ یہ بے ادبی ہے کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ ناخن تراشنا سنت ہے دوسرا کہے اگرچہ سنت ہے
مگر میں نہ تراشوں گا کافر ہوگا اور اگر کہے کہ سنت کیا کام آویگی کافر ہوگا اگر کوئی امر معروف
کرتا ہے دوسرا اوس کے قول رد کرنیکے واسطے کہے کہ یہ کیا شور و غل مچایا کافر ہوگا فتاویٰ کی
سراجی میں لکھا ہے کہ قرض مانگنے والا اگر کہے کہ وہ اگر جہان کا خدا ہے تو بھی اس سے میں
اپنا قرض لے لونگا کافر ہوگا اور اگر یوں کہے کہ وہ پیغمبر ہے تو بھی لے لونگا کافر نہ ہوگا اگر
کسی نے کہا کہ حکم خدا کا اسیطرح ہے دوسرا کہے کہ میں خدا کے حکم کو کیا جانتا ہوں کافر
ہوگا۔ اگر کوئی شخص فتویٰ دیکھکر کہے کہ یہ کیا گیا نامہ فتویٰ کا لایا اگر شریعت کو سبک
جانکر کہا تو کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ حکم شرع کا ایسا ہے دوسرے نے ڈکار لی اور کہا کہ شریعت ہے
تو کافر ہوگا۔ اگر کسی نے کہا کہ فلانے آدمی کے ساتھ صلح کر اُس نے کہا
بت کو سجدہ کروں گا لیکن اوس سے صلح نہ کرونگا کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ
منظور اسکا یہ ہے کہ ایک بت کو سجدہ کرنے سے بھی زیادہ بد ہے اسکے
ساتھ صلح کرنی اگر کوئی شخص فاسق متقیوں سے کہے کہ آؤ مسلمانی کی سیر کرو
اور اشارہ کرے فساق کی مجلس کی طرف تو کافر ہوگا اگر
کسی شراب خوار نے کہا کہ خوش رہے وہ آدمی کہ خوش رکھتا ہے
ہماری خوشی پر ابو بکر طرخاں نے کہا کہ وہ کافر ہوا اگر کوئی عورت کہے کہ لعنت ہے
دانشمند شوہر پر تو کافر ہوگی اگر کسی نے کہا کہ جب تک مجھکو حرام ملے حلال کے
گرد کیوں پھروں میں کافر ہوگا اگر کوئی بیماری کی حالت میں کہے کہ

اگر چاہے تو کہ مجھہ کو مسلمان مار چاہے تو کافر مار کافر ہوگا فتاوائے
سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ روزی مجھپر کشادہ کر یا مجھ پر
ظلم مت کر ابو نصر نے توقف کیا اُسکے کفر میں ظاہر وہ ہے کہ کافر ہوگا کسواسطے کہ خدا پر ظلم
کا اعتقاد کرنا کفر ہے ایک نے اذان کہی اگر دوسرا کہے کہ تو نے جھوٹ کہا کافر ہوگا اگر پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا عیب کریگا اور موے مبارک کو حقارت سے مویک کہیگا تو کافر ہوگا اگر کوئی
ظالم بادشاہ کو عادل کہے امام ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ کافر ہوگا اور امام ابو القاسم نے
کہا کہ کافر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ البتہ کبھی اس نے عدل کیا ہوگا حمادیہ اور سراجی میں لکھا ہے
کہ اگر کوئی اعتقاد کرے کہ خراج وغیرہ جو بادشاہ کے خزانے میں یہ سب بادشاہ کی ملک
ہیں تو کافر ہوگا۔ اور سراجی میں لکھا ہے اگر کوئی کہے کہ تو علم غیب رکھتا ہے وہ کہے کہ ہاں
تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ اگر خدا بغیر تیرے مجھکو بہشت میں لیجاوے تو مجھے بہت منظور
نہیں اسکے کفر میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ میں مسلمان ہوں
دوسرا کہے کہ تجھپر اور تیری مسلمانی پر لعنت کافر ہوگا اور جامع الفصولین میں لکھا ہے کہ اظہر
یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر فرشتے اور پیغمبر سب گواہی
دیویں کہ تیرے پاس چاندی نہیں ہے تو بھی یقین نہ کرونگا تو کافر ہوگا اگر ایک شخص نے دوسرے
کہا کہ اے کافر اور وہ کہے اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھہ خلا ملا نہ رکھتا بعض نے کہا کہ
کافر ہوگا اور بعض نے کہا نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ کافر ہونا بہتر ہے تیرے ساتھہ رہنے سے کافر
ہوگا کسواسطے کہ مراد اس کی کیا ہے دور رہنا اس سے اگر کوئی شخص کسی سے کہے نماز پڑھ
وہ کہے کہ اتنی مدت تو نے نماز پڑھ کے کیا حاصل کیا یا یوں کہے کہ اتنی مدت نماز پڑھ کے
کیا حاصل کیا میں نے کافر ہوگا۔ اگر کوئی کسی سے کہے کیا کافر ہوگیا تو وہ جواب دے کہ
اپنے نزدیک ہمکو کافر جان لیا کر کافر ہوگا اگر کہے میرے تئیں اپنی عورت خدا سے زیادہ
پیاری ہے کافر ہوگا لازم ہے کہ توبہ کرکے پھر اس عورت سے نکاح پڑھ لیوے اگر کوئی کافر کسی مسلمان سے

کہے کہ مجھکو مسلمانی تبلا تاکہ تیرے نزدیک میں مسلمان ہو جاؤں اگر مسلمان کے توقف کر
جب تلک فلانا عالم یا فلانے قاضی کے پاس جاوے تو کہ وہ تجھکو تبلا دینگے . پس
اسوقت تو اُن کے نزدیک مسلمان ہونا اس کے کفر میں اختلاف ہے صحیح وہ ہے
کہ کافر نہ ہوگا اور اگر کوئی واعظ کہے توقف کر کہ فلاں میرے وعظ کی مجلس میں تو مسلمان ہونا
اسصورت میں فتویٰ یہ ہے کہ واعظ کافر ہوگا اگر کہے مجھکو خدا اسے تعالیٰ نماز روزے کی بارسے
جلدی اُٹھاوے کافر ہوگا اگر کہے کہ کتنے دن نماز مت پڑھ تا حلاوت نمازی کی تو دیکھے
کافر ہوگا اگر کہے کہ کام عقلمندوں کا بھی وہی ہے اور کام کافروں کا بھی ہی ہے یعنی دونوں کا
کام ایک ہے تو کافر ہوگا اور اگر اوس کام کا اشارہ کسی عالم معین کیطرف کریگا تو کافر ہوگا دعا مانگنے
میں یوں کہنا کہ اے اللہ اپنی رحمت مجھسے دریغ مت رکھ یہ لفظ الفاظ کفر میں سے ہے
اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ تو مرتد ہو جا اس صورت میں اپنے شوہر سے جدا ہو جائیگی
کہنے والا کافر ہوگا کفر پر راضی ہونا خواہ اپنے لئے خواہ غیر کے لئے کفر ہے صحیح وہ ہے
کہ اگر کفر کو برا جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ دشمن کافر ہو جاوے اس چاہنے پر چاہنے والا
کافر نہ ہوگا اگر کوئی شخص شراب پینے کی مجلس میں بلند جگہ پر واعظوں کے مانند بیٹھکر ہنسی
کی باتیں کرے اور سارے اہل مجلس ان باتوں سے ہنسیں اور خوش ہوویں تو وہ
سب کافر ہوویں گے اگر کوئی شخص آرزو کرے اور کہے کہ اگر زنا یا ظلم یا قتل ناحق
حلال ہوتا تو کیا خوب ہوتا کافر ہوگا اگر کوئی آرزو کرے اور کہے کہ شراب حلال ہوتی یا روزہ
مہینے رمضان کے فرض نہوتے تو کیا خوب ہوتا کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ خدا جانتا ہے کہ
کام میں نے نہیں کیا اور حال یہ ہے کہ اس نے کیا ہے پس اس کے کفر میں دو قول
ہیں صحیح یہ ہے کہ یہ کافر نہوگا اور امام سرخسیؒ سے منقول ہے کہ اگر قسم کھانیوالا اعتقاد رکھتا
ہے کہ اس کلام میں جھوٹ بولنا کفر ہے اس صورت میں وہ کافر ہوگا اور اگر اعتقاد نہیں
رکھتا ہے تو نہ ہوگا حسام الدینؒ کا فتویٰ امام سرخسیؒ کے قول پر ہے مسئلہ امام طحطاویؒ نے کہا کہ

مومن ایمان سے خارج نہ ہوگا مگر جب انکار کریگا اس چیز کا کہ جسپر ایمان لانا واجب ہے امام
ناصر الدین نے کہا کہ جس چیز کے اختیار کرنے سے یقیناً مرتد ہو جاتا ہے اس چیز کے ظاہر ہونے
سے حکم ردت کا کیا جائیگا اور جس چیز کے اختیار کرنے سے مرتد ہونے میں شک ہووے
اوس امر کے ظاہر ہونے سے مرتد کا حکم نہ چاہیے کرنا کیونکہ امر یقینی زائل نہیں ہوتا ہے شک کے
سبب سے اور حال یہ ہے کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ہے مسلمان کو کافر کہنے
کا فتوی جلدی نہ چاہیے دینا کیونکہ کفار کے اکراہ سے جس نے کلمہ کفر کا کہا علما نے اسپر
بھی حکم کفر کا نہیں فرمایا بلکہ فرماتے ہیں کہ ایمان اوسکا قائم ہے تاتارخانیہ میں ینابیع سے نقل
کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب تک کفر پر اعتقاد نہ کرے گا کافر نہ ہوگا اور ذخیرہ میں لکھا ہے
کہ مسلمان کافر نہیں ہوتا مگر جسوقت کفر کا قصد کریگا کافر ہوگا مضمرات میں نصاب الاحتساب اور
جامع اصغیر سے نقل کیا کہ اگر کسی نے کلمہ کفر کا قصداً کہا لیکن اعتقاد کفر پر نہیں رکھتا ہے
علما نے کہا کہ کافر نہ ہوگا کیونکہ کفر اعتقاد سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکو کفر پر اعتقاد نہیں ہے
اور بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا اسلئے کہ یہ رضا ہے کفر پر اگر کوئی جاہل کفر کا کلمہ کہے اور جانتا نہیں کہ یہ کلمہ کفر کا ہے تو
بعض علما نے کہا کہ کافر نہ ہوگا نہ جاننے کے سبب سے اور بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا
جہل عذر نہیں ہے ملتقی سے روایت ہے کہ جورو و خاوند میں سے ایک مرتد ہونے
کے ساتھ فی الحال نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ قاضی کے حکم پر موقوف رہتا نہیں اگر کسی نے
آتش پرستوں کے مانند ٹوپی پہنی یا ہندوؤں کے مانند لباس پہنا۔ بعضے علماء نے کہا
کافر ہوگا اور بعضے نے کہا کہ نہ ہوگا اور بعضے متاخرین نے کہا کہ ضرورت کے سبب پہنے گا
تو کافر نہ ہوگا اگر زنار باندھا اس صورت میں قاضی ابو حفصؒ کہتے ہیں اگر کفار کے ہاتھ سے
خلاصی پانے کیلئے باندھا ہوگا تو کافر نہ ہوگا اور تجارت کے فائدے کے واسطے
باندھا ہوگا تو کافر ہوگا۔ جب مجوس نوروز کے دن جمع ہویں یا ہنود دیوالی یا ہولی
کے دن خوشی کریں اسوقت اگر کوئی مسلمان کہے کہ ان لوگوں نے کیا اچھی سیرت

رکھی ہے۔ کافر ہوگا۔ جمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مرد گناہ کرے خواہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ پس دوسرا شخص سے کہے کہ توبہ کر اور وہ کہے کہ کیا میں نے کیا ہے جو توبہ کروں کافر ہوگا اگر حرام مال سے صدقہ کیا اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہوگا صدقہ لینے والا اگر جانتا ہے کہ صدقہ حرام مال کا ہے باوجود جاننے کے اگر دعا کرے اور صدقہ دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہونگے کوئی فاسق شراب پی رہا تھا اس حالت میں اسکے اقربا آئے اور درہم اسپر تصدق کئے یا سب نے اس کو مبارکباد دی ان دونوں صورت میں وہ سب کافر ہوئے۔ اپنی عورت سے طواطب حلال سمجھنے سے کافر نہ ہوگا اجنبی عورت کے ساتھ حلال جاننے سے کافر ہوگا حیض کی حالت میں وطی حلال جاننا کفر ہے اور استبرا میں حلال جاننا ہے خسروانی میں لکھا ہے کہ ایک مرد اگر بلند جگہ بیٹھ جاوے اور لوگ ٹھٹھے کی راہ سے اس سے مسائل پوچھیں اور وہ بطریق ٹھٹھے کے جواب دیوے تو وہ کفر ہو جاوے گا دینی علوم کے ساتھ ہنسی کرنا کفر ہے ہنسی کرنے والا چاہے بلندی پر بیٹھے چاہے پستی میں اگر کہے کہ مجکو علم کی مجلس سے کیا کام یا کہے کہ جن باتوں کو علما کہتے ہیں انکو کون کر سکتا ہے یا کہے کہ میں عالموں کی کہنے کا منکر ہوں کافر ہوگا اگر کہے کہ نہ چاہیئے علم کیا کام آوے گا۔ کافر ہوگا۔ اگر کہے کہ ان علموں کو کون سیکھے یہ تو کہانیاں ہیں یا یوں کہے کہ یہ تو مکر و فریب ہیں۔ کافر ہوگا اگر ایک شخص کہے کہ چل شرع کیطرف دوسرا کہے پیادہ سے آ کافر ہوگا اور اگر کہے چل قاضی کے پاس وہ کہے پیادہ سے آ کافر نہ ہوگا اگر کوئی کسی سے کہے کہ نماز جماعت کیساتھ پڑھ وہ کہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تنہا کافر ہوگا کیونکہ آیت قرآن کی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ تنہی کے معنی منع کے ہیں اس نے ہنسی سے اکیلے کے معنی مراد لیئے اور ہنسی کرنی قرآن کی آیت کے ساتھ کفر ہے اگر کوئی قرآن کی آیت پیالہ میں رکھکر پیالہ کو پڑ کرکے کہے کَاْسًا دِهَاقًا کافر ہوگا دیگ میں جو کچھ باقی رہ جائے اوس پر اگر کہے وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ کافر ہوگا اگر کوئی مرد بسم اللہ کہکر شراب پیوے یا زنا کرے تو کافر ہوگا اگر بسم اللہ

ہکر جراءتم کہا دے اس صورت میں بھی کافر ہوگا اگر رمضان آوے اور کہے کہ کیا رنج سر پہ آیا
افر ہوگا۔ اگر کوئی کسی سے کہے کہ چل فلانے کو امر بالمعروف کریں پس اگر جواب دیوے
راوس نے میرا کیا کیا ہے کہ میں اس کو امر بالمعروف کروں گا کافر ہوگا کوئی مرد اگر قرضدار
ے کہے میرا زر دنیا میں دے کیونکہ آخرت میں زر نہ ہوگا اگر وہ جواب دیوے کہ دس
سرفی اور دے آخرت میں مجھ سے لینا دہیں دونگا کافر ہوگا بادشاہ کو اگر سجدہ عبادت
اکرے گا بالاتفاق کافر ہوگا اور اگر جسطرح سلام تحیت کا کرتے ہیں اسیطرح اگر سجدہ تحیت
کرے گا تو علماء کو اسمیں اختلاف ہے ظہیریہ میں لکھا ہے کہ کافر نہ ہوگا ہدایہ کی شرح
وائد الدرایہ میں لکھا ہے کہ سجدہ کرنا نہیں جائز ہے بالاجماع لیکن خدمت کرنی دوسری وضع
سے مثلاً کھڑا رہنا بادشاہ کے روبرو یا ہاتھ چومنا یا پیٹھ جھکانا جائز ہے جو کوئی بتوں کے نام
پر یا کسی کنوئیں یا دریا یا اور گھر اور چشمہ وغیرہ پر ذبح کریگا پس وہ ذبح کرنیوالا مشرک ہوگا
ور اسکی عورت اس کے نکاح سے نکل جائیگی اور وہ جانور ذبح کیا ہوا مردار ہوگا دستور القضاۃ
میں امام زاہدؒ نے ابو بکرؒ سے نقل کیا کہ جو شخص کافروں کی عید کے دن چنانچہ جو اس وقت میں اور
اسیطرح ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور دسہرہ میں جاوے اور کافروں کی ساتھ بازی میں شریک ہووے تو کافر ہوگا۔
مسئلہ۔ یاس کا ایمان قبول نہیں اور یاس کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اصح قول وہ ہے کہ قبول
ہوتی ہے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ جو شخص انکار کرتا ہے عالم کے حدوث کا یا انکار کرتا ہے حشر جسموں کے ساتھ
ہونے کا یا کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کو علم جزئیات کا نہیں اور ان کے مانند جو ضروریات دین
کے ہیں ان میں انکار کرتا ہے پس وہ شخص کافر ہے بالاتفاق جنکے عقیدے سنت اور
جماعت کے برخلاف ہیں مثل روافض اور خوارج اور معتزلہ اور غیر ان کے جو فرقے باطلہ
ہیں کہ دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں اُن کے کفر میں اختلاف ہے منتقی میں ابو حنیفہؒ سے
روایت ہے کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا ہوں میں اور ابو اسحاقؒ اسفرائنی نے کہا
کہ جو کوئی اہل سنت کو کافر جانتا ہے میں بھی اسکو کافر جانتا ہوں اور جو کوئی کافر نہیں جانتا

ہے میں بھی اوس کو کافر نہیں جانتا ہوں۔ علامہ علم الہدیٰ نے بحرالمحیط میں لکھا ہے کہ جو ملعون پیغمبر علیہ السلام کو گالی دیوے یا اہانت کرے یا اون کے دین کے امور میں سے کسی امر میں یا اُن کی صورت مبارک میں یا اُن کے اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب کرے اگرچہ دل لگی کی راہ سے ہو خواہ وہ آدمی مسلمان ہو خواہ ذمّی خواہ حربی وہ کافر ہے اُس کو قتل کرنا واجب ہے توبہ اس کی قبول نہیں۔ اجماع امت اس بات پر ہیں کہ نبیوں سے چاہے کوئی نبی ہو اُن کی جناب میں بے ادبی کرنا اور ان کو بہشت تخفیف جاننا کفر ہے بے ادبی کرنے والا کافر ہوگا حلال جان کے بے ادبی کی ہو یا حرام جان کے روافض جو کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہ دشمنوں کے خوف سے خدا کے بعض احکام کو نہیں پہونچایا یہ کفر ہے فقط

تمت

نقشہ سایۂ اصلی

اس جدول میں احوال مقدار ہر ماہ کے سایۂ اصلی کا اور اوقات نماز کا اور مقدار شفق اور صبح صادق کا لکھا گیا ہے اول اسکے اصطلاحات معلوم کرنا چاہیئے وہ یہ ہیں قدم ساٹھ دقیقہ کا ہوتا ہے اور ایک دقیقہ ساٹھ آن کا اور آن کا مقدار یہ کہ اس میں گیارہ بار لفظ اللہ کا کہہ سکیں اور ایک گھڑی پل کی ہوتی ہی اور ایک پل ساٹھ ریزہ کا اور ایک ریزہ ساٹھ ذرہ کا اور ریزہ بقدر دو حرف کہنے کے ہوتا ہی جیسے کہ کہیں آن اور ذرہ اسقدر ہوتا ہے کہ اسمیں ایک حرف بھی نہ کہہ سکیں اور بعضوں نے کہا ہی کہ پل وہ ہی کہ جسمیں اٹھارہ بار لفظ اللہ کا کہہ سکیں یہ جدول مرزا خیر اللہ منجم نے

حسب اتفاق دار الخلافہ دہلی لکھی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے پسند کی ہے

اسماء ماہ ہندی	ایام	برج جن میں آفتاب رہتا ہے			سایہ نصف النہار		گھڑیاں اس کی		سایہ وقت ظہر		گھڑیاں اس کی		سایہ وقت عصر		گھڑیاں اس کی	
ماہ	ایام	برج	گھڑی	پل	قدم	دقیقہ	گھڑی	پل	قدم	دقیقہ	گھڑی	پل	قدم	دقیقہ	گھڑی	پل
چیت	۳۱	حمل	۳	۳۶	۳	۴۹	۱۵	×	۱۰	۴۹	۱۲	۳۳	۱۷	۴۹	۴	۹
بیساکھ	۳۱	ثور	۳	۳۶	۲	۱۰	۱۲	۴	۹	۱۰	۷	۹	۱۲	۱۰	۴	۴۹
جیٹھ	۳۲	جوزا	۳	۵۵	۱	۱۳	۱۶	۵۶	۸	۲	۸	۳	۱۵	۳	۴	۵۷
اساڑھ	۳۱	سرطان	۳	۰	×	۲۸	۱۷	۱۷	۸	۲۸	۸	۳۸	۱۴	۲۸	۵	۱۱
ساون	۳۱	اسد	۳	۵۵	۱	۳	۱۶	۵۶	۸	۲	۸	۳	۱۵	۲	۴	۵۷
بھادوں	۳۱	سنبلہ	۳	۳۶	۲	۱۰	۱۶	۴	۹	۱۰	۷	۹	۱۶	۱۰	۴	۴۹
اسوج	۳۰	میزان	۳	۳۶	۳	۴۹	۱۵	×	۱۳	۴۹	۶	۳۳	۱۷	۴۹	۴	۹
کاتک	۳۰	عقرب	۳	۳۷	۵	۵۳	۱۳	۵۰	۱۲	۵۴	۵	۵۴	۱۹	۵۴	۳	۵۳
منگسر	۲۹	قوس	۳	۳۶	۸	۱	۱۳	۳	۱۵	۴۰	۵	۴۰	۲۲	۱	۳	۵۱
پوہ	۲۹	جدی	۳	[illegible]	۹	۳	۱۳	۳	۱۷	۳۶	۵	۳۶	۲۳	۱	۲	۵۱
ماہ	۳۰	دلو	۳	۳۴	۵	۳	۱۳	۴	۱۵	۴۰	۵	۴۰	۲۲	۱	۳	۵۱
پھاگن	۳۰	حوت	۱۰	۳۴	۵	۵۳	۱۳	۴	۱۲	۵۲	۵	۵۴	۱۹	۵۴	۳	۵۴